یہ سب ہے ممکن ∴ سدا ہے وہ یہ جگ مین سب ہے کوئی دن ∴ ہوئین
محصور پھر کب اوسکی نعمات ∴ بغیر از عجز کچھ بنتی نہین بات ∴ سب سے
اب نعت پیمبر کی مجھے فکر ∴ کہ بہتر اوس سے اب کوئی نہین ذکر ∴ محمد نام
ہے اوس پیشوا کا ∴ خلاصہ ہے وہ سارے انبیا کا ∴ زہے نصیب کہ ہم
اوسکی امت ہوئے اب غم ہنگامۂ محشر کا مطلقا نرہا اور خوف حساب
کتاب کا یک لخت دل سے اوٹھ گیا **ابیات** کسے اب گناہون کا
ہے اپنے غم ∴ کہ اپنا نبی ہے شفیع امم ∴ نہین ایک ذرا ترس نار جحیم ∴
کہ حامی ہے اپنا رسول کریم ∴ ہے بعد اوسکے والی شہ بوتراب ∴ ہمین
کیون ہو پھر خوف روز حساب ∴ خوشا اوقات ہماری کہ ہم اوسکے غلام
ہوئے اب مشکلون مین کیون گھبرائین کہ والی اپنا مشکل کشا ہے اژدرا یک
روباہ وشش کے فریب سے کس لیے بڑبڑائین کہ مولا ہمارا شیر خدا ہے
ابیات وہی دین و دنیا کا ہے بادشاہ ∴ کہ لگا بخوبی ہمارا نباہ ∴
خدا سے اوسے دمبدم وصل ہے ∴ نبی کا خلیفہ بلا فصل ہے ∴ وہی ہے
پیمبر کا مسند نشین ∴ کسی اور کو یہ لیاقت نہین ∴ مگر اوسکے فرزند گیارہ امام
ہین بعد اوسکے ہادی دین لاکلام ∴ مجھے پیروی اونکی ہووے نصیب ∴
کہ سب شہر مین وے خدا کے حبیب ∴ بعد اوسکے عاصی بشیر علی جعفری متخلص بانیس
ابن سید علی مظفر خان یہ کہتا ہے کہ جب مین باغ اردو کی تحریر سے فراغت پاچکا
صاحب مدرس ہندی مستر جان گلکرسٹ صاحب دام اقبالہ نے اسکا چھاپنا شروع کیا
چنانچہ پانسو کتاب چھپی اور دور دور تک پہونچی بعد اسکے تذکرہ فی الواقع اوس فن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کرتا ہون مین اُس خالق کی جسنے ماہیات کو مرتبۂ تقرر کے بعد خلعت وجود کا
بخشا اور حقیقت انسانی کو زیور عقل سے آراستہ کیا شکر کرتا ہون اُسی
منعم کا جسنے نعمتین انواع و اقسام کی عنایت کین اور قوتین مختلفہ ہر ایک
عضو کے مناسب جسم واحد مین بخشین جنکے باعث ہر ذی روح نے
اپنے دوست و دشمن کو پہچانا اور معیشت و نوش کا تفاوت جانا کہ لوث سے بچایا
اور اُس سے لطف اوٹھایا خصوصًا ارسال انبیاء کرام کا اور اوصیاء عظام کا کہ اعلا
انواع نعمت اور اقصاے اقسام رحمت سے ہے کیونکہ اُنکے ہی سبب سے ہمنے اُس
تین گمراہی سے بچایا اور راہ ہدایت کا پایا بعد اُنکے تسلط سلاطین عدول
کا اور عمل شاہان مقبول کا تا اونکے ظل حمایت مین ہم چین کرین کسی ظالم
کے ہاتھ سے دکھ نہ بھرین **ابیات** اگر ہر موے تن مین
ہو پیوستہ سے شکر اُسکا پر کہان ہووے وجود اُسکا ہے واجب

یہ سب ہے ممکن ٭ سدا ہے وہ یہ ملک مین ہے کوئی دن ٭ ہوئین
محصور پھر کب اوسکی نعمات ٭ بغیر از عجز کچھہ بنتی نہین بات ٭ ہے
اب نعت پیمبر کی مجھے فکر ٭ کہ بہتر آن سے اب کوئی نہین ذکر ٭ محمد نام
ہے اون پیشوا کا ٭ خلاصہ ہے وہ سارے انبیا کا ٭ زہے نصیب کہ ہم
اوسکی امت ہوئے اب غدغہ ہنگامہ محشر کا مطلقا نرہا اور خوف حساب
کتاب کا یک لخت دل سے اوٹھہ گیا **ابیات** سکیے اب گناہون کا
ہے اپنے غم ٭ کہ اپنا نبی ہے شفیع امم ٭ نہین ایک ذرا ترس نار رحیم ٭
کہ حامی ہے اپنا رسولِ کریم ٭ ہے بعد اوسکے والی شہ بوتراب ٭ ہمین
کیون ہو پھر خوف روز حساب ٭ خوشا اوقات ہماری کہ ہم اوسکے غلام
ہوئے اب مشکلون مین کیون گھبرائین کہ والی اپنا مشکل کشا ہے اور ایک
روباہ وحش کے فریب سے کس لیے ہرائین کہ مولا ہمارا شیر خدا ہے
ابیات وہی دین و دنیا کا ہے بادشاہ ٭ کریگا بخوبی ہمارا نباہ ٭
خدا سے اوسے وسدم وصل ہے ٭ نبی کا خلیفہ بلا فصل ہے ٭ وہی ہے
پیمبر کا مسندنشین ٭ کسی اور کو یہ لیاقت نہین ٭ مگر اوسکے فرزند گیارہ امام ٭
ہین بعد اوسکے ہادی دین لاکلام ٭ مجھے پیروی اونکی ہو وے نصیب ٭
کہ بے شبہہ ہین وے خدا کے حبیب ٭ بعد اوسکے عاصی شیر علی جعفری متخلص بافسوس
ابن سید علی مظفر خان یہ کہتا ہے کہ جب مین باغ اردو کی تحریر سے فراغت پا چکا
صاحب مدرس ہندی مستر جان گلکرسٹ کہا ور زراہ الطاف دے اسکا چھپانا شروع کیا
چنانچہ پانسو کتاب چھپی بعد دو ورق تلک پہنچی بعد اسکے قضارا فی الواقع تو اس فقیر

وف مرزا جعفر اس محسن الزمان خان مرحوم کی شب و روز کرنی ضرور ہوئی کیونکہ
سرکار دولت مدار مین سبب اپنی رسائی کا وہی ہوا والا اسیرون تلک فقیر کی
پہنچ کہان ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؛ اور صاحب کمال و شاعر اپنے
سے بہتر بہتر لکھنؤ مین اُس وقت موجود تھے بلکہ اب بھی ہین غرض مرزائے
موصوف کی جوہر شناسی و دانش پرستی اور صاحبان عالیشان کی قدردانی ظاہر
و صحیح کالنقش فی الحجر ہے مٹنے کی نہین ع پتھر کا نقش ہے یہہ مٹایا نہ جائیگا ؛
اشارہ اُسکا باغ اردو کے دیباچے مین ہو گیا ہے تفصیل لکھنا یہان موقع نہ تھا ۔
پس اب بعضے عذرون کو تحریر کرو ؛ قلم ہاتھ مین ہے نہ تاخیر کرو ؛
صاحبان خرد پر ظاہر ہووے کہ بعضے مولفین و مترجمین نے چھاپے کے
وقت موجود خواہش کی کہ نام کتب مسطورہ کے اگر دیباچہ مین رہینگے
تو ہماری کسر شان ہو گی ناگزیر اُن کے پاس خاطر راقم نے صفحہ تحریر سے
نکال ڈالے اور خلاصۃ التواریخ کا ترجمہ نہین کیا ہان مضمون اُسکا اس
زبان مین لکھا ہے اور کمی زیادتی بھی جہان موقع دیکھا ہے وہان کی
لیکن صوبے اور سرکارون کی حالات مین اکثر اور قلعون کے احوال
مین کمتر سبب اسکا تغیر و تبدل ہے خواہ آبادی کی جہت سے خواہ
ویرانی و خرابی کے باعث اور بعضے شہر و قصبے کا اسمی صحیح نہ پایا
یہان تک کہ نسخے بھی عبارت مین حال ہی کے لکھے ہرچند اس
عہد مین وہ آئین نگ ہر نہین بلکہ کہین سے کہین تفاوت ہو گیا ہے
مگر آمدنی ہر ایک صوبے کی جو عالمگیر کی سلطنت مین تھی وہی لکھی کیونکہ

مطابق اس دور کے دریافت کرکے لکھنا محال تھا اور بعضے صوفیہ کی
کرامت و خرق عادت اور اونکی درگاہون کے احوال و تصرفات جو ثبت
کیئے فقط کتاب مذکور کی مطابقت کیے گئے بلکہ اسی لحاظ سے بیہودہ کے
فقیر اور معابد کے بھی اوصاف و احوال کہ خلاف عقل و عقیدہ تھے لکھنے مین آگئے
نہ از راہ اعتقاد کیونکہ اس خاکسار کا مذہب یہہ ہے بیت گر دو عالم پر از
ولی باشد * پیر ما مرتضی علی باشد * والسلام علی من اتبع الہدیٰ مقدمہ
ہر انسان کو موافق اپنے مذہب کے معرفت و عبادت اپنے خالق کی ضروری ہے
اور طریقہ اوسکے بدون علم کے نہین آتے بلکہ جاہل کی عبادت بیجا اوقات
بدعت ہو جاتی ہے پس تحصیل علم کی واجب ہوئی ع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت
بلکہ سلیقہ معاش کا بھی اسی پر موقوف ہے بہر حال اس مین جتنی کوشش کیجے
بجا ہے اور جتنی مشقت سے کھینچے روا ہے بشر کو لازم نہین کہ اوقات اپنی
لہو لعب مین گذارے اور عمر گران مایہ کو ہزلیات مین صرف کرے جسوقت
کہ امور ضروری و واجبی سے فراغت پائے اور وقت فرصت ہاتھ آئے
تو کتب تواریخ دیکھے کہ سیر اونکی نہایت مفید ہے خصوصاً سلاطین و
حکام کو کیونکہ شاہان سلف کی نیکی و بدی سے آگاہی ہوتی ہے چاہیے
کہ نیکون کے چلن اختیار کرے اور بدون کے روش چھوڑ دے تا اسکی
سلطنت مین فساد راہ نپاوے اور ریاست ہاتھ سے نجاوے سوا
اسکے ہدایت و معرفت بھی حاصل ہوتی ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ جب انسان
نے دریافت کیا کہ کیا کیا بادشاہ ذوی الاقتدار اور سلاطین جبار باوجود

بیہودہ باتیں

اوس جاہ وحشم ومال وعلم کے ایکبار ایسے ناپید ہوے کہ اونکی قبرون تک بہی نشان نرہے شاید اوسکو حرص جاہ وسلطنت کی نہو دے دنیا و مافیہا کو مورد فنا سمجہے اور عقبیٰ و لوازم عقبیٰ کو محل بقا

ابیات

اولو العزم کیا کیا ہوے پادشاہ ؛ ہوئی خاک ہی اونکی آرامگاہ ؛ جو تہے ملک گیر و بانی نشان ؛ نہین اونکی قبرون کے باقی نشان ؛ سرون پر جو رکہتے تہے تاج زری ؛ پڑی خاک پر اونکی بے کہوپری ؛ بدی یا کہ نیکی انہون نے جو کی ؛ وہی صفحۂ دہر پر رہ گئی ؛ کہان مین کہان تو کہ عزت اوسکی ذات ؛ کسیکو نہین ہے دوام و ثبات ؛

(۱) یہ چند سطرین مملکت ہندوستان کی تعریف مین

جب سے یہ مرکز خاکی حیوانات کی آرامگاہ ہوا سیکڑون ہزارون لاکہون شہر قصبے بسے اور بستے جاتے ہین کوئی ادنی کوئی اعلیٰ لیکن ہندوستان کی سرزمین کا عالم سب سے نرالا ہے کوئی ولایت اوسکی وسعت کو نہین پہونچتی اور کسی مملکت کی آبادی اوسکو نہین لگتی یہان کی ہر ایک بستی مین گہما گہمی جابجا ایک نئی طرح کا عالم ہر شہر و قصبے مین ستہری پاکیزہ پختہ متعدد سرائین مسافرون کے واسطے ہر قسم کے اوڑہنے بچہونے اور اقسام کی غذائین اکثر بستیون مین مسجدین خانقاہین مدرسے باغات غریبون بیکسون مسافرون کے لیے متعدد مکانات قلعے بڑے بڑے مضبوط وسعت مین ایسے کہ سیکڑون گاؤن اونمین بسین اور رفعت مین اسقدر کہ بادل اونکے نیچے برسین ندی نالی تالاب کوئین لطیف و پاکیزہ خوشگوار پانی اون مین میٹہا ٹہنڈا

بہتے بھر ابھر ابوا اترے بڑے دریاؤن مین کشتیان نواڑے بجرے وغیرہ بیشمار شاہ راہ کے ندی نالون پر بیشتر مقامون مین پل بندھے ہوئے تیار اکثر رستون مین کوسون تک سایہ دار درختون کی دو رستہ قطار ایک ایک کوس کی مسافت پر ایک مینار نمودار ہر ایک چوکی پر ہمہ چیز مہیا سودے والون کی دکانین جابجا مسافر خوش و خرم کھاتے پیتے اوٹھتے بیٹھتے دن بھر چلے جاتے ہین اور شام کو منزل پر بھی سب طرح کا آرام پاتے ہین بہت جہان دیکھے خیر ہی خیر ہے ❊ سفر یہہ نہین باغ کی سیر ہے اس کے راہ مین اگر سونا اوچھالتے چلے جائین کہین خطرہ نہین اور جنگل مین رات کو جہان چاہین سو رہین کچھہ پروا نہین چنانچہ ہمیشہ سوداگر بنجارے مال متاع غلہ دور دور سے بھر لاتے ہین اور منزل مقصود پر سلامت جون کا تون پہنچ جاتے ہین مشرق کی طرف اس مملکت کے بنگالہ ہے اور جنوب کی سمت دکھن مغرب کی جانب ٹھٹھہ وہان سے شور دریا نزدیک ہے اور شمال کی طرف ایک بڑا پہاڑ ہے کہ اسکی انتہا کو کوئی نہین پہنچا ہر چند اس سرزمین مین الماس یاقوت سونے روپے تانبے لوہے سرب وغیرہ کی کھانین موجود ہین اور انکا حاصل بھی بہت ہے لیکن بیشتر آمدنی یہان بدولت غلے کی ہے اور وہ انواع و اقسام کا ہوتا ہے انکا تفصیل وار لکھنا دقت سے خالی نہین پر یہان کا اکثر اناج بامزہ و خوش ذائقہ ہوتا ہے خصوصاً سکھداس کے چانول نہایت لطیف لذیذ خوشبودار ہوتے ہین بادشاہ وزیر امیر بلکہ سارے دولتمند جنکو خدا نے ذائقہ دیا ہے

ہر روز پکواتے ہین اور چاہ کر کھاتے ہین سچ تو یہہ ہے کہ اگر یہہ بہشت مین
ہوتے تو حضرت آدم علیہ السلام گیہون کا دھیان نکرتے لوٹ پا کھانا تو
معلوم غرض غلے کی بہتایت زراعت کی کثرت پر موقوف ہے اور
اسکا مدار بارش پر ہر چند بعضے بعضے مقامون مین کھیتیان جھیل تالاب
اور کوئین کے پانی سے بھی ہوتین ہین خصوصاً پہاڑ کی ترائی مین کہ وہان
ندی نالے بیشتر بہتے ہین قطعے وان کی زمین کے لبا اوقات نمناک
رہتے ہین وہ چندان مینہہ کی محتاج نہین پر وہ کتنی اور کیا ایسا ٹھور رکھتی ہے
کہ غلہ اسکا وفا کرے اور ایک خلق خدا کا پیٹ بھرے الغرض اکثر زمین
یہان کی جو قابل جوتنے بونے کے ہین انکی زراعت موقوف بارش پر ہے
سیچنا وہان متعذر اور لاحاصل کیونکہ وے اسقدر ہین کہ شمار بھی انکا دشوار ہے
بیچارے کسانون کا کیا مقدور جو اُنکے عشر عشیر کو بھی پانی دے سکین سیر اگر تا
تو در کنار یہہ قادر لایزال نے ابر ہی کو قدرت بخشی ہے کہ ایک پل مین جل
تھل بھر دیتا ہے حاصل یہہ ہے کہ غلے کی فراوانی اور اناج کی ارزانی کا سبب
مسبب الاسباب نے باران رحمت ہی کو بنایا ہے سینچنے سیچانے سے
یہہ بات کہان اور بعضے بعضے حاصل کہ وہ سال مین دو بار مزروع ہوتی ہے
بلکہ تین بار سبحان اللہ کیا صانع ہے کہ سوا تو عناصر کا ایک کیا پھر ا
کی ایک کو ضد بنایا اور تاثیرات مختلفہ اُنسے ظاہر کین بلکہ ہر ہر واحد کو اسکے بہتے
خواص اوصاف ایک سے نہ دیے چنانچہ کسی خاک کی ہوا اچھی ہے اور کسی
کی کچھ علی ہذا القیاس پانی مین بھی کیفیت ایسی ہی کچھ دیکھی جاتی ہے ہر چند کہ

جنس مین اتحاد رکھتا ہو اب گنگا جمنا مین کسقدر قربت ہے ساتھ اسکے
پانی کی تاثیر بلکہ رنگت بھی جدی ہے پھر جن دریاؤن مین کہ کاسے کوسون کا
تفاوت ہے اُنکے پانی کی خاصیت کا فرق لکھنا زیادہ ہے اور کوئین
تو ساتھہ اس بات کے کہین کھارے کہین میٹھے ہوتے ہین یہان تو زرا آ
دن کا تفاوت ہے لکھنا اُسکا محض لغو زمین کی بھی ماہیت ایسی ہی کچھہ ہے
کسی جاگہہ تو ایک سال مین دو دو تین تین مرتبے اناج پیدا ہوتا ہے کہین ایک
مرتبے کسی مقام مین مطلق نہین گو کہ سبھہ جگہہ مساوی برسے سوا ے
اسکے کہین کا چاول خوب ہوتا ہے کسی جگہہ کا گیہون کسی طرف کا چنا
کمی زیادتی ہے ہر اناج کی جا بجا دیکھنے مین آتی ہے وجہہ اسکی کماحقہ ہمپر
نہین کھلی مگر آگ کی خاصیت و کیفیت مین فرق معلوم نہین ہوتا شاید اسکا
سبب یہ ہو کہ بدون لکڑی کوئلے وغیرہ کے علیحدہ موجود نہین ہوتی یا کچھہ اور ہو
اُسے ہم نہین جانتے العلم عند اللہ

چند سطرین موسم بہار و برسات کی تعریف مین

اگرچہ فصل ربیع مین بھی اس ملک کے بیچ پھول پھل بہتایت سے انواع و
اقسام کے پھولتے پھلتے ہین آم موراتے ہین بلکہ گلاب بھی باغون کے
بیچ بیشتر اسی فصل مین پھولتا ہے اور جنگلون مین ٹیسو سرسون اسی کثرت
سے کہ نگاہ کو کام نہین کرتی اور آنکھہ نہین ٹھہرتی رنگت اُسکی عاشق دلگیر کے
چہرے کی زردی زیادہ چمکاتی ہے اور ہوا آتش عشق کو دونا بھڑکاتی ہے
ابیات جنکو وصل گلعذار ہے انکو بھاتی ہے بہار ۰ ہم سے مہجورون

کہ لیکن کب خوش آتی ہے بہار ۃ دید گل کیا کیجے بڑھتی ہے دونی بیکلی ۃ
خار ہجران اور بھی دل میں چبھاتی ہے بہار ۃ فی الحقیقت رات دن اسکا حال
کیفیت سے نہیں کیونکہ دھوپ سے حدت اور چاندنی سے کدورت اندنوں
رہتی ہے اور باد بھی حطریت و اعتدال کے ساتھ بہتی ہے چنانچہ اسکے
جھونکے کی لپٹ دماغوں کو مہکاتی ہے اور رطوبت اجسام کی تازگی بڑھاتی ہے
مزایان ہند اس موسم کو فصل بہار یا موسم بہار کہتے ہیں پر اکثر فارسی و عام فلکی
جانا ابتدا اس رت کی مین کی سنکرات سے یعنے آفتاب کا آنا برج حوت مین
اور انتہا اسکی کا آخر یعنے برج حمل کا تیسوان درجہ اور یہان بسنت جو ہولی
کے پہلے ہوتی ہے وہ ایک تیوہار ہے کہ جہان مین رائج ہو گیا والا ہولی
موافق اس حساب کے اس رت سے مقدم ہے کیونکہ وہ ہندی چیت کی پہلی کو
ہوتی ہے لیکن نوروز کہ وہ عبارت تحویل آفتاب در برج حمل سے ہے ہولی کے
آگے پیچھے ہوتا ہے پر تھوڑے دنوں کے فرق سے اور بعد بسا لہا سال
کے اتفاق ایسا ہوتا ہے کہ ہولی اور نوروز ایک دن جمع ہو جاتے ہیں لیکن
اس ملک مین برسات کا موسم نہایت لطف دکھاتا ہے آسمان پر رنگ
برنگ کی گھٹا چار و طرف خوش آیند ہوا زمین یک لخت سبزہ زار تمام
بہار شکل گلزار اور گلزار سراپا بہار پھول طرح طرح کے چمنوں مین کھلے
ہوئے درخت ہرے ہرے گنجان آپس مین ملے ہوئے نہروں کی لہریں
کا لطف ہی جدا سبزے کی نوخیزی کا عالم ہی علیحدہ ہر ایک ندی نالا دریا
چڑھا ہوا ہر ایک تالاب پانی سے بھرا ہوا سبزی کی بیر بہوٹی کی دھک بجلی

کی چمک بادل کی کڑک ایک عالم دکھاتی ہے بگلون کی ڈار مینھہ کی پھوہار
مورون کی جھنکار پپیہون کی پکار دلکو لبھاتی ہے تھم جا بجا گڑے ہوے
جھولے پڑے ہوئے ہنڈولے کھڑے ہوے ہے اُن مین رنگ برنگ کی
پوشاکین پہنے ہوے ہے سیکڑون پری پیکرین جہاد لنشان مین کوئی پینگ
چڑھا رہی ہے کوئی ہنڈولا گا رہی ہے کوئی پاؤن جوڑکر کسیکے ساتھہ جھولتی
ہے کوئی کیکادل لیکر جھولتی ہے **ابیات** ہر ایک کام مین اپنے مشغول
ہے ❊ ادا اسکی جو ہے سو مقبول ہے ❊ چڑھی ہے سبھون کو جوانی کی مے ❊
جسے دیکھئے مست ہے مست ہے ❊ عجب طرح کی رت ہے برسات کی ❊
کہ شکل اور بدلی ہے دن رات کی ❊ گھٹا کی یہہ کثرت ہے شام و سحر ❊ لیس
ایک صورت ہے شام و سحر ❊ ہر ایک طرف ہے بادلون کا ہجوم ❊ یہہ جھڑی
مینھہ کی ہے زمانے مین دھوم ❊ ہمیشہ بندھا مینھہ کا تار ہے ❊ برستا پڑا
سو سلادھار ہے ❊ عیان ہے ہر ایک چشمہ با آب و تاب ❊ ہر ایک ہے
نہان چشمہ آفتاب ❊ زمانے مین دورے ناب ہے ❊ لیسا ہر طرف
عالم آب ہے ❊ نہ دن کی خبر ہے نہ اب رات کی ❊ اگر کچھہ خبر ہے تو برسات کی
شروع اس رت کی سنکرات کرک کی یعنے آنا سورج کا سرطان مین اور تمامی
اسکی سنگھہ کا آخر مراد اس سے تیسوان درجہ اسد کا ہے پس اس حساب سے
ساون بھادون مین اس رت مین داخل ہین اور اساڑھہ کوار خارج لیکن خاص
و عام مین چار دن ہین موافق اسکے پہلا اساڑھہ ہے اسمین اکثر غبار
اڑتا دپلکہ گا ہے آندھی کے ساتھہ آتا ہے اور مینھہ زور شور سے برس کر

کھل جاتا ہے دوسرا ساون اسمین بیشتر سہاونی گھٹائین ٹھنڈی ٹھنڈی
ہوا مین بارش بھی اکثر میانہ و معتدل لیکن کئی کئی دن ابر گھرا رہتا ہے اور آفتاب
چھپا رہتا ہے تیسرا بھادون بجلی اسمین اکثر کڑکتی چمکتی ہے اور مینہ زور سے
برستا ہے پر بیشتر جلد کھل جاتا ہے اور اسکے آخر مین یون بھی ہوتا ہے کہ ایک طرف
مینہ ایک طرف دھوپ بلکہ مبالغہ یہان تک کرتے ہین کہ بھادون کا مینہ
اس بھینس کا ہے کہ ایک سینگ گیلا اور ایک سوکھے کا سوکھا بنا بر
اسکے استمرار کے و دوسرے ساون کی جھڑیان بھادون کے دریرے
مشہور مین چوتھا کوار یہ وہ جاڑیکا دور ہے مینہ اسمین بھی برستے ہین بلکہ کئی
کئی دن کی جھڑیان لگ جاتین ہین لیکن کوئی خاص طور اسکی بارش کا دیکھا

اسواسطے لکھنے مین نہ آیا ×

چند سطرین میوون کے وصف مین

میوے بھی رنگ برنگ کے اس سرزمین کے بیچ اپنی اپنی رت مین ہوتے
ہین ہر ایک گرد و نواح مین جہان تہان تربوز خربوزے سے فالیزین بھرپور
اور سیب انار شفتالو انجیر انگور وغیرہ کا باغون مین نہایت وفور لیکن بہ نسبت ولایت
کے سچ تو یون ہے کہ انہین انمین فقط نام کی شرکت ہے اور ذات
صفات مین اس سیر کا تفاوت ہے چند کے بعضے خاص میوے لوگ وہان
کے میوون پر ترجیح دیتے ہین وہ آم ہے لیکن سچ تو یہہ ہے کہ کھانے پینے
کی چیزون مین عادت اور رغبت کو دخل بہت سا ہے یہین کے باشندے
بعضے تو ایسے میوے کو چاہ کر کھاتے ہین اور کتنے اسکی بو سے بھاگ

جاتے ہین چنانچہ کٹہل کی باس سے راقم بھی بیزار ہے حالانکہ ایک عالم اسکا
خریدار ہے قصہ مختصر یہان کا خاص میوہ ایک انناس ہے جسکا وہ روشناس
ہوا اور جسکے ایک منہہ لگا پہر نہ چھٹا باس اُسکی دماغ کا آرام شیرہ اُسکا شیرۂ
جان کا قوام حلاوت اسکی ناشپاتی کو پھیکا کرے رنگ پیراہنکی بہی پیکٹ
پڑے اور شریفہ سب سے بیشتر ہے وضیع و شریف اُسکو چاہ کر منگواتے ہین
بلکہ اکثر صاحب ذائقہ سراہ کر کہاتے ہین کٹہل بڑہل بہی اپنے اپنے مزے مین
بے بدل ہین لیکن اُسکے ایک سے ہی کوسے سے جی بہر جاتا ہے اور یہہ اکثر
کہانے مین آتا ہے اور کیلا تو سب میوون پر بہاری ہے اُسے اکیلے ہی کہایا
جاسکیے کیونکہ حلوہ بے دود ہے خصوصاً امرتبان کہ عطریت ملایمت حلاوت
تینون اُسمین بخوبی موجود ہین اگرچہ چینیا کیلا بہی نہایت لطیف لذیذ خوبصورت
خوش ذائقہ ہے پر ویسا کہان اب اور قسمون کا بیان لاحاصل ہے ہر چند
بعضا اور بہی ایک طور کا قرار رکہتا ہے اور ہند کے سب ملکون مین ہوتا ہے
لیکن بنگالہ کے برابر کہین نہین چنانچہ وہ دونون قسم خاص اسی ملک مین ہین
کولہ سنگترا بہی عجیب تر میوہ ہے رنگت مین تو گل سا اور رس اُسکا لعل سا
باغ کی بہار دونی کردکہاے اور گہر کو باغ بناسکے مزے مین بے بدل
صفرائی مزاج کے سے لیے امرت پہل ہر چند زیادتی اسکی دانت کہٹے کر سکتی
ہے پر زبان چٹکارے ہی بہرتی ہے محمد شاہ فردوس آرامگاہ نے
نام قسم ثانی کا رنگترا رکہا ہے اس لیے کہ اسم با مسمے ہو اور یہہ خاص جہانگیر آباد
مین نہایت پاکیزہ خوش ذائقہ رسیلا بڑا ہوتا ہے اور لکہنئو وغیرہ مین بہی بہلا

پر قسم اول ان ملکو نمین بہت بڑا نپٹ رسیلا بکثرت دیکھنے مین آیا ہے
مزے مین بھی اتنا کہ برغبت کھاتے ہیں لیکن سلہٹ اور بنڈول کا کولا طرح
سے اولی ہے اسکے ہوتے کوئی انھین دستوری مین بھی نہ لے بلکہ
اندر ان کا پھل جانے کیونکہ بیدانہ انگور بھی اسکے آگے نہین پھلتا اور کشمش کا
بھی اسپر نہین چلتا جہان تک مبالغہ اسکی حلاوت و عطریت پر کیجیے
بجا ہے بلکہ قسم کھانی بھی اوسپر روا ہے اور جنگل بھی یہان کے ثمر بخشی مین
بیشتر گہسیارے گذارے وہان سے بعضے بعضے پھل توڑ لاتے ہین اور
عوام الناس انکو مول لیکر کھاتے ہین خصوصاً جھربیری کا بیر کہ اسکے اوپر لڑکین کیا
لڑکے بوڑھے سب ٹوٹ پڑتے ہین بلکہ بعض بعض رنڈیان بھی چاہ کر کھاتی ہین
ہین لیکن مزا اسکا فی الحقیقت مسافرون سے پوچھیے کہ ہر ہر قدم پر جھاڑ
اونکا دامن پکڑتے ہین اور کانٹے پیر پیر پاؤن پڑتے ہین غرض بھلائے
بن نہین چھوڑتے قصہ کوتاہ بھی ہند کی میوؤنکا آم سر ہے فی الواقع عجب
پھل ہے کچا زیادہ کہا دے اور پکا نرنگت مین جو رسیلا کبھی برا مزے
مین کسیوقت کھٹا کسیوقت میٹھا میٹھے کی مٹھاس سے شکر قند کو دلاوے
سنجکے اور کھٹ میٹھے کی چاشنی انار زمانے کے دہت سکھے آم کے درخت
اوسکا باغ کی آرایش اور سور کی بوباس دماغ کی آسایش سایہ اسکا مسافرون
کی آرامگاہ ہر ایک تھکا ماندہ دھوپ کا جلا اسکا ہوا خواہ ابیات کیون نہ

درختون مین وہ ہو سربلند ❊ اسکا ہے پادشاہ و گدا کے پسند ❊ ہند کے
سب میوؤنکا سردار ہے ❊ رونق ہر کوچہ و بازار ہے ❊ جو سہانی آمد

کھا ہے ۞ میوے سب ولایت کے سبھی بھول جائے ۞ اُسکی مٹھائی کا کرنا
کیا بیان ۞ ہیگا ہر ایک کی وہ زبان پر عیان ۞ پھوسے تو رب کہیل
تو سکین بار بار ۞ کہانے لگے اگر بنا چھری کی ہو دہار ۞ اور مٹھائی جو کھیو ایک
دری ۞ کھائے ایکبار تو پھر جائے جی ۞ آم میں ہے لیک حلاوت عجب ۞
رہتی ہے اُسکی تو تشنہ طلب ۞ پیٹ بھرے بھی نہ پیر اوس سے کبھی سے ۞
آدمی پھر کھائے نہ تو کیا کرے ۞ ہوتا ہے شیریں تو بہت پال کا ۞ ایک تامیے
نشپاتی بھی طرفہ ترا ۞ میووں میں ہے فوقیت اسکے تئیں ۞ باغ میں پھر لیموں
سہو بالا تشبیں ۞ اسکے سرا یا ہے بھرا اوس میں رس ۞ کیوں نہ ہر ایک سنگترے
سے ہووے سرس ۞ شوخ ہے سیندوری کا رنگ سے ۞ سیب ثمرقند
بھی یہاں ڈھنگ سے ۞ ہیگا فواکہ میں وہ ہر دل عزیز ۞ سیب غلام اُسکا اُن
بھی ہے کنیز ۞ بعد اسکے نیشکر مٹھاس اُسکی خداداد ہے اور وہی ساری مٹھائیوں
کی بنیاد اور وہ لکھنؤ وغیرہ کے گنوار زمیندار اوکھ کہتے ہیں اور دلی کے گرد
جوار کے اکھ ۔ اقسام اوس کے بہت ہیں اور ہر قسم کا ایک نام علیحدہ لیکن جیسا ان
اردو کی زبان میں سوائے گنّے کنارے پونڈے کے اور قسموں کا نام مشہور نہیں
پہلا تو اسم جنس ہے کہ ہر قسم کو کہہ سکتے ہیں دوسرا تیسرا خاص خاص قسم کا نام
ہے چنانچہ کنارا اکہرا اور پتلا ہوتا ہے لنبائی میں تو پونڈے سے کچھ برابر ہے
لیکن بہت سخت اور کم رس کہانڈ مصری وغیرہ اوسی سے بنتی ہے
پونڈا بھی دو طرح کا ہوتا ہے یعنی سیاہ و سفید اگرچہ سیاہ کو کتر
کنولی ہیں لیکن بعضوں میں سیاہ مائی ہے پر اوسکی مٹھائی قدر

اور لذت کی شیرینی کے ساتھہ باوجود اسکے حلاوت سے خالی نہین
ہرچند سختی اوسکی دندان و زبان کو اذیت دیتی ہی بہرصورت سفید لذت سے
بہتر ہے پوری پور مین اسکی تہ گزیدگی اوسکی خوش ذائقہ اور گانٹھہ ہر ایک اوسکی
رسکی گانٹھہ ساتھہ اسکی نرم ایسی کہ پوپلا بے اذیت کھاے بلکہ دودھ کا بچا بھی
یاسانی چوس لے رس اوسکا شیرہ جان کو بڑھاوے مٹھاس اوسکی کام و دہن
کو حلاوت بخشے **ابیات** کیون نہو میوون مین بلند اوسکی شان ۞ کہیت
اوسکا ہے مٹھائی کی کہان ۞ ساتھہ طراوت کے ہے اوسکی مٹھاس ۞ بیت
کہاے جو پیاسا تو بجھی اوس کی پیاس ۞ فصل مین گنّے کی سفر جو کرے قند
وہ رستے ہی مین رس سے کبھرے ۞ جتنے مسافر ہون وہ چھکٹ جائین کل بیت
باندھ دے وہ پل مین مٹھائی کے پل ۞ حلاوت مضمون سے سیاہی بنی خان
شہد کی پکڑی قلم کی زبان بند ہوگئی راقم لکھنے سے باز رہا والا کتاب کو شکرستان
بنا دیتا ہرچند ساگ پات اس سرزمین مین بھانت بھانت کے ہوتے
ہین کتنے بوئے سے اور کتنے بغیر بوئے اصل یون ہے پتا جب تک
درخت مین لگا رہی ڈنڈہار ہے مگر یان طرفہ برگ ہے کہ ٹوٹ کر زیادہ
تازگی پکڑی بلکہ جون جون پرانا ہوتا جاوی طراوت اور پیدا کری ہر ایک امیر فقیر کی طبع کا
مالوف ہے اور بدایت شاہ و گدا کی بیشتر اوسی پر موقوف خواہ اوسکو سونے روپے کی
تھالی مین اوسکے آگے رکھین خواہ سفالی مین **مصرع** برگ سبز است تحفہ درویش ۞ شعر ایک
برگ پر کیون نہو کر لالہ خوان کہ مٹھری کی بہار دونی کردیتا ہی اگر اوسکا لاکھا نہ ہوتا بنا تو
نو رندی کی نہ بنا دیتا ہی ہرچند کہ عملین ہوسی کی و نیز ... نہ پکڑے

اگرچہ وہ کیسی ہی رنگین ہو اقسام اوس کے اکثر ہین پر دلی اگرہ مین کپوری
اور پیری کی بہت بکری ہے کیونکہ اون مین لطافت اور نزاکت بیشتر ہے
خصوصاً پیری مین تو ایسی کہ اچانک جو ہاتھ سے چھٹ پڑے تو بکری ہو جاوے
اور وہ لکھنو سے لیکر بنگالے تک بنگلہ اور ساوری کی پر حق تو یون ہی کہ کہی
نہایت نفیس و لطیف و خوشبو ہوتا ہی اگر ایک گلوری کوئی اوسکی کھائی تو سارا
گھر خوشبو سے بھر جاوے ہر چند کہ پان کا لازم کتھا چونا سپیاری ہی پر رنگ
ڈھنگ مین اوسکا نام زبان پر جاری ہی **ابیات** ساتھیون بن گو نہین کرتا
وہ کام ٭ لیتا ہی ہر ایک پر اوسکا ہی نام ٭ دم مین وہ تبدیل کرے ذائقہ
تلخی و تیزی مین سے اوسکی مزہ ٭ اٹھہ پہر پانی مین رہتا ہے تر ٭ اوسکی حرارت
نہین گھٹتی ہے پر ٭ نت ہی اوسے کھائیے بعد از طعام ٭ ہاضمہ کا ہی وہ
معین لاکلام ٭ کیون نہ ہر ایک کو اوسکی طلب ٭ ہے وہی آرایش
بزم طرب ٭ اس لئے ہے شمع رخون کے پسند ٭ حسن کا شعلہ وہ کرے
ہے بلند ٭ تا جو کوئی خوبان مین اوسی منھہ لگاے ٭ اوسکے وہ مکھڑے کو بھبکا بناتا
٭ کیون نہ سنگار دن مین ہو اوسکا وقار ٭ گلبدنون کے ہے وہ منہہ کا سنگار ٭
گورا ہو یا سانولا جو اوسکو کھاے ٭ غنچۂ لالہ وہ دہن کو بناے ٭ مہاو
مین کم سے ہے یہ بہت وسے ہی سود ٭ خوبی لب کی ہے اوسی سے
نمود ٭ کھائین نہ کیونکر اوسے انسان کل ٭ لب کو بنا دیوے
ہے وہ برگ گل ٭ اس لئے معشوقون کے سے منہہ چڑھا ٭ رنگ
سے وہی عاشقون کو خون بہا ٭ کب کیون اوس برگ کی ہین ہنگ لگا کر

کرتا ہے خونین اب گلرنگ کو ۔ زیادہ نہ کچھ دستوں کا اسکے بیان ہو ۔
ہو نہ کہیں لال قلم کی زبان ۔

یہ چند سطریں پھولوں کی تعریف میں

پھول بھی یہاں سارے دیکھنے اور سونگھنے کے اچھے اپنی بہار میں ہمیشہ
ہوتے ہیں رنگ ڈھنگ میں بھی کچھ ایران توران وغیرہ کے پھولوں سے
کم نہیں چنانچہ عباسی کئی رنگ کی بہت دوپہریا اور گل مہندی کئی بھانت
بھانت کی نپٹ جیسے گلاب دیا سمن و سوسن کا دو نور نرگس و نسترن
سے چمن کے چمن سیوتی زنبق و بنفشہ جدھر تدھر صدبرگ و تاج خروس سے چپے چپے
پر چمن کے چمن ریحان و ارغوان کے تختے کے تختے لالہ و نافرمان کے رعنا
و زیبا جہاں تہاں داؤدی و صدبرگ کی ہزارہا کیاریاں اور وے پھول
جو خصوصیت اس سرزمین سے رکھتے ہیں ہزاروں ہیں ہیں اگر ان سب کے
فقط نام لکھوں تو یہ فصل برابر گلستان کے ہو جاوے اور تھوڑے سے فائدے
کے لئے کلام میں طول بہت سا لازم آوے لیکن مشہور و معروف خلق میں
بیشتر اتنے ہیں سیوتی سکھ درشن سورج مکھی جوہی چنبیلی چاندنی جائی جوہی
جعفری سوگرا موتیا مدن بان مولسری کرنا کیوڑا بیل کنول کیوڑا الیتکی گڑہل
سنگار نواری بیلا گٹھ بیلا رتن منجری رای بیل رتن مالا سہرا ابیا ہے
اس مملکت کی عجب گل زمین ہے کہیں پھول یہاں کے ایسے ہوتے
نہیں ہیں دل بستہ دیکھ انکو ہو باغ باغ ہے جو سونگھے تو پھیر جاوے
ادسے دماغ ہے گندھے بن گندھے گروہ محفل میں آئیں ہیں تو مجلس کا

عالم چمن کا بنا ئین ٭ جو ہیں انہیں حسن انکا پہلے ٭ کہ عاشق کا دل
اُن پہ دونا ہیلے ٭ جو لکھنے کے قابل ہو ہو کا قلم ٭ نزاکت ہو جسمی سو
کہ ہر قلم ٭ سفیدہ سحر کا جو حل ہو سکے آسے ٭ صباحت ذرا اُسکی
لکھی جاسکے ٭ کہو ان وصف کیا ہو گر انکا بیان ٭ کہ ایک ایک کی اُنکی
سے عطر دان ٭ معطر ہے شدت سے سبکی باس ٭ یہ آتی نہیں حیف عاشق کو
راس ٭ جو سونگنے میں آجاے اوسکی لپٹ ٭ پہڑک جاے دل نیند جاوے اوچٹ
ہے کرنکی اس مرتبہ مست بو ٭ جو سونگھے اوسے مات ہستی ہو ٭ مدن بان
ادہ کھلی ہر کلی ٭ بڑھاتی ہے عشاق کی بیکلی ٭ خوش آیند ہے نگہت رائے بیل ٭
رہے ہر دم میں اوسکے نت ریل پیل ٭ چنبیلی کی بو سے نزاکت بہری ٭ سمجھتی
ہوئی سونگھے اوسکو پری ٭ یہ ہیں خوشنما جائی جوہی کے پہول ٭ کہ دیکھے اگر
بس مرت جاتی ہے بھول ٭ صفائی کا عالم کہوں انکی کیا ٭ کہ مانند
نظر یہاں چھل ہی پڑا ٭ بہت موتیا کی پیاری ہے بو ٭ ہر ایک گل
سے اوسکی نیاری ہے بو ٭ اندہی ہو کیونکر اوسکی کلی ٭ نشاہیت اوسکی
ہے بوئیں بہری ٭ نواری کی از بسکہ میٹھی ہے بو ٭ دلوں کے وہ قبول
کیونکر نہو ٭ حبا اسپ سے دوپہریا کا ہے رہے ٭ کہاں اوسکی
رنگت کو لگتی ہے جو ٭ گلوں سے نرالا ہے گل چاندنی ٭ چمن کا اوجالا
گل چاندنی ٭ یہ حنا کے پہولوں میں بیگی مہک ٭ لپٹ انکی
جاتی ہے گردوں تلک ٭ ہمیں رنگت میں تشبیہ دوں اوسے
کیا ٭ کہ ہیں بسی جو ہیں سیٹھے کہراج کا ٭ ہر ایک گل رنگا رنگ وہ عالم

جدا اپنا ہے نہین لطف سے کوئی خالی ذرا ٭ جسے دیکھئے ہر طرح خوب ہی ٭
طبیعت کا ہر ایک کی مرغوب ہی ٭ یہ گو ہر طرف سستی بکتے پھرین ٭ یہ
خوبان جہان دیکھین سر پر دھرین ٭ ہوئے سستے یون تاکہ پہنے عنقا ہو ملنا
جیوا ودزن بادشا ٭ جو عالم دکھاتے ہین ومری سے کے پھول ٭ وہ ہرگز نہو
موتیون سے حصول ٭ پہننے کا اونکے نہو کیونکہ چاو ٭ کہ ہوتا ہے یہان
کوڑیون مین بناو ٭ کسی خوب کی دلمین کھبتی نہ آن ٭ نہ ہوتے جہان مین
اگر پھول پان ٭ القصہ کوئی پھول چمن دہر مین رنگ و بو سے خالی نہین
ع ہر گلے را زرنگ و بوئی دیگر است ٭ لیکن موتیا چنبیلی بعضے بعضے
وصفون مین سب سے زیادہ ہین تیل عطر اونہین کا نکلتا ہی اور ہر ایک حسب
طبع اوسکو چاو کر ملنا ہے خصوصاً وے عورتین کہ جنکے مزاج مین ستھرائی [illegible]
بیشتر ہے وہ ہمیشہ بدن کو لگاتے اور بالون کو اوسمین بساتے ہی رکھتے
ہین تا چاہنے والے کی خواہش زیادہ بڑھے اور چاہ کی آنکھ اکثر ہی ہیت
اگر تیل اور عطر ہوتے نہ یہان ٭ تو رونق پکڑتا نہ حسن بتان ٭ بڑھا لی
انھون نے ہین یہ اونکی قدر ٭ عجب چیز ہینگے غرض تیل و عطر ٭ اور کیتکی
کیوڑے کی بوباس صورت شکل کسی پھول سے نہین ملتی انکا عالم ہی جدا ہی
اگر ہزار پھول خوشبو دہرے ہون اور کیوڑے کا ایک پھول بھی آجائے
تو اونکی مہک اوسکی لپٹ مین چھپ جائے گلاب و بید مشک اوسکی
عرق سے خجالت کھنچی عطر کو اوسکے کوئی عطر لگا نسکی ہیت جو ایک
پھول ہو کیوڑا لگا دیرا ٭ تو در دشمن نہ سمجھے کہین نکلنا ×

چند سطرین اسپ کی تعریف مین

گھوڑے بھی بعضے بعضے اس مملکت کی زمینون مین بہت اسلوب دار
اور چالاک رہوار پیدا ہوتے ہین خصوصاً خنگل کا گھوڑا نہایت اصیل
شایستہ جانباز ہوتا ہے اور دکھن کے بھی بعضے مقامون کا علی ہذا القیاس
خصوصاً گھوڑی بہت چالاک ہوتی ہے پر ولایت کے گھوڑے
کی قوت و چالاکی سے لگا ہی نہین کھاتی کیونکہ جب بھاؤ مار گیا او
اوسکا لشکر تباہ ہوا تب ایک سردار بھلی گھوڑیا پکڑ کر بھاگ نکلا جو ہین
ایک درانی نے اوسے دیکھا تو وہین پیچھے لگا غرض جب یہ اوسکے قریب
پہونچتا مرہٹا سر پٹ پھینک جاتا دو تین کوس پر دم لیتا بعد ایک
گھڑی کے جو مڑ کر دیکھتا تو وہی مغل گھوڑا مارے خجر خجر کرتا آتا ہی
تب پھر وہ گھوڑی کو بدستور بھگا جاتا آخر تیس یا چالیس کوس
چلکر گھوڑی تھک کر کھڑی ہو رہی اور درانی آن پہونچا مرہٹا اوسکا
منہہ دیکھنے لگا کیونکہ نہ گھوڑی مین سکت نہ اوسمین طاقت ندان
درانی نے ایک نیزہ مارا اور یہ اوسکی ضرب کھاتے ہی گھوڑی سے
جدا ہوکر گر پڑا سانس الٹی لینے لگا تب مغل اوسکے ہتیار ہمیانی اشرفیون
کی اقمرئی زین کی کاٹھی معہ ساز لیکر اپنے لشکر کو روانہ ہوا اور گھوڑی کو
ناکارہ سمجھکر وہین چھوڑا بعضی اس واردات کو نقل مہاجی سیندھیا سے منسوب کرتے
ہین اور بعضی کسی اور سردار سے واللہ اعلم بالصواب تعریف فیل لیکن یہان
کی جو یادون مین ہاتھی عجیب خلقت بنسبت صورت سیرت میں سب

سے جدا قد و قامت مین نہایت اونچا جسامت مین کوہ پیکر اور قوت
مین اکثر حیوانون سے بالاتر رنگت مین بیشتر سیاہ دنال خال بجھورا بھی
دیکھنے مین آیا ہے سواے اسکے بڑا چھوٹا بھی لیکن چھوٹے کم سپید دیکھا اور بے
کو کتجل کہتے ہین ناک کی جاگہہ اوسکی ایک لمبی سونڈ اژدہے کی مانند جسکو
جاہے اوس سے اٹھاے اور کان ایسے چوڑے کہ چھاج کی برابر جسکو ادہر ہلاتا
جبڑے مین طرفی ایک فرشا یا دکھاتے ہین دانت اسکے طول مین ایک
گز سے کچھ کم پتلا یا دنار دہن سے لگے ہوئے ایک چھوٹا سے کے
ادھر اور ایک ادھر سپید اسقدر کہ شمع کا نور دیا کو بے نور کردین اور سخت
اس مرتبہ کہ پتھا کو چکنا چور کردین طرفہ یہ ہے کہ تمام اعضا اوس کے سوا مخروط
ڈیل کے ہین لیکن آنکھین چھوٹی وجہ اس کی خالق کو بہتر معلوم ہے خیر شاید
کیا جاے یہ اتنا خیال مین آتا ہے کہ مانع ہے اوسکی آنکھون کو دیکھ اپنے
اسواسطے بڑا سمجھے اگر خود بین ہو جاتا بلکہ خاکساری کی خصلت بھی کی چنانچہ
تھان پر کھڑا اکثر خاک سر مین سونڈ سے ڈالا کرتا ہے بسبب قوت تھیائی
پیر آدے شیر خشمناک کی کیا تاب کہ اوس کے منھ چڑھے ایک جھٹکا مارتا ہے بین
زیر آب ہو جاے حملے کی نوبت بھی نہ پہونچے چنانچہ ان دو کا ایک فیل جنگلی کو پکڑنے کی
کے وقت برابر ہزار وا جد ارسے جاتے ہین واقعی کہ وہ بہادر بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ
بندوق کو پھلجڑی سے زیادہ نہین سمجھتا قطعہ مرغی کیا جبر لا دست وہ جیسی خاطر مین
بان ہنسی کی کاروک کا بھی سونچی اوس تک پہونچا ہے تو وہ توڑا تیرون نشیا کر دیکی خبر کو شہ بانوں
کھیلا کر لئے سونڈ مین لیکر تو ایک چار ادبھا سونڈ کیا [illegible] جو جلکر [illegible]

ستھرا ہو ایک قلم ؛ پیادون کے پھر جانا گھرین قدم ؛ کو ہی آہ یاد سے
نہ جائے گریز ؛ اُکھڑ جائے ہر ایک کا پائے گریز ؛ فی الواقع فتح نشان اسی
سے ہوا ہے اور دہی دلکا سنگار سوارون کے بیڑے کی اسی سے زینت
لشکر مین اسیکے یمن قدم سے برکت سوا اُسکا سب سے بلند و بالا قیمت مین بھی
وہ اکثر گھوڑون سے اعلی کیونکہ گھوڑا پچاس روپے کا بھی نوکر لے سکے پر یہہ
طالعمندی ہے دروازے پر بندھے سوارونکی ٹکڑی ایک رسالہ دار کے ساتھ
بھی نکلتی ہے پر اسکی فور پادشاہ وزیر ہی کے پیچھے چلتی ہے گھوڑا کیسا ہی چالاک
چالیس پینتالیس کوس سے آگے نہ چل سکے اور یہہ اسی پچاسی کوس جائے
اور نہ تھکے اس ڈیل پر سبک رو ایسا کہ سوار کے پیٹ کا پانی نہ ہلے اور
آہٹ پاؤن کی کسیکو معلوم نہو دے رحم دل اس مرتبہ کہ چھوٹا لڑکا راہ مین جو
پڑا دیکھے تو اسکو سونڈ سے اٹھاکر اسطرح الگ رکھدے کہ ایک ذرہ صدمہ
نہ پہنچے حیادار اسقدر کہ سوائے اپنی جنس کی مادہ کے کسی مادین پر رغبت
نہیں کرتا معہذا آدمی کے روبرو اُسسے بھی نہین لگتا اور اُسکا بچا بھی بیشتر
جنگل مین پیدا ہوتا ہے اچانا اگر ہتھنی گابھن آئے اور بستی مین جنی تو حاکم
کو نامبارک ہے اور عمر طبعی اسکی مانند انسانکی ایک سو بیس برس جوانی
ساٹھ برس کے بعد اور مستی ہشیاری کے ساتھ کیونکہ اسی عالم مین ایک
ایک سامنا کرتا ہے اور ایک دوسرے سے کس کس گھات سے لڑتا ہے
کبھو تو یہہ اسکو دور تلک ریل لیجاتا ہے کبھی وہ اسکو اسیطرح پیل لاتا ہے
غرض سونڈون کی پیچ اور سنکون کے رگڑے اور [illegible] دانتون کو صدمی اونہین کا

اُنہین کا جگر ہے کہ آتشمن اُٹھاتے ہین اور تاب لاتے ہین گویا پہاڑ سے پہاڑ ٹکراتا ہے اور دیو سے دیو بھڑ رہا ہے بشر کی کیا طاقت کہ اُس وقت اُنکے پاس آ سکے الا بھالے بردار اور لوہے بردار بھالے لیئے اور چرخیان والے لگے ہی جاتے ہین اور مہاوت اُسنے بھی زیادہ کام کرتے ہین اگر ایک مارا گیا تو دوسرا دوڑ کر اُسپر قائم ہوا آفرین ہے اُنکی پھرتی اور جانبازی کو کہ ایک دیو کی ٹھین اصحالتین آنکس اور آنس کے زور سے زیر کرتے ہین ابیات

یہہ حق نے آدمی کو زور بخشا ✽ ہوا تابع ہر ایک حیوان اُسکا ✽ کوئی عہدہ برا اُتے ہوا ہے ✽ میان یہہ کالسر ایک بدلا ہے ✽ القصہ راقم نے اسی سرزمین سے جو ہاتھی کو نسبت دی سو بنا بر کثرت کے ہے کیونکہ یہان اُن بہتایت کے ساتھ ہوتا ہے اور ترجیح بھی اُسکی بعضے اوصاف و قیمت مین متعلق اسپ پر منظور نہین بلکہ خاص اس مملکت کے گھوڑون پر ہے اسلیئے کہ ہاتھی اگر کیسا ہی خوبصورت پائل مجھول چالاک ہو پانچ چھہ ہزار روپئے سے زیادہ نہین آتا اور گھوڑا عربی عراقی ولایتی پچیس پچیس ہزار روپئے بلکہ زیادہ کو بکتا ہے ✽

گینڈے کی صنعت

گینڈا بھی ایک جانور بڑا قوی ہیکل عجیب خلقت سے پاؤن اور پچھلا دھڑ اُسکا ہاتھی کا سا گردن اُسکی لمبی گٹھی ہوئی شیر کی سی اور آنکھین کان منہہ بیل کی مانند سبحان اللہ صانع کی کیا صنعت ہے کہ ایک حیوان کے جسم مین اجزا مین حیوان کے اعضا کی صورت مین اور بدن اُسکا

لوہے سے سخت نر کہ تیر گولی بلکہ کوئی ہتیار اُسپر کارگر نہین ہوتا اور اسکے
ماستھے کا کھاگ یہہ سخت و قوی کہ سنگ اُسکے آگے حکم پانی پڑکا رکھتا ہے
اور فولاد و خشک سے پہے کا پھر حیوان کا جسم تو کیا چیز ہے عجب کیا ہے اگر ہاتھی
کے بدن مین وہ غار ڈالے اور شیر کو مار ڈالے غرض یہہ حیوان کیا نر
کیا مادہ سارے حیوانون پر غالب ہے اِسکے جنگل مین شیر ہاتھی ارنا کو
نہین آنا رہنے کا تو کیا ذکر ہے ہیبت جہان وہ ہو ہاتھی کا کب ہو گذارہ
گرے شیر بیاے سے اُسکے فرار ۃ غضب سے اگر مارے وہ اپنا کھاگ ۃ
جو ہون کوہ کے پاؤن تو جاے بھاگ ۃ پیدائش بھی اُسکی جنگل ہی مین ہوتی ہے

ارنے بھینسے کے اوصاف مین

ارنا بھینسا بھی بڑا زور آور آہنی پیکر ہوتا ہے سینگ اُسکے ایک گز سے کچھ
بڑے نپٹ نکیلے اور رنگ ایسا سیاہ چکنا گویا تیل ڈھلتا ہے دلیر اسقدر کہ
شیر سے نہین ڈرتا ہاتھی سے بھی خطرہ نہین کرتا اگر دو ارنون مین ایک
شیر آجاتا ہے تو اسکو گیند بنا لیتے ہین ایک سینگون پر اُٹھا دوسرے
کیطرف پھینک دیتا ہے دوسرا اُسی طرح اُسکی طرف اُچھال دیتا ہے غرض
جب تلک اُسکا دم نہین نکلتا دم نہین لینے دیتے کبھو کبھو شہرون مین بھی
ایسی لڑائی پادشاہ وزیر کے حضور ہوتی ہے اور دیکھنے والون کے
تعجب سے ہوش کھوتی ہے سواے اسکے یہہ حیوان صورت دیو سے
آپسمین بھی ایسے لڑتے ہین کہ بدن سینگون سے چھن جاتے ہین اور سارے
اعضا غربال بن جاتے ہین ایسی ایسی اوجھڑین باہم چلتیان ہین کہ دیکھنے

والون کی مارے ہیبت کے جانین نکلتیان ہین اور بعضا ایسا جیوٹ ہوتا ہے کہ اکیلا فیل سنگلوسی پر دوڑ پڑتا ہے چنانچہ نواب آصف الدولہ مرحوم جاڑے کے موسم مین ایکدن بکھرے کی جھیل کے جنگل مین شکار کھیلتے تھے کہ کئی ارنے نکل آئے بندوقین اُنپر چلنے لگین کہ ایک اُنمین سے جھنجھلا کر نواب حسن رضا خان مرحوم کی ہتھنی کی طرف دوڑا اور پچھلے دھڑ کو اُسکے سینگون پر اٹھا کر ایسا ریلا کہ گرتے گرتے سنبھل سکے غرض نواب مرحوم کی تو خیر گذری پر ہتھنی زخمی ہوئی اور ارنا گولیون سے تڑان مارا گیا اور شہری بھینسا تو فقط لکڑہارے بنجارے ہی کے کام کا ہے کہ وے لکڑیان یا گونین اُسپر لادین اور ہمراہ اپنے لئے پھرین مگر اُسکی مادہ کا دودھ بہت میٹھا گاڑھا سفید چکنا ہوتا ہے اگر تازہ دوہا ہوا لاغر پیئے تو فربہ ہووے اور ضعیف توانا اسی سبب اکثر پہلوان زور آور ہمدست اُسکی کرتے ہین اور ہر روز بعد ورزش کے پیتے ہین لیکن ارنی کا دودھ شہری بھینس سے سفید تر ہے رنگ اُسکا خال خال بھورا بھی ہوتا ہے لیکن اکثر سیاہ ہی دیکھنے مین آیا ہے قطعہ مولف ہے جسم یون اُسکا سیہ فام ❊ کہ شتر اُسکا ہے شتل الحیوان ❊ نہ ہووے کسطرح برابر اُسکو ❊ بڑھا ہے سواد وبیر جان ❊ وجہ اِن تینون حیوانون کی تعریف کی یہ ہے کہ حیوانات متعارف مین یہ عظیم الجثہ اور قوی ہیکل ہین بلکہ دلیر بھی ایسے کہ شیر خشمناک انکا سامنا نہیں کر سکتا اور جو کر بیٹھتا ہے تو مارا جاتا ہے سوائے اسکے سلطانی خلاصۃ التواریخ کی بھی منظور تھی

گجراتی بیل گاڑی وغیرہ کے بیان مین

اور اس سرزمین کے بیلون مین گجراتی بیل سب طرح سے اچھا ہے ہرچند کہ
ناگوری اور بیلون سے مرتبہ بہتر ہے لیکن اسکو نہین لگتا صورت شکل
اسکی نہایت خوب ڈیل ڈول نپٹ خوش اسلوب قد و قامت مین بھی
بلند بادشاہ و وزیر و فقیر ہر کسی کی پسند قدم ایسا چلے کہ سوار ترکی نہ پہنچ سکے
دوڑے اتنا کہ چالاک تازی پیچھے رہجاے یون سنا ہے کہ سابق بعضے شریر
پیار احمد آباد گجرات انھین دنون بیلون کو گاڑیون مین جوت سوار ہو ہو رہزنی جنگل
مین آتے تھے اور مال و متاع مسافرون سوداگرون کا لوٹ لیجاتے تھے
ہرچند سوار گھوڑے انکے پیچھے ڈالتے لیکن ان کی گرد بھی نپاتے اور یہ
بھی مشہور ہے کہ گاڑی خاص اختراع اہل ہند کا ہے بیٹھنے والے اسکے
گرمی سردی آندھی مینھہ مین نہایت آرام رہتے ہیں کی سنگوٹیان اور ایسا گلون
مین بالیان جھانجھہ جو ان مین رنگ لگوا بندھوا رکھو اسوار ہوکر بڑے
کھنٹے سے پہلے کھیلے مین پھر تیان مین یا باغون کی سیرین کرتیان نہین
واقع انکی آمد سے تماشائیون کے ہوش و حواس جاتی ہین گویا حقیقتا
کرتے ہوئے پرلون کے تحت چلے آتے ہین بیت جہان ہوتا ہے
یون انکا گذارا * کیسے رہتی ہے وہان تاب نظارا * کہان ہوتا ہے
حاصل لطف دیدار * ہر ایک بن جاتا ہے نقش دیوار * جو اسمین اٹھ گیا
پردہ ہوا سے * تبسم کا اک نظر آیا ادا سے * جو وہ بجلی سے کھکی یون بنا
اپنے * تڑپ کر انکے آگے لوٹ ہی جاے * اور جس جا عصمت کی

کی تہہ نہ گھٹا ٹوپ پڑے ہوئے چاندنیان کسین ہو نہین کیا دخل کہ ایک سوت
برابر اُنمین رخنہ یا سوراخ ہووے چنانچہ نواب خاندوران و مظفر جان مرحوم
کے ناموس کی رتھون پر بیشتر ہوتی ہیلی چاندنیان ہوتین علی ہذا القیاس
سیانون پر بھی باوجود اسکے کہ ایک بھائی بہشتی تھا اور دوسرا نہایت بزرگی
فی الواقع تقاضا غیرت کا یہی ہے کیونکہ جس کا سیانہ رتھ ایک جھمگٹے کے
ساتھ نکلے مقرر تماشائیون بازاریون کے جی مین آوے کہ اسمین کوئی چمک
چاندنی رشک پری جلوہ گر ہوگی پس زنانی سواری کی رتھ یا سیانے کا تکلف سے
ہونا بعضے بعضے ثقہ امیرون کے نزدیک بھی سخت معیوب ہے اصل یہہ
کہ سواری اسکی فی الحقیقت اچھی ہے طور طرز اپنی اپنی پسند پر ہے تو بھی سبب
ہچکولے بہت پڑے اور سوا اسکے بھی بہت سی باتین ہین فراغت
چار آدمی گپ شپ کرتے ہوئے بیٹھے چلے جاتے ہین اور سفر مین کیفیت
حضر کی اٹھاتے ہین لیکن اسکے پہیئے وہ ہوتے ہین چھتری دار ہو یا مسند تکی
اگر ڈھانچا اسکا کچھ چھوٹا پہیئے کے ساتھ ہلکا ہو تو منجھولی کہلاوے گی اور نہایت
چھوٹا اور سبک ہوگا تو گینی اسکے بیل بھی حد چھوٹے ہوتے ہین انھین
گینے کہتے ہین قسم ہی اُنکی علیحدہ ہے اور چار پہیون کی رتھ وہ اس سے
کہین بہتر ہے بہ نسبت اسکے اونچے نیچے سے کم گرتی ہے ہچکولا بھی اسمین
تھوڑا لگتا ہے امیر امرا کی سواری کے قابل ہوتی ہے فی الواقع بعضی بعضی ایسی
ہی خوش ڈول سبک نقاشی ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کالنقش دیوار بن جاتے
ہین اور ساز بھی اسکے یا تانی سادے یا کارچوبی وغیرہ نہایت صفائی اور

جگت کے ساتھ اگر سورج اشونت زمین پر ہووے تو اپنی رتھ سے اُتر
اُسمین آبیٹھے اور راجہ اندر بھی دیکھے تو اپنے تخت پر پھیر پاؤن نرکھے
پر ساتھ اِن خوبیون کے بھی امرا اُسمین براے تفنن طبع کبھو کبھو سوار ہوتے
ہین اور بعضے بڑے آدمی میرزا منش ہرچند کہ چڑھتے کم ہین لیکن ہر موسم کا
ساز اُنکی سواری کی رتھہ پر ہوتا ہے چنانچہ گرمیونمین خس کا اور برسات مین
سوم جامیکا جاڑون مین بانات پر اکثر اُسمین مہاجن صراف جوہری متصدی بھی
سوار ہوتے ہین یا عورات ہندو مسلمان کی اور بعضی ادباش بیگمین یا بانکی
کسبیان اپنی رتھون پر نہایت جھمجھماتی ساز سجا بیلون کے گلو مین
گھنگرو سینگون پر سونے سواریان صاحب سلیقہ لوگون نے اور
کاریگرون نے بنوائین اور بنائین چنانچہ ملوک و سلاطین کے واسطے تخت
نالکی امیرون کے لیئے جھالردار پالکی اور شہزادیون و وزیرزادیون امیرزادیون
کے واسطے مہاڈول چنڈول سکھپال میانے اور غریبون کی عورتون
کے لیے ڈولی تاکوئی نجیب زادی اشراف زادی پیادہ پانہ نکلے اور
اُسکے قد و قامت کو کوئی نامحرم نہ دیکھے *

گھڑی سال وغیرہ کے ذکر مین

اور یہانکے ہنرمندون کاریگرون کا ایک مخترع گھڑیال ہے کہ اُسی سے
دن رات کی گھڑیان ساعتین دریافت ہوتی ہین شکل اُسکی گول گندہ
دل انگل بھر سے کچھ زیادہ خواہ چھوٹا خواہ بڑا لیکن اشٹ دھات کا بنتا ہے
اور طریقہ گھڑے ساعت کے جاننے کا یون ہے کہ کسی مکان مین اُسکو

لٹکا کر ایک طاس پر آب مین ایسی تانبے کی کٹوری کہ بلندی و پہنائی اسکی
بارہ انگل کی ہو اور ایک سوراخ اسکے پیندے مین اتنا جسمین پانچ انگل کی سلائی
ایک تانبے سونے یا روپے کی آوے جاوے ڈال دیتی ہین پانی اسمین آہستہ آہستہ
آنے لگتا ہے آخر ایک گھڑی کے عرصے مین وہ بھر کر ڈوب جاتی ہے تب اسپر
موگری ایک بار مارتے ہین وہ نہین آواز ایک جھنناک سے نکلتی ہے اور دور
تک جاتی ہے جتنے. اسے معلوم کرتے ہین کہ ایک گھڑی گذری غرض رات
دن کے چار حصے کئے ہین اور ہر ایک پاؤ کا نام پہر رکھا ہے لیکن گھٹنا بڑھنا
اسکا رات دن کی کمی زیادتی پر ہے اور دو نو گھڑی سے زیادہ اور چھ گھڑی
سے کم نہین ہوتا خلاصہ یہہ ہے کہ جب ایک گھڑی تمام ہوتی ہے تب اسے
ایکبار بجاتے ہین اور دوسری کے بعد دو بار یہان تک کہ پہر پورا ہو بعد اسکے
از سر نو موافق پہر کی گھڑیون کے شمار بجاتے ہین اور دو پہر کے وقت دونا
اُسے شام صبح کو چوگنا اور اسیکا نام گجر ہے سوا اسکے شیشہ ساعت
بھی اسی کام کا ہے لیکن جس جلسے مین وہ ہو وہین کے لوگ اس سے گھڑی
ساعت کے احوال سے واقف ہوتے ہین صورت اسکی یہہ ہے کہ ایک
شیشے مین ریت بھر کر اسکا منہہ دوسرے شیشے کے منہہ سے ملا کر خوب مضبوط کر دیتے
ہین لیکن ریت دوسرے شیشے مین آنے لگتی ہے جبکہ تمام آ جاتی ہے
معلوم ہوتا ہے کہ ایک گھڑی گذری غرض اسیطرح سے دن رات کی گھڑی
ساعت کو معلوم کرتے ہین راقم نے ان مضمونون کو کچھ تحریر بعینہ کر کے نہین لکھا
فقط خلاصۃ التواریخ کے مصنف کی تبعیت کی ہے کیونکہ ان امور مین بنا معلومات

اہل فرنگ کے ایسے ایسے اپنے دیکھنے مین آئے ہین کہ ہندو ا
کاریگرون نے کبھو خواب مین بھی نہ دیکھے ہونگے بنانا تو درکنار ہان تعصب
بات نرالی ہے پر خدا حق کا والی ہے *

یہہ چند سطرین علم اہل ہند کے بیان مین

علم بھی ہندؤن کے یہان اتنے ہین کہ ان کا بیان وار لکھنا نہیت کٹھن ہے
کہ اس دریاؤ کا اور چھور کسی پیراک نے نہین پایا اور اسکا کنارا کسی بہتے
ڈوبتے کے ہاتھہ نہین آیا اسی مین سے ایک بید ہے کہ سارے گنون کے
بھید اوسی سے کھلتے ہین اور دھرم دیا کے رستے وہین سے ملتے ہین ہر دیا
کی وہی بنیاد ہے اور تپشیونکی نگری اسی سے آباد دیکھتے ہین کہ اس جہان مین
پہلے جدھر تدھر پانی ہی پانی مین موجود تھا سواے اوسکے ہر مخلوق معدوم و مفقود مگر بشن
انکھی پر کے ایک پتے پر اسکی سطح کے اوپر انگوٹھے برابر قد سے سوتا تھا کہ
خالق مطلق نے اسکی ناف مین ایک کنول کا پھول پیدا کیا اور اوسکے اندر برہما
چار سر اور چار ہاتھہ سمیت آدمی کی شکل خلق ہوا وہی اس فرقے کے نزدیک
واسطہ پیدائش کا ٹھہرا اور بید آسمانی الہام ربانی سے اسکی زبانی سنا گیا چنانچہ
اب تلک کہ ہزارون برس گذرے ہین سارے چھوٹے بڑے ہندو اسکے
حکمون کو مانتے ہین بلکہ اپنے دھرم کی بنیاد اسیکو جانتے ہین پھر برہما کے
پوتے متو نے اپ نشد کو ترتیب دیا ایک انگ اسی بید کا ہے اور خصوصیا
بیان وحدانیت کردگار کا اور طریقہ معرفت پروردگار کا تفصیل وار لکھا ہے
بعد اسکے اسکے بیٹون پوتون نے کٹ شاستر یعنی چھہ کتابین اسی سے

Upnishad
Shastra
Six Books

اندکرکے بنایا ہے اور اسکے بیچ ماہیت وشناخت مین معبود مطلق کی بہت سے
دلیلین ثابت کین اسکین یہہ علم الہی وطبیعی وریاضی ومنطق ومناظری پر موقوف
ہے اور یہہ چھؤن آنین سے بعضے معتقدات کے بیچ موافق ہین اور بعضے ان مین مختلف
سوائے اسکے اکثر مہا تیتھے ساتیتھے کر رہتے کہ ہر ایک دانا وفہیم نے
بقدر اپنی دانائی وطبع کی رسائی کے پیدا کئے ہین انھین کتابون کی
سیر کے نتیجے مین پہلا نیائے شاستر مصنف اسکا گوتم نایک حاصل اسکے
مضمون کا یہہ ہے کہ کارج کارن کرتا یعنے فعل وسبب وفاعل بغیر کوئی چیز
موجود نہین ہوئی اسلئے فاعل حقیقی بے جہت کوئی فعل نہین کرتا لیکن
مختار ہے بندے کی کیا طاقت کہ انمین دم مار سکے یا اول واسطہ دیگر
مین دخل کرے جیسے کمہار مٹی کے وسیلے سے ہانڈی موافق اپنی مرضی
کے بناتا ہے اور جسکام مین چاہتا ہے برتتا ہے ان دونون کی مجال
نہین کہ کہین ایسی بنا ویسی نہ بنا یا یون نکر دون کر اسیطرح مخلوق اپنی
خلقت مین خالق کے ارادے کے آگے بے مقدور ہے اور مجبور دوسرا
بیشیشک شاستر بنانے والا اسکا شوالی کنمرو اس سے یہہ ظاہر ہوتا
کہ مدار کار وقت پر ہے جو کام بغیر وقت کیا جائیگا سوائے محنت کچھ ہاتھ
نہ آئیگا چنانچہ اگر کسان بے موسم تخم کچھ بو دیگا اسنے بیج بھی کھو دیگا یہہ
پرے یا سینچے پر کھیتی مین ایک دانہ نہ اگیگا اور اسکو سوائے ثمر یاس
کے کچھ پھل نہ پائیگا بس جو کچھ ہے سو زمانا اسکی پرستش کیا چاہیے بدون
اسکے تاثیر فعل کی مجال ہے اور معدوم کا موجود ہونا اشکال تیسرا سانکھ شاستر

جمع کرنے والا اُسکا سوامی کپیل اُسکا ماہر حق و باطل کو جدا کر سکتا ہے کہتے
ہین کہ جو شئے کہ چوبیس تتّ چھوٹے دیکھنے مین آوے وہ آنا اتمان ہے اور
فانی اور جو ایسی نہو وہ اتمان ہے اور باقی غرض جسم کو فنا ہے اور روح کو
بقا پس آدمی کو چاہیئے یہان تک سعی کرے کہ آنا اتمان سے اتمان کو جب
چاہے جدا کر دے اور پرم اتمان یعنے بسیط خدا محض ہے سے چوتھا پاتنجل
جامع اُسکا سوامی اننت جیس دفر کا طرللہ اُنہین سے نکلا ہے اُسکے متابعت
کا آئینہ باطن ایسی جلا پاتا ہے کہ ہر ایک کے دل کا بھید اُسپر کھل جاتا ہے
حالین اگلا پچھلا احوال جسکا چاہے کہدے اور اُسمین سُو برابر فرق نہ پڑے
جسم ظاہری بھی اُسکا اتنا سبک ہو جاتا ہے کہ جسوقت ارادہ کرے باتین
اڑے اور پانی پر پھرے پانچوان ویدانت شاستر مولف اُسکا بیاس
دلو عالم اُسکا صاحب توحید ہوتا ہے وحدت اُسکی آنکھون مین ایسی سماتی
ہے کہ دوئی نظرون سے گر ہی جاتی ہے کثرت کو وہمی سمجھتا ہے اور وحدت
کو یقینی عقیدہ اُسکا یہہ ہے کہ ہر چند کائنات اُسی سے ہے پر جو کچھ ہے
سو وہی ہے غرض جو مٹی کو کوزے سے اور لہر کو پانی سے چمک کو سورج
سے نسبت ہے وہی موجودات کو اُسکی ذات سے چھٹا میمانسا شاستر ترتیب
دینے والا اُسکا سوامی جیمن جاننا اسکا سب شاستروں پر مقدم کیونکہ صاحب
تعلق کا عمل اُسی پر ہے کہتے ہین جو کچھ ہے سو عمل ہی ہے سوائے اُسکے
ہیچ جب تلک کھیت والا نہ جوتے بوئیگا کھیت سے کیا خاک لیویگا جسنے
جو بویا وہی اُٹھایا حاصل یہہ ہے کہ مفلسی یا دولت نیکی بدی بہشت و دوزخ

نتیجہ عمل کا ہے اور سوائے ان چہو کے دھرم شاستر برہمائی کے فرزندون
نے بید سے نکالا ہے کام کاج کسب چلن کہ برہمن چھتری بیس سودر کی گذران
کے ہین اسکی وہی بنیاد ہے اور چار آسرم یعنے چار طرح کے طریقے برہمچرج گرہست بان
پرست سنیاس وغیرہ ریاضتین عبادتین خیر خیرات دان پن برت جس وضع
سے کہ چاہیے اور ہر ایک گناہ کا کفارہ و نوشتون کا چارہ انواع و اقسام کے
جھگڑے قضیے کا فیصلہ عدالت کا روبہ اسی سے ماخوذ ہے اس علم کو فارسی عربی
زبان مین فقہ کہتے ہین بیاکرن ایک علم ہے کہ سنسکرت کی زبان کے
مفرد مرکب کلمون کی بناؤن کا جاننا اور ایک حال ہے انکو پہچان دیگر گردانا انکی کتھون
کی عبارت کا ٹھیک پڑھنا اسی پر موقوف ہے جب تلک اس علم مین مہارت
پیدا نکریگا انکی عبارت درست نپڑھ سکیگا جابجا ٹھوکرین کھائیگا آخر گریگا اگر
کوئی چاہے کہ بدون نحو صرف کی مشق کے عربی عبارت صحیح پڑھ سکے یا اوس
زبان کی کتابون کے مطلب جون کے تون کہہ سکے کیا مجال ویسی ہی بدون
اسکی مشاقی کے سنسکرت کی کتابون پر روانی امر محال کہتے ہین شیش ناگ کہ
حامل زمین انکے عقیدے مین ہے اُسنے اسکی شرح کی ہے سوائے اسکے
اور بھی کتنے داناؤن نے اس فن مین قاعدے قانون ایسے ایسے بنائے
کہ بتدیون پر مشکل مسئلے آسان ہو گئے ہژدہ پران یعنے علم تواریخ
جو کوئی نفوس و سیر کا حال اور عالم ملکوت کا احوال خلقت کے پیدا ہونے
کی تفصیل و حقیقت قیامت صغرا و کبرا کی کیفیت راجاؤن کے افسانے
تپیشرون کے قصے دریافت کیا چاہے وہ اُسکو پڑھے کرم بپاک کتاب

کتاب ہے ماہر اُسکا کوڑھی کلنکی گونگے بہرے اندھے کانے لولے لنگڑے
بنجے کو سوائے اُنکے جو آزاری کہ ہمیشہ تپ مین جلتا ہے اور جسکا قسمت اسیت
جلتا ہے جب چاہے بتا دے کہ فلانے عمل کا یہہ نتیجہ ہے کہ تو نے اگلے جنم
مین کیا تھا اور اُس سے چھٹکارا اس دان پن سے یا اس برت ریاضت سے
پاویگا اگر اُس شخص نے اوسکے کہنے پر عمل کیا خدا کے فضل سے تُرنت چنگا ہوا
لیلاوتی ایک کتاب علم حساب مین ہے اوسکی مہارت سے مشکل سے مشکل
مسئلے حساب کے اور دشوار عقدے دقیقے ہندسے کے حل کر سکتا ہے
بیدک بدیا علم طب ہے مشاق اوسکا انسان کے بدن کی ماہیت کو سر سے
پانو تک جسطرح سے کہ چاہیے جانتا ہے اور اعضا کے جوڑ توڑ ربط وضع ہیئت
نبض کی کیفیت مزاج کی حقیقت بخوبی پہچانتا ہے بلکہ تشخیص ہر ایک بیماری
کی اور تدبیر ہر ایک آزاری کی اُس سے ہو سکتی ہے اکثر اوقات بگڑے
ہوئے مرض کی دوا اُسی سے بن پڑتی ہے بانی اُس علم کا اگرچہ بیاس جی ہوے
لیکن اور بھی داناؤن نے اوس فن مین نسخے معقول معقول تصنیف کیے ہین
اور جا بجا رواج دیے ہین جوتک بدیا علم نجوم ہے خواندہ اُسکا ستارون
کی درآمد برآمد کا وقت ہر ایک برج مین بتا سکتا ہے اور انسان کے طالعون
کی سعادت نحوست بلکہ رفع نحوست کی تدبیرین چاند گہن سورج گہن کی ساعتین
اور تاثیرین جتا سکتا ہے اہل نجوم عرب اس علم کو انبیاء کرام سے نسبت
دیتے ہین لاکن ہنود اسکے ظہور کا سبب آفتاب کو جانتے ہین اور ایک آدمی
اُتین سے بید کو بھی اسکا ماخذ کہتا ہے سامدرک بدیا خواندہ اُسکا آدمی کی

سے ہاتھ کی لکیروں اور ماتھے کی چینوں کے لاحظے سے چال ڈھال کے
طریقے سے اور بعضے اعضا کے خال و خط سے برا بھلا احوال آئندہ بتا دیتا ہے
شگن بدیا وانندہ اسکا انسان حیوان چرندے پرندے کی آواز سے شگن
لیکر حقیقت حال سے اور اسکے آل سے اطلاع بخشتا ہے اور یہان کے لوگون مین
وے شگن مشہور ہین سُر بدیا جاننے والے اسکے داہنے بائین نتھنے کی
سانس سے کہ ہر روز ایک وقت معین پر آتی جاتی ہے سائل کو نیکی بدی
سے خبردار کرتے ہین اگم بدیا اسکے پڑھنے والے کو طرح طرح کی پڑھنتین یاد ہے
سحر و جادو کے چلن مین استاد جب جادو تماشا کا ارادہ کرے ایک آن مین سیر ہوا
عالم جنات اسکے سامنے سر جھکائے کٹھن کٹھن بیماریون کی دوا کرے بڑے
بڑے آزاریون کو چنگا کرے دولت و منفعت جتنی چاہئے پیدا کرلے ٹونا
کھانا کھجوندے دوستون کو اپنے نہال کرے اور دشمنون کو پامال ج
کامرو بدیا اسکا عالم سانپ بچھو وغیرہ کے منترون کا حاکم ہوتا ہے انکے
کاٹے کی چڑھی ہوئی لہر چاہے تو اتارے اور اتری کو چڑھا دے ہو اسکے
منتر کے زور سے جسکو اکین سے چاہے حاضر کرے بلکہ سب بھی ہر ایک
سانپ کا کہنا سنا دے دھنک بدیا آگاہ اسکا کرتب تیراندازی کا
جیسا چاہئے جانتا ہے اور کامل اس فن کا قوت طبیعت سے وقت ایک تیر
کے چھٹتے ہین تیر نکال کر دشمن کے سینے کو چھانتا ہے رتن پرچھیا
اس ہنر کا جاننے والا لعل موتی ہیرا پنا پرکھ لیتا ہے بلکہ ہر ایک جواہر کا عجب
ہنر بتا دیتا ہے کوئی سنگریزہ نہین کہ اسکی خاصیت و پیدائش کا حال اسے

ظاہر نہین اور کوئی نگینہ نہین کہ اسکی ماہیت سے وہ ماہر نہین ہاستہاپت ودیا
یعنے معماری اسکی مشاقی سے قسم قسم کی عمارتین طرح طرح کی بھلولریان جو نہ
بہترین بآئین شائستہ بنا سکتا ہے اور ہر ایک مکان خاص کے خواص مفصل
بتا سکتا ہے رسائین بدیا یہہ علم اگر سیکھے تو سونا روپا تانبا پارہ وغیرہ بخوبی
مار لیوے بلکہ راکھہ سے روپا سونا بنا کر دکھا دیوے ایسی صنعت کو دہوسی گرگمتا
کہتے ہین اندر جال ایک علم ہے عالم اسکا انواع واقسام کے طلسم بناتا
اور عمل تسخیر کے باعث سے ایک عالم کے دلون کو لبھاتا ہے جب چاہے
جان کو اپنے تن سے نکالے اور دوسرے کے بدن مین ڈالے سوا اسکے
ایسے ایسے اچنج اچنبھے دکھائے کہ ساری خلقت بھچک رہجائے
گاندھرب بدیا یعنے علم موسیقی اسکے عالم پر چھہ راگ تیس راگنی کی ہیئت
تین گرام کی حقیقت سات سُر کی نسبت کھل جاتی ہے تک دھر بدیت
سنگیت کی ریت اُسی سے بن آتی ہے جس راگ کو چاہے بخوبی سنسے
گائے اور جس ساز پر ارادہ کرے بخوبی بجائے ناچنا تو ایسے گتی کے آ گے بات
ہے کیونکہ بے تال کی بیت کہیت اُسیکے ہاتھ سے ہے نٹ بدیا اسکی دریافت
کا فائدہ بازیگری چالاک دستی بیٹے بازی وغیرہ ہے اس فن کے مشاق
ایسے ایسے کرتب کسب دکھاتے ہین خصوصاً سارنگیان انکی بلا ئے لے
ورمان جوان کو بوڑھا کرین اور بوڑھے کو جوان بانس پر کود لین لنگا لیے
چڑھہ جائین رسی پر دوڑتی چلی آئین ہونٹون کے سہارے سے موتی پرونین
بڑے بڑے تماشے ٹھٹون کے گیان ایک انہین کو ہین غرض انکی چالاکیان

سے بالکیان دھیان مین نہین آتین پھر زبان کیونکر کہے اور قلم کسطرح لکھے
بعض تو ان مین منتشیان کہلاتی ہین اور بعضی بھان ستیان کام شاستر کوک
بھی اسیکو کہتے ہین اسکی مہارت سے چوراسی آسن کے عنوان اور ہر ایک کا فائدہ
و نقصان معلوم ہو جاتا ہے اسکا ماہر عورت کو جماع مین تھکاتا ہے رسک بدیا
ایک علم ہے اسکے جاننے سے قسم قسم کے مردون کے احوال اور طرح طرح کی
رنڈیون کے اطوار و ریاضت ہو جاتے ہین اور انکے عشق و محبت کے رویے
طریقے بخوبی سمجھ مین آتے ہین گج شاستر یا اسکا ہاتھی کی نیکی بدی عمر غرضکہ
ہر ایک اسکا عیب و ہنر بخوبی پہچانا جاتا ہے سوا اسکے ہر ایک بیماری کے
علاج کا سلیقہ اور اسکی تندرستی کے حفظ کا طریقہ جسطرح سے کہ چاہیے جانتا ہے
سالوتر یا اسکی ذہانت کا نتیجہ یہہ ہے کہ گھوڑے کے عیب و ہنر رنگ ڈھنگ
وغیرہ سب تامل پہچان لے بلکہ جو عیب کہ پھر آئندہ نکلیگا اسکو فی الحال بتلاوے
اور اسکی ہر ایک بیماری کی دوا موافق قاعدے کے کرے انسب ہے کہ اس بات
مین چوکے*

چند سطرین بیچ تحقیق ہندوستان کے فقیرون کے اور بیان انکی گروہون کے

پہلی گروہ سناسیون کی طریقہ انکا خواہش نفسانی و لذت جسمانی کا چھوڑنا اور ریاضت
شاقہ مین تکلیف مالایطاق سے منہہ نہ موڑنا بدن کو یہان تلک مٹی لگائے
رکھتے ہین کہ تہین جم جاتین ہین اور بالون کو اسقدر الجھائے رکھتے ہین کہ لٹین
بندھ جاتین ہین دن رات دھیان معبود سے لگائے اور اسکی بندگی مین سر
جھکائے رہتے ہین نہ کسی سے علاقہ نہ کسی چیز کی تمنا سر سے پاؤن تلک

ننگے بھبھوت سر پر ملے ننگ و ناموس کو تجے راہ سلوک مین کیا کیا صعوبتین اٹھاتے
ہین اگرچہ ظاہر انکا خراب حال ہے لیکن باطن دانا کے فیض سے مالامال ہے چنانچہ
اُنہون نے بناے جسمانی برباد کی پر عمارت روحانی آباد کی ایک فرقہ انمین کا
سے چپ سادھے اپنے نفس سے مباحثے مناظرے کر رہا ہے کسی نے
اپنے تن بدن سے دست بردار ہو آسمان کی طرف ہاتھہ بلند کر دو آسن مطلوب یہ
کا پکڑا ہے کوئی درخت مین اُلٹا لٹک کر نفس امارہ کو تپسیا کی آگ مین جلاتا ہے
بعضے اپنی عبادت کے مقام مین صبح و شام رام سے لو لگائے کھڑا ہے کوئی
اس جہان کی دید چھوڑ سوچ سے ٹکٹکی باندھ اُس عالم کو دیدۂ دل سے دیکھتا ہے
غرض یہ لوگ اوقات اپنی جپ تپ ہی مین گذارتے ہین اور ہر آن مین اپنے
نفس کو مارتے ہین انکی عبادتون کے چلن کٹھن ہین دوسرے کی کیا طاقت
کہ اُنکو ادا کر سکے بلکہ انپر دھیان بھی دھر سکے مثل مشہور ہے جا کا کام تاہی کو
چھاجے الراس گروہ کی ہر ایک قوم کا ناؤن اور راہ و رسم کا بیان عبادتون
کا تمام عنوان لکھنے مین آتا تو قصہ بہت بڑھجاتا دوسرے جوگیون کی یہ
بھی اپنے خدا کی یاد دن رات کیا کرتے ہین اور حبس دم کی کثرت سے سیکڑون
برس جیا کرتے ہین باوجود بار ریاضت انکا جامۂ خاکی ایسا ہلکا ہے کہ ہوا مین
اُڑتے ہین اور پانی پر پھرتے ہین عمل کے زور سے جب چاہین اپنی روح کو
نکالین اور دوسرے کے جسم مین ڈالین جسکی شکل چاہین بن جائین غیب کی
خبرین کہہ سنائین راکھہ سے تانبے کو سونا کر دین جادو کے زور سے ایک عالم
موہ لین پیرون سے انکو صحبت بیتالون پر انکی حکومت مرتے ہوئے آزار تھی

بات مین چینگے کرین پراے خلق کی ترت بوجھ لین سب پروائی ناآشنائی اُنکی
بیت سچ ہے کہ جوگی کس کسکے بیت ہرچند کہ منتر جنتر مہوس کیمیاگری مین شناسی
کر بھی سکتے ہے پر جوگیرن کی ان کامو مین شہرت بہت بے تیزی کیا سراُنگی
پیچ پیچ پہہ توبراگ مین بھرے اور جوگ مین گھرے ہین اوقات اُنکی نہ بیچے
مزے سے کٹتی ہے دن رات اپنے اپنے طور کی تپشیا مین لگے رہتے ہین
اور رام کی نید مین پکے خلقت سے وارستہ خالق کے آگے دست بستہ
ہرایک اپنے اپنے مرشدون کی راہ پر چلتا ہے اُسکی لیک ونڈی سے
باہر نہین نکلتا اکثر اہل مذاق اُمین اشتیں اپنے خدا کی وحدت و معرفت مین
بنا بنا صبح و شام گاتے ہین اور رنگ برنگ کے ساز بجاتے ہین اُسکے
عقیدے مین خاص عبادت معبود کی اور راہ کشود کی یہی ہے کہ گنے حالت
وجد مین اکر بیساختہ ناچنے لگتے ہین بلکہ چیخ مارتے پھرتے ہین اُنکے
نزدیک خلاصہ عبادت کا اور طریقہ ہدایت کا یہی ہے یہان تک کہ اس
کیفیت مین جسنے ایک قدم بھی دھرا اپنے اعتقاد مین ایک درجہ منزل
مقصود کا طے کیا بعضے اُسکا نام زبان مین سے تیرتے ہین اور اُسکی یاد
تمہ مین پھیرتے ہین کتنے مراقبہ کئے خاص خاص معبود کا دھیان باندھے
بیٹھے ہین بہتیرے بیدانت شاستر کے مطالعہ مین لگے ہین کہ واحد
مطلق کی وحدت کے اسرار و معرفت کے آثار دریافت کرکے اپنے خانے
دلکو پرنور کرین اور اُسکی تاریکیان دُور کرین انمین جی بہت فرقے ہین کہ اُنکے
اپنے اپنے پیشوا کے نام سے لگا اجاتا ہے جو ستے تھے انک پنتھیں

کی اداسی بھی یہ ہی کہلاتے ہین سرگروہ انکا بابا نانک ہے یہ بھی اپنے معبودان
کے ارشاد کے بموجب خدا کی حمد و ثنا مین رہتے ہین پر انکی عبادت کا طریقہ
یہہ ہے کہ مرشدون کے بتائے ہوئے دوہرے چھند گیت گا گا کر سینے
کو محفوظ کرین اور کسی چیز پر دھیان نہ دھرین پانچوین جتیون یہ گروہ
کا یہ بھی اکثر کسی ریاضتین بڑی بڑی محنتین کرتے ہین چالیس چالیس دن
بھوکے رہتے ہین بھوک پیاس کے دکھ درد سہتے ہین اپنے جسم کو کچھ بھی
نہین پاتے کھانے پینے کا نام بھی اکثر زبان سے نہین نکالتے برسات کے
سے چلتے پھرتے نہین بلکہ پیر بھی نہین پسارتے کہ مبادا کسی کیڑے مکوڑے
کو صدمہ پہنچے انکی بڑی تپسیا جاندارون کی رکھیا ہے اسواسطے آگ نہین جلاتے
کھانا نہین پکاتے عمارت کا بنانا چراغ کا جلانا کوئون کا کھودنا بلکہ انسے پانی بھی
نکالنا برا جانتے ہین کہ شاید کسی جانور کی اذیت کا سبب ہو علاوہ اسکے
ترکاریان سبز میوے مطلق نہین کھاتے کیونکہ انکے نزدیک ایسی چیزین
جاندارون کی مانند ہوتی ہین اگر بہت بھوکے پیاسے ہوتے ہین تو موافق
حاجت کے اپنے مریدون کے گھرونسے مانگ تانگ کر کھا پی لیتے ہین
اور کبھی اتفاقا بھی ضروری ہی اپنے پاس رکھتے ہین خالق حقیقی کے قایل نہین
کیونکہ انکے مرشدون کا فرمودہ یہہ ہے کہ جیسے گھاس آپسے آپ اگتی ہے
اور بونے والا اسکا کوئی نہین ویسے ہی انسان و حیوانات وغیرہ کی پیدایش
بھی بلکہ قدیم سے یونہین چلی آئی ہے اور عذاب آخرت کو بھی بیہودہ بات
کہتے ہین کہ انسان کا جسم مجموعہ چار عنصر کا ہے جب وہ پاش پاش ہو پھر عنصر

اپنے اصحاب سے مل جائیگا یہہ عذاب کسپر اور کیسکے واسطے چنانچہ اسی باعث آگ
یا پانی مردون کو دینا جسطرح کہ طبیب ہنود اون کے مذہب مین روایت اونکے نزدیک
بیجا کہتے ہین اگر کسیکے چراغ مین تیل ڈالا کیا فایدہ لطف یہہ ہے کہ یہہ سر کے
بالون کو قینچی یا استرا غیر کے ہاتھہ سے لگوانا بدعت جانتے ہین اور اپنے ہاتھہ
سے اکھاڑنا عبادت تمام باعث آنکی وتون نکرنا منہہ نہ دہونا ناپاک رہنا
تمامنا اگر کو ومتوت سے ہاتھہ بھر جائے نہ دھوئین ناپاک نجانین اسی لیے تمام ہنود
کہ صانع سلامتی کو برحق اور ثواب عذاب عاقبت کا بیشک جانتے ہین اس فرقے
سے بیزار ہین اوران سے ہم صحبت ہونا بلکہ بوالعجبی وا زمین سکتے اور یون
کہتے ہین اگر ایکطرف سے مست ہاتھی مرکھنا زنجیر تڑائے ہوے آتا ہوا ور دوسری
طرف سے یہ جوڑا ہاتھی کیطرف جائیے اور اسکی طرف منہہ بھی نکیجے برہمن بھی
مذہب قدیم کو جو بید کے موافق شروع آفرینش سے رایج ہوا ہے مسلم جانتے ہین
اوراس طریق کو کہ کسی فرقے نے آپہی آپ ہدایت کے لیے اختراع کیا ہے
نہین مانتے سواے اسکے کبہی مخالف بشر کو اپنے مذہب مین نہین لاتے
ہرچند وہ منت کرے اور جو کوئی آنکے طریق سے برگشتہ ہو کر دوسرا مذہب اختیار
کرے پھر اگر آنکے دین کا طالب ہو اسکو بھی اپنے دہرم مین نہین لاتے اگرچہ
بہتیری سماجت کرے اوراس مذہب مین چار آسرم یعنے چار آئین ہین
پہلا برہم چرج وہ عبارت اس سے ہے کہ بیاہ نکرے اور علم ظاہری باطنی
کی تحصیل و تکمیل مین لگے دوسرا گرہست یعنے شادی کرکے خانہ داری
کے کامون مین مشغول ہووے تیسرا بان پرست اور وہ یہہ ہے کہ

جب ادھیڑ ہوا اور بیٹا صاحب اولاد تب گھر بار چھوڑ کر جورو سمیت جنگل میں
جاوے تپشیا میں دھیان لگاوے اور پھلوں کے سوا سے کچھ نکھاوے
چوتھا سنیاس یعنے سب علاقوں سے بالکل ہاتھ اٹھا کر سخت سخت ریاضتیں
مشکل عبادتیں بجا لاوے اور چار فرقے میں پہلا باہمن کا آئین اسکا
بید خوانی اور علوم حقیقی میں اوقات بسر لیجانی دوسرا چھتری کا کام اسکا حکومت
عدالت سپہ گری تیسرا بیش کا چلن اسکا سوداگری سود بٹہ لینا دینا سوا
اسنکے اور بھی کسب کرنے چوتھا سودر کا اسکا شیوہ سیوا کرنی ان تینوں
فرقوں کی القصہ ہندوستانی کیا ہندو کیا مسلمان اکثر خوش پوشاک خوش خور اور
ہنس مکھ نیک سیرت ملنسار وفادار چلن کے اچھے آشنائی کے سچے بات
کے سچے خلیق مشفق رحم دل قابل قایم مزاج صاحب الطاف میر چشم آشنا دوست
عالی ہمت صاحب دیانت ہوتے ہیں چنانچہ مہاجن ایسے ہیں اگر کوئی شخص
ہزاروں روپئے اپنے مخفی کسی صراف کے پاس بطریق امانت بدون شہادت
رکھوا گئے پھر جسوقت مانگے وہ بے عذر بلا توقف اسیوقت حوالے کرے
اور جو کوئی غرض راہ کے سبب یا کسی اور باعث اس قدر اپنے روپئے
اسکو سونپے کہ دین فلانے شہر میں لونگا یا میرے عیال وہاں ہیں انکو پہنچیوں
تب بھی وہ ایک قابل نفع بر آنکو لیکر ایک کاغذ کے ٹکڑے پر ہندوی خط
بدون لفافہ و مہر اپنے اس گماشتہ کے نام پر جسکی دوکان اس ملک میں ہے
کچھ لکھ دیتا ہے جب وہ شخص اس پاس پہنچتا ہے وہ خوش ہوا ملا ہوا فوراً اس پرچہ
کے دیکھتے بلا حجت روپئے اسکے ہاتھ دیتا ہے نادو چار سے گھر دست بازو کے

یہان این کا چلن کسقدر راستی و درستی کے ساتھ ہے اس طرح سے نوشتے کو ہنڈی
کہتے ہین اور اسکے نفع کو ہنڈاون اور اگر وہ شخص کسیکے نام پر بھجوا سکے
تو اُس ہنڈی کو بسبب اسکے خطرہ و صراف اپنے گماشتے کے پاس بھجوا دیتا ہے
اور اُسکی سبب اُسکو منگوا دیتا ہے ہر چند راہ کتنی ہی دور ہو اس طرح کے نوشتے کو
نقد ہنڈی کہتے ہین عجیب تر اس سے یہہ ہے اگر دوستی عہدی والا اسوا
مکان موجود کسی اور شہر مین اُس ہنڈی کے ٹکڑے کو کسی صراف کے ہاتھ بیچے
تو وہ نہین ہے لیتے اور شی اُسکے حوالے کر دیتے اس سے بھی ایک عجیب
بات ہے اگر کوئی سوداگر راہ کے ڈر سے اپنا مال متاع مہاجنون کے حوالے
کرے تو وے ایک قیمت اپنی اجرت لیکر اُسکو جہان مالک کہے حفظ و امان
سے صحیح سلامت پہنچوا دیوین اور نقصان اپنے ذمے لیوین اسی معاملے کا نام بیمان
ہے بہت جتنے ہین باشندۂ ہندوستان ۞ قابل و دانا و ہشیار ہین
جو کہین منہ سے وہ پر ہیبت کرین ۞ داد و ستد مین نہ تفاوت کرین ۞ حلم
حیا شرم و وفا آئین ہے ۞ لطف و کرم جود و عطا آئین ہے ۞ عالم الغیب
مین یہہ ہے انکا حال ۞ جان تلک دیتے ہین کیا چیز مال ۞ اسمین بھی رکھتے
ہین سخاوت بشر ۞ ایک مین موجود ہین کمک کے ہنر ۞

چند سطرین سپاہ کی کیفیت مین

اور سپاہ اس دیار کی بیشتر وفادار جان نثار نمک حلال خاوند کے کام پر جان
سے درگذرے رفاقت چھوڑے مرتے جیتے نہ سے بیشتر یہان سے
مجلون یا ناز و نغا قاعدہ یہہ ہے جب تیر گولی وغیرہ سے نوبت گذر جاتی ہے

اور جب جوہر کی ساعت آتی ہے تب گھوڑے چھوڑ دیتے ہین اور تلوارین
سونت کر آمادے ہو جاتے ہین اسواسطے کہ اگر طرفین سے ایک دوسرے
پر غالب آوے تو اسوقت ایسا نہو کہ کچھ ادرست پھر جاوے اور یہہ جنہین سماے
کر سوار تو ہین بین آداب گھوڑونکو بھگاتے اور جانین سلامت لیجاتے کیونکہ
جان عجب چیز ہے اور نہایت عزیز مثل مشہور ہے جی ہے سر کھپایا بنا سکے نہ دیکھا
اوس سے پہلے ہی پاپی گریز کو کاٹ ڈالتے تاکہ ہاتھ سے نہ چھٹے گو سر
کٹ گئے تو کٹے ابیات بہادر یونامی ہین وقت ستیز ٭ میدان مین نہین سر
پائے گریز ٭ قدم آگے ہرگز نہ پیچھے پڑین ٭ بہم کٹ مرین اخرا ایسے لڑین ٭
پڑے انمین چلکر دو بہہ بین ایل ٭ نہ ہرگز ٹلین گو زمین جاوے ہل ٭
بعضے زمیندار بھی یہان کے جو کسی سبب حاکم سے پھر جاتے ہین تو لڑائی کے
وقت کٹنے بھاگنے مبدا اپنے معتمد عورات پر تعین کرتے ہین جسوقت انکو
دیکھا کہ حاکم غالب آیا اور انھون نے زندگانی سے ہاتھ اٹھایا اسوقت وے
مارے غیرت کے سنگدلی اختیار کرکے یک لخت عورتون کو قتل کر ڈالتے ہین
پھر آپ بھی مارے جاتے ہین اسی فعل کا نام جوہر ہے پر یہہ حرکت کچھ زمیندارون
ہی سے خصوصیت نہین رکھتی بلکہ بعضے بجیا غیرت مند بھی جسوقت دیکھتے
ہین کہ آبرو مین بٹا لگتا ہے تو بادشاہون سے بگڑ بیٹھتے ہین جان سے
گذر جاتے ہین پر آن بان سے ہاتھ نہین اٹھاتے چنانچہ راقم نے اپنے والد
مرحوم سے یہہ نقل سنی ہے کہ محمد شاہ فردوس آرامگاہ کے عہد مین بیشتر از
نادر شاہی ہمارے دلی مشفقون مین حسن ذکی خان نام ایک سید بہرائچ کے رہنے

واسے نواب عمدۃ الملک امیرخان بہادر مرحوم کے رفیق تھے نہایت بامروت
صاحب آشنا پرست دریاسہ انکا تین سو روپے تھا لیکن خرچ ان سے زیادہ
تھا کثرت سے اسواسطے کہ انکے گھر مین ہمیشہ دوستونکا مجمع رہتا تھا جنکو جو چیز چاہئے وہین
سے موجود ہوئی غرض میر موصوف کے یہان ہر مہینے دس دن عشرت رہتی تھی اور
بیس دن فراغت اپنی ذات کا خرچ یہہ تھا کہ کھانا تو دو چار آشنا اون کے
ساتھ پہننے کا ایک جوڑا سواری کا ایک گھوڑا لیکن چنچل چالاک بیش قیمت
زین لگام بھی نہایت پر تکلف سنہری ہتھیار ملازم دو خدمتگار دو چیلے ایک نفر
اور کارباری اونھین مین سے ایک چیلا چنانچہ اسکو ہمیشہ یہی تقید تھا کہ گھوڑے
کے آگے گھاس اور چولھے مین دھونی ہمیشہ رہے تاکوئی نجانے کہ حسن ذکی
کے یہان فاقہ ہے القصہ شاہجہان آباد مین ایکدن کسی پٹھان کے ہاتھ
سے ایک گھسیارا نادانستہ مارا گیا اسنے جو سفر کہین نپایا اس بزرگ کی خدمت
مین آیا اور یون اظہار کیا کہ حسب نسبتی کے تم سید ہو مین پٹھان ہون
میرے ہاتھ سے بے قصد ایک خون ہوگیا ہے تمھاری امید پر آیا ہون
اگر مجھے چھپاؤ اور میری جان بچاؤ تو عین جوانمردی و مردانگی ہے انھون
نے بے تامل کہا کہ بسم اللہ بیٹھہ تیرا گھر ہے کچھ اندیشہ نکر یہہ خبر سنتے ہی سب جتنے آشنا
کہ پاس آشنائی اور نشۂ مردی رکھتے تھے آکر انکے شریک ہوئے غرض سو سے
کچھ زیادہ بھلے آدمی مرنے پر مستعد ہو بیٹھے کوتوال کا ہیاو نپڑ سکا کہ ادھر کا
ارادہ کرے کیونکہ سرگذاروں کا سامنا اس سے ہووے جو پہلے اپنی جان سے
درگذرے آخر یہہ ماجرا حضور اعلی مین من عن عرض ہوا۔ وہین عمدۃ الملک

کو فرما بھیجا کہ حسن قلی خان تمھارا رفیق ہے اُسے سمجھا و کہ اُس خونی سے دست
بردار ہوا اور بلا مہلت بندگان حضور کے سپرد کرے تا وہ اپنے کیئے کی سزا پاوے
اور ایسی جرات کو اُلٹی اور پھر نکر بیٹھے نواب مرحوم نے حکم حضور کے موافق عمل
کیا پر اُس عزیز نے نمانا بلکہ روزگار سے دست بردار ہوا تب نواب نے بادشاہ
سے عرض کر بھیجا کہ میرزا قلی نے اپنی جان اور روزگار سے ہاتھ اُٹھایا ہر چند کہ
اوسکی نافرمانی خانہ زاد کو بھی حد نا گوار ہے لیکن اسکا تدارک ہو نہیں سکتا تا چار
ہے آگے جو حضور کی مرضی لیکن گستاخی معاف ہے جس خون کے انتقام کے
باعث ہزار خون ہو دین اسکا معاف ہی کرنا بہتر ہے کہ شر قلیل خیر کثیر کے
لئے جایز ہے آخر حضور اعلی سے خون معاف ہوا پر اُس مرد نے نواب مرحوم
کا پھر روزگار نکیا اور میان عاقل کینل پوشون کے سردار کی وساطت سے
نواب صمصام الدولہ خان دوران بہادر کی سرکار مین نوکر ہوا پھر اونھین کے
ساتھ نادرشاہ کی لڑائی مین کام آیا پر لاش اُس جوانمرد کی عاقل بیگ
کی لاش سے بیس قدم آگے تھی بیت جو اُسنے کیا تھا وہ مردون کا کام ہے رہیگا
قیامت تلک اُسکا نام ہے بنا ہے سخن جان جو کھون اُٹھائے ہے رہے بات
باقی جو سر جاے جاے ہے نہ اب وے سپاہی نہ وے قدردان ہے رہی کہنے
سنے کو ایک داستان ہے

عورتون کے اوصاف مین

عورات اس ملک کی یعنے بعضی ہندنیان جنکو اپنے خاوندون سے ایسی عشق
کی حالت ہے کہ سوز فراق کی جلن سہہ ہی نہین سکتین اور اُنسے جدا ایکدم نہین

ہی نہین سکتین رہے بعد انکے مرنے کے لباس انہون کا پہن نہ سنگار کرین
محض ارکھا سونہ جہانکا اسکی لاش کے ساتھہ اگر موجود ہو نہین تو اسکا کپڑا ہاتھہ
مین لیکے آگ مین جل جاتی ہین اور اپنے سونے سے بدن کو راکھہ بناتی ہین تا
دنیا مین نام انکا روشن رہے اور عقبی مین بہت سا سکھہ ملے رباعی*
نسبت نہ کسی سے دو پتنگ کہین پاوین اور نہین ہے ملا وہ بھی کہین پاوے وہ
آگ مین جل مرتی ہے مردے کے لئے تو یہہ کر دیکھی شمع کے چرتا بھی نہین پاوے اور
بعضیان آگ مین تو نہین جلتین پر دفا و حیا کے باعث اچھا پہنا اچھا کھانا سوا
ایسکے جو زیب و زینت کی چیزین ہین بعد اپنے خصم کے ترک کرتی ہین رات دن
تپشیا مین کاٹتی ہین اور دکھہ بھرتی ہین اگرچہ نوجوان کیون نہون بلکہ ایک
رات کی بیاہی بھی اسی طریق پر چلتی ہے اور تمام عمر آگ بغیر جلتی ہے غرض دوسرا
گھر کرنا انکے مذہب مین عاقبت کا گھر کھونا اور دنیا مین سارے کٹنب کا ناون
ڈبونا ہے اگرچہ مسلمانون کے دین مین ایسا کچھہ گناہ نہین لیکن اکثر یہان کے
باشندون کے خاندانین بھی یہی رسم جاری ہے خصوصاً قصبات مین تو یہان
تلک ہے اگر فقط منگنی ہوئی ہو اور اسکا منسوب مرجاوے تو اسکو رنڈسالہ پہنا کر
سسرال مین بھیجدیتے ہین یا میکے ہی مین رکھتے ہین حاصل یہہ ہے کہ وہ اپنے
رنڈاپے کی عبادت و قرآن خوانی مین بطور بیوہ اون کے بسر کرتی ہے جب تلک
جیتی ہے دکھہ بھرتی ہے ہر چند کہ اسکا دل بالکل فاصل کیون نہو پر اسبات مین
جاہل بن جاتا ہے اور شرع کے طریقے سے ہاتھہ اٹھاتا ہے بیت ستی ہوتے
ہین بس ایک نام ہوگا * وے بن آگ جلنا کام ہوگا * وہ چھپ جاتی

سے دلکھہ ایک آن بھر کرے ؛ یہہ اپنی زندگی کاٹتے ہے ہر مرہ ؛ دو مرشتی ہے یار ویکباری ؛ اسے رہتی ہے دائم دم شماری ؛ کہاں آنا فاتا تن جلانا ؛ کہاں دن رات رہ رہ من جلانا ؛ غرض عورت وہی ہے خوبصورت ؛ جو پہنے ہے سدا ملبوس عصمت ؛ ہے عصمت نیکبختی کی نشانی ؛ نہو تو خاک ہے پھر زندگانی ؛

محبوبون کی صفت مین

یہان کے حسین کبھی حسن مین بے نظیر اور جاپ مین باہ ملیز ہین یہہ مین نہین کہتا کہ خوبان سے کوئی ملک خالی ہے لیکن اس سرزمین کے معشوقون کی چال ہی نرالی ہے تراش خراش آن وادا ناز و انداز سجاوٹ لگاوٹ بناوٹ بانکپن چھبیلن جو یہان ہے سو کسی اور ملک مین کہان یہہ بات مشہور ہے کہ خاص ملک دہلی نے چھبن حسن کے حق مین خاصیت سوہن کی رکھتا ہے جو سیم تن ٹکسال باہر یہان آتا ہے تراش تراشا کر چند روز کے بیچ حسن مین کھرا ہو جاتا ہے غرض یہان کے ہر ایک محبوب کو طریقے دلفریبی و دلربائی کے یاد چالاکی دنیا کی مین جسے دیکھو وہ استاد جب قصد کرے ایک نگاہ سے داناؤن کو دیوانا بنا دیوے اور زاہدون کے لباس زہد ایک آن مین لوٹ لیوے شاید صد سالہ اُسکے ساغر چشم کو دیکھتے ہی خراباتی ہو جاے اور زاہد کہنہ سال سو ساقی ایمان ہر ایک مشتاق فن دلفریبی ؛ ہر اک سر تا قدم ہے لیس جامہ زیبی ؛ جسے دیکھو وہ رعنائی مین یکتا ؛ ادا و ناز مین لیلی سے اعلے ؛ لب شیرین جو ٹک وہ اپنے کھولے ؛ تو شیرین خسرو تصدق

کچھ بنو ہو سکا ؛ سدا عاشق کتئین بیمار رکھے ؛ جیسے آنکھون سے چاہے مار رکھے
جو دیکھے ستی کنک اسکا جلوا ؛ تو دیوے رونمائی مین وہ تقوی ؛ کرے تاراج
مسلمانون کا ایمان ؛ اگر چاہے تو ہندو ہون مسلمان ؛ بنا وے بتکدہ مسجد کو
دم مین ؛ دکھاوے کفر کا عالم حرم مین ؛ ہے موج خوبرویان حد سے باہر
قلم قاصر ہے لکھنے اسکو کیونکر ؛ القصہ اس مکانات کی تعریف اور یہان کے
رہنے والون کی توصیف جہان تک کیجیے بجا ہے کیونکہ ہر ایک چھوٹا بڑا
آیا گیا دانا بینا اس سرزمین کو سراہتا ہے بلکہ اپنی بود و باش بھی یہین چاہتا ہے
چنانچہ اکثر بلاد کے باشندے آ کر بسے اور اپنے وطنون کو بھول گئے فقیر سے
امیر ہوئے اور محتاج سے غنی سب لوگون سے معمور ہے سارا جہان ؛
ایک عجب ملک ہے ہندوستان ؛ آیا سحر کو جو یہان ایک فقیر ؛ شام سے
پہلے اسے دیکھا امیر ؛ ہو گیا ایک آن مین پیادہ سوار ؛ آیا تھا ناکام ہوا کامگار
فی الواقع اورنگ زیب کے وقت تک بلاشبہہ یہی صورت تھی اور آبادی
کی نہایت پر فرخ سیر کے عہد سے سلطنت مین بگاڑ پڑا اور محمد شاہ بسبب
عیاشی کے سنبھال نہ سکا ہر چند کہ اسکے وقت تک بھی اوٹھنی بیٹھنی کا عالم
رہا پر احمد شاہ کے عصر مین تو تباہی ہو گیا کتنے امیر لقمہ خانہ نشین ہوئے
اور بعضے نجیب غیرت سندہارے افلاس کے دروازے بند کر کے مر گئے
اکثر بیشتر تین تیرہ ہو کر جہان تہان جا بسے خوشحال صوبہ بنگ کے باشندون
کا کہ صاحبان عالیشان کی یہان ریاست ہوئی اسی سبب سے آج تک یہہ گونا
آبادی ہے والا بر طرف داد و بیداد سے گمران و کون اشرف الاشراف حنا

انصاف نواب گورنر لارڈ مارکویس ولزلی بہادر دام اقبالہ کا استقلال سلطنت اور انتظام مملکت پر ارادہ ہوا ہے اغلب ہے کہ فضل ایزدی و لطف سرمدی سے پورا ہووے اور چند روز مین پھر یہہ اقلیم کی اقلیم ہی رونق پکڑے سبب حکومت رہے اُسکی صبح و مسا ہر ایک نام لے اُسکے اقبال کا *

الغرض تمام ہندوستان صوبہ بنگ و دکھن و قندھار سمیت بیس صوبے ایک سو نوے سرکار چار ہزار دو محال کو شامل ہے اور آمدنی اُسکی آٹھہ ارب آٹھہ کروڑ آٹھہ لاکھہ اسی ہزار پانسو تراسی دام ہے ہر گاہ کہ تھوڑا سا وصف احوال اس مملکت کا لکھنے مین آیا اب لازم ہے کہ ہر ایک صوبے کا بھی احوال کچھہ لکھون اور قلم کی چالاکی و روانگی دیکھون *

صوبۂ دار الخلافت شاہجہان آباد

ہندی فارسی کی تاریخون سے یون معلوم ہوتا ہے کہ شہر ہستناپور گنگا کے کنارے پر اگلے زمانے مین تختگاہ ہندوستان کے بادشاہون کا تھا وسعت و رونق بھی اُسکی اُس عصر مین حد سے باہر تھی زبان اُسکی بیان سے قاصر ہے اگرچہ اب بھی نہایت آباد ہے لیکن جیسا پانڈون اور کورون کے وقت مین بستا تھا سو کہان جب کہ دونون فرقون مین بکھیڑی ہوئی اور پھوٹ پڑی تب پانڈون نے اس ملک کو چھوڑا اور شہر اندرپرست کہ جمنا کے کنارے پر تھا اُسمین آئے بلکہ اپنا دار السلطنت بھی اُسی کو ٹھہرایا بعد ایک مدت کے راجہ انگپال تونوڑنے سیرکرماجیت کے اکہزار کچھہ اوپر دو سو برس مین ایک قلعہ و شہر اپنے نام کا بنایا چنانچہ سلطان قطب الدین ایبک و سلطان شمس الدین

التمش نے بعد اسکے اپنا رہنا اسمین مقرر کیا مگر سلطان غیاث الدین بلبن
نے ایک اور قلعہ چھہ سو ساٹھہ ہجری مین بنا کیا اور اسکا نام مرزغن رکھا پھر سلطان
معز الدین کیقباد نے سن چھہ سو چھیاسی مین جمنا کے کنارے ایک اور شہر پر
فضا و عمارات اسکی دلکشا آباد کیا نام اسکا کیلوگڑھی رکھا اور اسکی امیر خسرو نے مشہور
قران السعدین مین تعریف کی ہے بعد ازان سلطان جلال الدین خلجی نے اُس کو
کوشک لعل اور سلطان علاء الدین نے کوشک سبز بنا کر اپنا مرکز
دار السلطنت کیا پھر سلطان غیاث الدین تغلق شاہ نے سن سات سو پچیس ہجری
مین شہر تغلق آباد کی تعمیر کی پھر اسکے بیٹے سلطان محمد معز الدین جونان نے
ایک اور ملک کی بنیاد ڈالی اور ہزار ستون کا ایک قصر بنایا سوا اسکے
اور بھی مکانات سنگ رخام کے پاکیزہ پر فضا بنائے پھر سلطان فیروز شاہ
نے سن سات سو پچپن ہجری مین شہر فیروز آباد نہایت وسعت و عظمت کے
ساتھہ بسایا اور جمنا کو کاٹ کر اسکے نیچے لایا ساتھہ اسکے تین کوس کے فاصلے
پر ایک اور محل مع منارہ جہان نما بنایا چنانچہ وہ منارہ ابتک قائم ہے
عوام الناس اسکو فیروز شاہ کی لاٹ کہتے ہین بعد اسکے سلطان مبارک شاہ
نے مبارک آباد آباد کیا اور نو سے اڑتیس ہجری مین ہمایون بادشاہ نے قلعہ
اندرپرست کی مرمت و تعمیر کر کے دین پناہ نام رکھا اور اپنا تخت گاہ مقرر
کیا پھر شیر شاہ پٹھان نے کوشک سبز کو اجاڑ کر ایک اور شہر بسایا اور اسکے
بیٹے سلیم شاہ نے سلیم گڑھ بنایا ابتک بھی وہ شاہجہان آباد مین جمنا کے
اندر قلعۂ ارگ کے سامنے موجود ہے اگرچہ ہر ایک نے ان بادشاہون مین

سے ایک ایک شہر بسا کر اپنا دار السلطنت مقرر کیا لیکن ہندوستان کے
بادشاہوں کی تخت گاہ ملک بملک دلی ہی مشہور ہے پھر سن اگیہزار اڑتالیس
ہجری مین مطابق بارہوین برس جلوسی کے شاہجہان صاحب قران ثانی نے
دلی کے قریب ایک شہر بنیاد کیا اور شاہجہان آباد اسکا نام رکھا اسکی خوش
نصیبی سے اس ملک نے بہت رونق اور آبادی پکڑی کہ جتنے ملک اگلے بادشاہوں
کے لکھنے مین آئے تھے گمنام ہوگئے فقط اسیکا نام رہگیا جیسے سمندر مین بہتیرے
بڑے بڑے دریا ملے ہین پر نام اسکا ہی باجتا ہے قلعہ بھی اسکا سنگ سرخ
کا اس مضبوطی و خوش اسلوبی کے ساتھ بنا ہے کہ سماء قضا و قدر کی زبان اسکے
اوصاف مین لال ہے پھر ساخت تو اسکی ہی امر محال علاوہ اسکے مکانات
قسم قسم کے متعدد پاکیزہ خاصے اور باغ بھی اسکے گلشن جہان کے خلاصے نہرین
جاری جابجا حوض ہر ایک مکان مین کٹورا سا بھرا ہوا جدھر دیکھئے کیفیت
نظر آتی اور جسطرف نگاہ پڑے وہین رہجاے اگر رضوان وہانکی بہار دیکھتا
تو روضۂ رضوان کی دربانی سے ہاتھ اٹھاتا بیت جنان کا ہر مکان اسکا
نمونا ۞ خوش اسلوبی مین بلکہ اسسے دونا ۞ پھلے پھولین ہمیشہ وہانکے گلزار ۞
خزان آن تک نہین پاتی کبھو بار ۞ نرالی چال سے رنگ و بو گلونکی ۞ حلاوت
اور ہی کچھ ہے پھلونکی ۞ وہانکے طائرون کا رنگ ہی اور ۞ سے انکے
زمزمونکا ڈھنگ ہی اور ۞ مین ہر ایک شے کو وہان تشبیہ کیسے ۞ کہ وہ ملتی
نہین اسے اور اسسے ۞ گرد اس قلعہ مبارک کے ایک کھائی نہایت چوڑی
چکلی گہری بھی ایسی کہ تہ تک زمین اسکے ورے اور وہ اسے کہین پرے پانی

اوسکا ایسا لطیف و شفاف اگر ایک خشخاش کا دانہ بھی اُسکی تھاہ مین ہووے
تو اندھیری رات مین صاف نظر آوے اور جو اندھا بھی اُسمین غوطہ لگا سکے
تو بلا شبہہ نکال لانے سبب نظر آتی ہے اُسکی تہ مین رائی ؛ کہان یہہ آب
گوہر مین صفائی ؛ اگر پڑ جاوے اُسکے بیچ ایک بال ؛ تو یون آوے نظر موتی
کا جون بال ؛ جیسا بھی اوس قلعے کی تشنۂ دیدار ہو کر جانب شرقی سے آئی اور
اُسکے تلے نہایت آب و تاب سے بہنے لگی پھر نواب علی مردانخان مرحوم دریاے
مذکور کو کاٹ کر شاہ نہر سر سوریہ پہاڑ کے اوپر سے لایا کوچہ و بازار کی رونق زیادہ
ہوئی اور شہر کی آبرو دونی ہوئی اکثر لوگون کی حویلیون مین بنیے تہ خنے سے
پانی سے معمور رہنے لگے اور حوض و تالاب بھی دولتخانہ والا کے بھر لور باغون
مین وہان کے شادابی اکثر رہنے لگی اور چمنون مین طراوت بیشتر جتا کر وہ
بزرگ بہشتی تھا کہ اُسکی کمائی سے شاہ و گدا کو فیض ہوا بیت رکھئے حشر
مین اُسکی حق آبرو ؛ کہ فیض اُسکا جاری ہوا کو بکو ؛ شہر پناہ اُسکی سنگی نہایت
پختہ و مضبوط عرض و طول و بلندی و خوش اسلوبی اُسکی عقل احاطہ نہین کر سکتی
بلکہ ایک جہت کی پیمائش کا دھیان نہین دھر سکتی اندر باہر اُسکے بستی حد سے
باہر جیسے پیپر آبادی جدھر تدھر عمارتین انواع و اقسام کی خوبصورت کثرت
سے حویلیان طرح بطرح کی خوش اسلوب بہتایت سے باغون کی بہار سے خزان
چمنو مین دایم طراوات کا سا سمان ہر ایک محلہ اُسکا اقلیم سے زیادہ پر فضا
چھوٹے سے چھوٹا کوچہ اُسکا شہر سے بڑا ہجوم خلایق ہر سر راہ ہر ایک مقام ایک
تماشا گاہ شہر شہر گاؤن گاؤن کے باشندون نے اپنی بہبودی اور ساکن

جو دیکھی بود و باش وہین اختیار کی غرض ہر صنف کے اشخاص و ہر ملک
کی اشیا جب چاہو کثرت سے دیکھو بو کسی چیز کی کمتی کسیوقت ممکن نہین ہو
اگرچہ بازار سارا ہی اوسکا اپنے عالم مین اعلی ہے پر چاندنی چوک تمام شہر کا
اوجالا ہے ہر دوکان اوسکی بے مانند جس جنس کو دیکھو بادشاہ پسند صحن بہم
کشادہ کہ دل کھل جاسے صاف ایسا کہ آدمی چانول بکھیر کر کھالے دلال اوس
بازار کا سوداگرون کو آنکھ اوٹھا کر نہین دیکھتا بساطی وہان کا جوہریون کو خاطر
مین نہین لاتا دوکان ایک بزاز کی اسطنبول کے بزاز سے برابر کوٹھی ایک
صراف کی تمام ایران کے صرافے برابر بیٹھا روپے ہر ایک دکان مین ہین
کھنکتے ٭ کٹورے رات بھر بجنگے جھنکتے ٭ لگے ہین ہر طرف میوون کے
انبار ٭ گلی کوچہ ہر ایک ہے رشک گلزار ٭ فواکہ کا وفور اسدرجہ ہیگا ٭ سے
ہے تازہ میوہ اصفہان کا ٭ طعام اقسام کا جو کوئی منگوا لے ٭ لقدر ایک
فوج کے بازار سے آ لے ٭ جو ٹھاٹ ایک سلطنت کا ہوئے درکار ٭ تو
حاضر کردے وہین ایک دکاندار ٭ اگر اسباب چاہیے ایک لشکر ٭ تو
ہاتھ آجائے بس ایکدن کے اندر ٭ نہین ہے اہل حرفہ کوئی بیکار ٭ ہے
نت بیع و شری کا گرم بازار ٭ جو ادنی وہان ہے دوکان جواہر ٭ وہی ہے
بیگمان کان جواہر ٭ گر ایک اقلیم کا آجاے وہان مال ٭ تو لے لے ایک
مہاجن اسکو فی الحال ٭ کوئی بیوپاری ہو کاہیکو فکری ٭ کہ وہان ہر شئے کی
نت رہتی ہے بکری ٭ فی الواقع استعمام فرحت انجام کو جتنا سراہئے بجا ہے
لیکن اردو سے معلی کا عالم ہی جدا ہے خصوصا اوسکی نہایت پاکیزہ دو سیع عمارات

وہان کی جبر تبہ اسلوب دار و رفیع صحن اسکا رشک صحن گلزار دو کان ہر ایک بازار
کی بہار ابن حرذہب کا شب مرفہ احوال کو ہتے انکے نقد و جنس جواہر سے مالا مال
نہ کسی چیز کی وہان کمی نہ کوئی اشخاص آبادی مین غمی بیت دروازہ اسکا
گلستان کا باب ہے بیاض جہانگاہی و انتخاب ہے فضا اسکی دیکھیے اگر ایک
نظر ہے تو دل تنگ ہو وہ نہ پہر عمر بہر ہے بھلاتی ہے ایک لخت غم اسکی سیر
خوش آتی ہے بس و سبدم اسکی سیر ہے سمان وہان کا دیکھیے اگر ایک ذرا ہے تو
مانی ہزارے نام ارژنگ کا ہے بہت سنئیے یون اسکی تعریف کی ہے سب اردو
بولی کا ماخذ وہی ہے اور نخاس کے بازار کی طرز ہی جدی فضا اسکی فضائے عالم
سے بھی بڑی صحن اسکا اقسام کے چارپایون سے مالا مال زمین اسکی نہایت
صاف شتا ڈھال ہر ایک طرف خلق کا ایک دنگل جابجا چہل پہل جا بجا سوار
قسم قسم کے گھوڑون کو پھیر رہے ہین خریدار دلالون کو گھیر رہے ہین سودا
وہانکا دست بدست ہر یک دلال کو شیدا لا مال ست کوئی گھوڑے کے مول
تول کے لئے ہاتھ لاتا ہے کوئی گھوڑا تو ہی چکاتا ہے ایک طرف سپاہی پیشہ
بھلے آدمی چبوترون پر اپنے اپنے زین پوش بچھائے حقے لگائے بیٹھے
ہین کسی طرف بانکے ٹیڑھے اپنی مجلس جمائے بیٹھے ہین ایکطرف کئی شہدے
تنکتے بیلنے کے دم مارتے ہین کہیں دو چار لنچے پچے زیادہ گو اپنے اڑھائی
چانول جدے ہی پکا رہے ہین غرض میلے کی سی دھوم اور چھیلون کا سا ہجوم
ہر روز سوائے جمعہ کے دوپہر ڈھلے تک رہتا ہے بہت خلق کا رہتا ہے
زبس اژدحام ہے رہتی ہے نت میلے کی سی دھوم دھام ہے جنسیں ایک قسم

کی وہان خوار ہے ؛ گھوڑون کی یہہ گرمی بازار ہے ؛ اسپ ہر ایک ملک
کے ہین بے شمار ؛ مانگو اگر ایک تو لا دین ہزار ؛ گو کہ یہہ کثرت ہے یہہ قیمت
گران ؛ سستا اگر چاہو تو پاؤ کہان ؛ بسکہ وہان رہتی ہے نت لاؤ لاؤ ؛ بڑھتا
ہی جاتا ہے سدا انکا بھاؤ ؛ گھوڑیکا مت پوچھیے کچھ مول تول ؛ ٹٹو ہے
کنکالی کا ترکی کے مول ؛ گھوڑا ہر ایک شخص کو درکار ہے ؛ پیر و جوان جو ہے
خریدار ہے ؛ بلکہ یہہ احوال ہے ہر طفل کا ؛ دائی سے کہتا ہے کہ گھوڑا ہی لا ؛
کوئی کھلونا اسے کیسا ہی دے ؛ گھوڑے سوا یہہ نہین ممکن کہ لے ؛ دیکھا
کمھارون نے جو یہہ کچھ سبھاؤ ؛ مٹی کے گھوڑے کئے نقرے کے بھاؤ ؛ الغرض
اس ملک مبارک بنیاد کا ہر ایک محلہ خوش سواد اور ہر مقام آباد دنیا بر اسکے
مسجدین خانقاہین مدرسے پاکیزہ و دلچسپ کثرت سے ہین اور خانہ باغ بھی بہت سا
ہے لیکن سن ایکہزار ساٹھہ ہجری مین مطابق چوبیسوین سال شاہجہانی
کے ناف شہر مین ایک جامع مسجد سنگ سرخ کی ایسی بنی کہ اگلون نے نہ
دیسی دیکھی ؛ پچھلون نے سنی ؛ بنا اسکی تا بہ سمک ؛ منارے اسکے سر بفلک
گنبد چرخ نیلا گردان اسکے گنبدونکا عالم بالا تک جلوہ اسکی سیڑھیونکا زینہ اسکے
منبر کا پایہ عرش سے اونچا ستون کہکشان اسکے ستون ور سے نیچا محراب
اسکی محراب اجابت و دعا نمازی وہانکا مقبول درگاہ کبریا دیوارین سد سکندر سے
بلند تر صحن اسکا صحن فردوس کے برابر بیت حوض ہے ایک صحن مین اسکے
لطیف ؛ پاتے ہین خیر اسسے وضیع و شریف ؛ سنگ ہر ایک اسکا آ[illegible]
چشمہ ہے پیشہ پر حیوان کا وہ ہم چشم ہے ؛ جو کہ نمازی کرے اسسے وضو ؛

حشر میں محشور ہو با آبرو ؛ ایک بھی بوند اسکی اگر جسنے پی ؛ اوسکو ہوا تصفیۂ
باطنی ؛ اُس سے طہارت ہے سراپا نجات ؛ ہے وہ گنہگاروں کو آب حیات ؛
جو کوئی ایک قطرہ بھی اسکا پیے ؛ پیاس نہو حشر میں بھی گر جیے ؛ غسل جو اکبار بھی
اوسمیں کرے ؛ ساتھ تن سے پھر اوسکے جہنم ڈرے ؛ ہر چند مسجد و باغ اور مسافر
خانے کی بنا سے بھی فائدہ و لاکلام ہے کیونکہ بنانے والے کا دنیا میں نام اور خلق
کو بلا شبہہ آرام ہے لیکن حمام کی تعمیر پیر و جوان کی راحت کا موجب ہوتی ہے
اور ہر شخص کے دل کی کلفت کھوتی ہے چنانچہ بادشاہی حمام سے اس شہر میں
ایک فیض عام ہے کوئی بشر محروم نہیں ساخت میں وہ فلاطون کے حمام سے
خوشتر در و دیوار اسکے خوش اسلوب سراسر سطح اوسکے گنبد کی کرہ نار سے اعلیٰ تر
اور دیواروں کی نیو مرکز زمین سے لگی ہوئی جامہ خانہ اسکا بہترین مکانات مصر
وہاں کا خشک مزاجوں کے لئے آب حیات مطبخ اسکا مخزن آتش سوزان کا
ماہ آئینہ اسکے تابدان کا حرارت اسکی حرارت غریزی کو بھڑکاتے اور رطوبت
اسکی رطوبت اصلی کو بڑھاتے ایسا بات پاتے ہیں یہاں جتنے بھی خاص و
عام ؛ لیس بھی حمام ہے خیر المقام ؛ تیل سے اسمیں گر اکبار جو ؛ اسکو سستی
کا مرض پھر نہو ؛ میل جو کوئی جائے کر دل کی چھڑائے ؛ حوض میں اسکے کبھی آکے
وہ غوطہ لگائے ؛ اسمیں نہا دے جو کوئی اکدم ؛ قلب پر اوسکے نہ رہے گرد
غم ؛ وصف کرے اوسکا سخندان اگر ؛ پھر لگے شعر مشعر تر ؛ اسکی جو تعریف
میں کھولے دہن ؛ گرم رہے اسکا ہمیشہ سخن ؛ القصہ اس شہر کا ہر مکان اعلیٰ
ساتھ اسکے عمارات کی دلربائی اور بستی کے اندر جیسی مکانات کی کثرت ہے

ویسی ہی باہر قبرون کی بہتایت اکثر بادشاہون وزیرون امیرون کے
مقبرے اطراف مین ہین پر مشہورتر مقبرہ ہمایون بادشاہ کا کیقباد کی کیلوگرھی

مین جمنا کے کنارے پر ہے سوائے اسکے وہ علما فضلا فقرا کہ اپنے عہد مین
مشہور آفاق تھے انکے مزار بھی اس کثرت سے ہین کہ ایک شہر خموشان بستا ہے
چنانچہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بن خواجہ کمال الدین موسی کی درگاہ شہر سے
تین کوس پر ہے وطن اس بزرگ کا فرغانہ جذبۂ الہی نے لڑکائی ہی مین اسے
اپنی طرف کھینچا اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات سے تصفیۂ باطنی حاصل
ہوا پھر بارہ ۱۲ برس کی عمر مین خواب کے بیچ خواجہ معین الدین چشتی سے ارادت
حاصل کر کے سفر کو نکلا جب بغداد مین پہنچا بہت ولیون سے فیضیاب ہوا
وہان سے ملتان مین آیا اور مخدوم بہاء الدین ذکریا سے بھی ملا بعد اسکے سلطان
شمس الدین التمش کی سلطنت مین اپنے مرشد کے دیدار کا مشتاق ہو کر دلی
کی طرف روانہ ہوا اس بزرگ نے بھی کشف قلب صفائی باطن سے اسکے
ارادے کو پاکر اسی دیار کی طرف کوچ کیا حاصل یہہ ہے کہ دونون برگزیدہ حق
جیسے کہ ملاقات باطنی سے آپسمین شاد تھے ویسے ہی وصال ظاہری سے بھی
مسرور ہوئے اور چندے ایک جا رہے آخر خواجہ معین الدین چند روز کے بعد
اجمیر کو تشریف لیگئے اور یہ اسی شہر مین مقیم ہوگئے اکثر اشخاص انکی بدولت
فیض کو پہنچے بعد ایک مدت کے چودھوین ربیع الاول کو سن چھسو تینتیس ۶۳۳ ہجری
مین دنیائے فانی کو چھوڑ کر عالم جاودانی مین جا بسے اور قریب اسکے مزار
سلطان مشایخ نظام الدین اولیا بن احمد بن دانیال کا ہے تولد تو اس بزرگوار کا

کا سن چھہ سو تیس ہجری مین غزنین کے بیچ ہوا جب سن تمیز کو پہنچا اتفاقات سے
بداؤن مین آیا اور وہین علم ظاہری سے فراغت حاصل کی از بسکہ مباحثے مین
طالب علمون پر اکثر غالب ہوتا تھا بسبب اسکے نظام محفل شکن اسکا نام ٹھہر گیا
بعد اسکے بیس برس کی عمر مین قصبہ اجودھن مین پہنچکر شیخ فرید الدین شکر گنج
کا مرید ہوا اور علم باطنی انسے بخوبی سیکھا پھر رخصت ہوکر ہدایت خلق کے لیے
دلی مین آیا وہان بہت سے طالبان حق نے اوس سے فیض پایا چنانچہ شیخ وجیہ الدین
یوسف چندیری مین اور شیخ نصیر الدین چراغ دہلی و امیر خسرو دلی مین اور
شیخ علاء الحق و شیخ اخی سراج بنگالے مین اور شیخ یعقوب و شیخ کمال مالوے
مین مولانا مغیث و مولانا غیاث امین اور دھار مین شیخ حسام الدین گجرات
کے بیچ اور شیخ برہان الدین و خواجہ حسن دکھن مین سوا انکے اور بھی خلفا
شیخ ممدوح کے اکثر بلاد مین مشہور و معروف تھے غرض اورنگ زیب کے
وقت تک اولاد اسکی اور خلفا انہین ملکون مین موجود تھے اور رہنمائی
خلق مین مشغول اب کا احوال معلوم نہین لیکن صاحب تاریخ فرشتہ یون
لکھتا ہے کہ باپ اس بزرگ کا غزنین سے ہندوستان مین آیا اور بلدہ
بداؤن مین مقیم ہوا وہین یہہ عارف باللہ چھہ سو چونتیس ہجری مین ماہ صفر
کے بیچ متولد ہوا جب پانچ برس کی عمر ہوئی تب اسکے پدر عالیقدر نے
رحلت کی پھر والدہ نے شیخ مذکور کو پالا جب کہ سن تمیز کو پہنچا اپنی ماں سمیت
دلی مین آیا اور علم رسمی وہین تحصیل کیا آخر سن سات سو پچیس ہجری مین
ربیع الاول کی اٹھارہوین کو بدھ کے دن وہ خدا کا پیارا جنت کو سدھارا

فی الجملہ ہندوستان مین جمیع اولیا سے اس مرد خدا کی شہرت رتبہ ولایت
مین بیشتر ہے سلسلہ اسکی بیعت کا شیخ عبد القادر جیلانی کو پہنچتا ہے
اور شیخ ممدوح کی ارادت کا سررشتہ بعد چار واسطون کے شیخ شبلی سے ملتا ہے
وطن اُس بزرگ کا قریہ جیل بغداد کے قریب اور تولد چار سو اکہتر ہجری مین
علم درسی و وہبی مین بے مثل تھا خرقہ ولایت کا شیخ ابو سعید مبارک
کے ہاتھ سے پہنا کیفیت اُسکے حال قال کی اور حقیقت کرامات وکمالات
کی اظہر من الشمس ہے ایک عالم اُسکے دایرۂ بیعت اور احاطۂ عقیدت
مین درآیا اور ہزارون نے رتبہ تصوف اسکی توجہ سے پایا بلکہ آجتک
بھی ایک خلق اُسکی ولایت کی قائل ہے اور بدل اُسکی طرف مائل ہے
شیخ اُسکو بسبب علم وفضل کے کہتے ہین والا قوم کا حسینی سید ہے نوے
برس اس دار فنا مین رہا آخر سن پانسو اکہتر ہجری مین دار البقا کا راہی ہوا
سرکار نارنول ایک قدیم قصبہ ہے دہلی سے پچاس کوس کے فاصلے پر آباد
ہوا اور وہانکی نہایت خوب ہوا اور اسکا ہر ایک صاحب طبع کا مرغوب عمارتین
اُسمین اکثر پختہ و سنگین مہندی وہانکی نہایت رنگین کھیت اُسکے بستی کے
قریب اکثر اوقات لڑکے وہانکے باشندونکے کھیلتے کھیلتے کھیتون پر جا نکلتے
ہین اور گھر کو آتے ہوئے مہندی کی پتیا اپنی جوتیون مین بھر لیتے ہین
غرض گھر پہنچتے پہنچتے پاؤن اُنکے لال عنابی ہو جاتے ہین شکار بھی ہر قسم کا
بہتایت سے چنانچہ چڑیمار پیسے کے چار چار تیتر بیچ جاتے ہین بکری گوشت
اور ترکاری کیسکی غرض ہے کہ مانگو اپنے لئے اور کہا لے مگر بضرورت یا بعلت

سوائے اسکے پھول پھل ہر ایک موسم کے خوشبو خوش ذائقہ بافراط میسر ہوتے
ہین اور خواہشمندونکے دل و دماغ کو راحت و آرام پہنچاتے ہین متوطن اس
کے نجبا شرفا ہر قوم کے پیر شیخ سید اکثر بلکہ فضلا علما بھی محمد شاہ فردوس آرامگاہ
کے وقت تلک شہر مذکور خوب آباد تھا اور عالم فاضل یہہ غالب تھے کہ
ماہ رمضان مین مقدور نہ تھا کہ دوپہر ڈھلے تلک نان بائی یا بھٹیارا تنور گرم
کرے یا بھڑ بھونجا بھاڑ جھونکے یا کوئی بازار مین دن دیئے حقا پیئے احیاناً اگر
کسی سے ایسی حرکت ہو جاتی تو محتسب کے ہاتھ سے اوسکی آبرو جاتی شہر کے
اندر باہر درگاہین اکثر کیونکہ ہزارون بزرگ صاحب کمال اوس سرزمین مین آسودہ
ہین لیکن صاحب ولایت سید محمد ترک مزار اُس بزرگ کا بستی کے اندر
ہے سالہائے سال گذرے کہ کفار کے ہاتھ سے وہ بزرگوار شہید ہوا عجیب
وغریب حکایات وخرق عادات اُسکے مزار سے وہان کے باشندے منسوب
کرتے ہین اور اپنی مرادونکے لئے جمعرات کو جا کر وہان چوکیان بھرتے ہین
لیکن بتخانہ دیہرا اسوقت تلک قصبۂ مذکور کی اطراف مین کوئی ہندو
بنا نسکا تھا چنانچہ ایک امیت نے نواب مظفر خان خاندوران کے بھائی
کو بہت سے روپیہ نذرانہ دیکر چاہا تھا کہ ایک بتخانہ وہان بنائے اور
بنیاد کفر کی قایم کرے اتفاقاً اسوقت نواب مرحوم کا قصبۂ مذکور سے سات
کوس کے فاصلے پر ڈیرا تھا علاوہ اسکے سرکار مذکور اوسکی جاگیر بھی تھی غرض
اس امیت نے آبادی کے قریب بتخانے کی نیو ڈالی بلکہ تھوڑی سی دیوار بھی
اٹھائی کہ شاہ عبدالباقی میرزادے کو یہہ خبر پہنچی سنتے ہی سوار ہوا اور بیکر دو تین

اشخاص خواص عوام سے اُسکے ساتھ ہوئے آخر اُنکر دیہرے کی بنیاد ڈھائی اور
اذیت کو خوب سزا دی اُسنے جاکر نواب سے فریاد کی نہایت غصے ہوا اور
کئی سرداروں کو معہ فوج بھیجا کہ پیرزادے کی حویلی ڈھادین اور گھر لوٹ لین لیکن
شیخ اپنے مکان مین باستقلال یاد الہی مین بیٹھا رہا مطلق نہ ڈرا یہان تک کہ
وہان کے لوگون کو منع کیا کہ کوئی میری مدد کو نہ آئیے اور اپنے تئین اس بلا مین
نہ پھنسایے کہ سواے قادر لایزال اسوقت کسی سے یاری و مددگاری منظور
نہین کیونکہ جنگ وجدل فقیرونکا دستور نہین القصہ وے لوگ جو بارادۂ
پرخاش آیے تھے یہہ سوچے کہ دنیا کے واسطے ایمان کھونا اور عاقبت سے
ہاتھہ دھونا عبث ہے بارے ناچار ہرایک شیخ سے بارادت پیش آیا اور
نقد ایمان اپنا دنیا کے لالچ پر کسی نے نہ گنوایا نواب نے بھی اس ماجرے
کو سنکر انفعال کھینچا اور اس کار ناشایستہ سے ہاتھہ اُٹھایا جب احمد شاہ
کی بادشاہت ہوئی ملک و معاش ہانکے پنجابی کھسنے لگی جماعت مین اُنکی
تفرقے نے راہ پائی جسنے جیسا اپنا جدہر دیکھا ادہر کی راہ لی آخر شہر ملک کو
ویرانہ بن گیا اور جسنے چاہا وہان عمل کرلیا اب تلک تو یہی حالت ہے
آگے دیکھیے کیا ہو الغیب عند اللہ اور شاہجہان آباد سے تیس کوس کی
مسافت پر پانی پت ایک قدیم قصبہ ہے شیخ شرف بو علی قلندر وہان پیدا
ہوا اور چالیس برس کا ہوکے دلی مین آیا پھر خواجہ قطب الدین کی خدمت مین
مشرف ہوا لیکن چھتیس برس تلک علوم ظاہری کی تحصیل مین رہا جب نور
خدائی کی تجلی اسکے آئینۂ باطن مین ہوئی ساری کتابین جمنا مین ڈبودین

اور مسافرت اختیار کی جس وقت روم مین پہونچا شمس تبریز و مولوی روم سے
استفادہ اوٹھایا سواے اسکے بھی وہان کے اکثر اولیا سے بہت سا فائدہ پایا
ندان اپنے وطن کو پھر آیا جب کہ وہان پہونچا کنج عزلت مین بیٹھا یہان تک کہ جہان
سے اوٹھ گیا اوسکے بھی کشف و کرامات کا ایک عالم گواہ ہے اور مزار ایک جہان
کی زیارت گاہ ہے بٹیلہ قدیم شہر ہے سامانہ کے متعلقات سے فیروز شاہ نے اپنی
سلطنت مین سن سات سو ساٹھہ ہجری کے بیچ اوس سے جدا کر کے ایک علحدہ
پرگنہ مقرر کیا آبادی ورونق اوسکی پھر دن بدن بڑھتی گئی اگرچہ وہان کی زمین مین
بھی اکثر خداے رسیدہ سوتے ہین لیکن شاہجہان کے عہد مین شیخ فرید ثانی اور
شیخ معصوم کابلی جو معاصرین مین نہایت عظمت و صاحب کشف تھی سیکڑون اونکے
مرید ہو گئے اور ہزارون بھولے بھٹکے اونکے وسیلے سے منزل مقصود کو پہونچے
وے بھی وہین آسودہ ہین اور تھانیسر جو شاہ قمیص مدفون ہین یہ بھی اپنے
وقت کے فقرا مین نہایت صاحب کمال تھے اور سنام مین شیخ نبولی کی درگاہ ہے
وہان بھی ایک خلق پھول اور پھول چڑہاتی ہے اور اپنے اعتقاد مین مرادین انکے
وسیلہ سے پاتی ہے اور ہانسی مین مزار شیخ جمال الدین کا ہے جو مرید خلیفہ شیخ فرید
شکر گنج کے خلفا سے ہے سواے انکے صوبہ مذکور مین اور بھی صاحب حال و کمال
کے مزار بہت ہین لیکن منظور اختصار تھا بنا بر آنکے احوال مفصل اونکا نہ لکھا اب
تھوڑا سا مکانات ہنود کی پرستش کے جو اس صوبے مین ہین اونکا
احوال لکھتا ہون ستھنیسر سے جس کو تھانیسر کہتے ہین فرق پر جمنا کے گھاٹ
ایک معبد ہے بیشتر لوگ اوسکو مہادیو کہتے ہین ہندوون کی قدیم پرستش گاہ

ست سیکھین شاہی خانان کو کہ امراے عظام سے تھا اوسنے عالمگیر کے
زمانہ جلوس میں یہ وہین بنا یا تھا یہ کہا اوسکا چبوترہ کھا اور بانکے راجا کو
اوسکی بنیت سے بیچ کر تباہ صاحب اقبال بادشاہ کے نکال دیا اور ایک باغ
نہایت مسیح و خوش قطع پانچ درجہ کا بنایا تھا لیکن اوسکی بنیت الوکھی اور
بیشتر مکان نہایت لکھنہین تھا اگر گیا ہے اور اس ہو تو وہان ایک جاے
نہ دلیر اور اسی ہو کہ ہو نہ آتے سواے مکانات کی صنعت کے یہ عجب کام
کیا کہ دامن کوہ کی آب جو کو اوس باغ مین اس حکمت سے لایا کہ وہان بہت
حوضون اور نہرون مین فوارے تھے اوسکے پانی سے چھوٹنے لگے
تھے بیچ خزان کے موسم اور گلاب بھی اس کثرت سے اوسمین پھولتا ہے کہ
اس موسم مین ہر روز ہزار پھول خوش رنگ و پاکیزہ اترتے ہین چنانچہ
خلاصۃ التواریخ کا راقم لکھتا ہے کہ مین موسم بہار مین جسدن اوس گلزار سراپا
بہار کی سیر کو گیا تھا اوسدن چالیس من گلاب کے پھول اوس باغ سے
اتر کر گلاب بنانے مین لگے تھے بہت روشن پر بھی اوسکی
پھولون کے ڈھیر ہو رہے تھے یہ سیر ہے اوسکی سیر غرض
سال بسال پھولون کی وہان ترقی اور بہار کی زیادتی ہی تھی تھانیسر
ایک پرانی بستی ہے سرہند سے تین کوس پر جنوب رو اوسکے قریب
کوروکھیت نام ایک بڑا تالاب ہے ہندی کتابون مین اوسکو بانشین کی
اور پیدائش کی ابتدا کہی ہے ہندون کے نزدیک اوسی مکان مین ہرنی کی حاصل ہے
کہ اوسکو بزرگ جانتے ہین اور نہاتا اوس مین ثواب عظیم خصوصا سورج

کہن مین کیونکہ آس پاس دور دور سے گروہ گروہ ہندی مرد عام خاص بلکہ
سب چھوٹے بڑے آکر وہان جمع ہوتے ہین اور نقد و جنس انواع و اقسام
کے ظاہر و مخفی خیرات کرتے ہین ہر چند کہ اونمین کوئی کیسا ہی بخیل یا مفلس ہو
پر اپنی قدر و طاقت سے زیادہ وہان پن کرتا ہے بلکہ سواے تالاب مذکور کے
اڑتالیس کوس تک جتنی جگہین تالاب حوض کوئین اطراف شہر کے اور
وے مکانات جنکے نزدیک سرستی ندی بہتی ہے بلکہ وے ٹیکلین بھی کہ اونکے
تہیون کے نام سے مشہور ہین اور قدیم کتابون مین مسطور ان سبکو تیرتھ
جانتے ہین اسی سبب پانڈو اور کورو کہ پیشوا ہندونکے تھے آپمین لڑکر
وہین مارے گئے اور چالیس کوس دلی سے پرے شمال رو متصل ایک قدیم
شہر اوسمین ہر سند ایک پرانی پرستگاہ ہنود کی ہے کہتے ہین کہ دور آخری مین
ایک اوتار وہین سے نکلیگا قریب اسکے نانک متا بابا نانک کے چیلے او
سیوک وہان اکثر جمع ہوتے ہین اور جپ تپ مین مشغول رہتے ہین اتر طرف
اوسکی کمایون کا پہاڑ سونے روپے تانبے سیسے لوہے گندک سہاگے کی
کہان اوسمین ہے سواے اسکے باز و شاہین اور جنگلی گیر پرندے وہین سے
آتے ہین بلکہ سرہ گاے مشک کے ہرن ریشم کے کیڑے پہاڑ سے
تانگن اکثر وہین ہوتے ہین اور سفید شہد بھی بہتایت سے وہین ملتا ہے
از بسکہ بستی اوسکی محفوظ اور بے لگاو ہے بسبب اسکے اوتر طرف کے زمیندار
وہانکے بادشاہون سے نہین دبتے ہمیشہ باغی رہتے ہین راقم ایک مدت
ہمراہ نواب آصف الدولہ مرحوم کے حسن رضا خان بہادر مغفور کی رفاقت

مین نانک سے تنگ گیا ہے لیکن پہاڑ کی گھاٹی مین اتفاق جانے کا نہین ہوا
بلکہ کوئی شخص لشکر کا وہان نہین جا سکا فی الواقع راہ اُس پہاڑ کی نہایت سخت
اور کٹھن ہے لیکن پہاڑیے وہان کی جنس میوہ اکثر لا کر لشکر مین بیچ جاتے
تھے خصوصاً اخروٹ بہتایت سے اور نہایت عمدے الغرض اس صوبے
مین دو دریا بڑے ہین ایک جمنا کہ سرچشمہ اُسکا معلوم نہین اکثر سیاح جہان گرد
خصوصاً وے کہ چین سے پہاڑون کی راہ آتے جاتے ہین اُنکی زبانی لوگون نے سُنا ہے
کہ یہہ دریا چین مین سے ہو کر پہاڑون کو کاٹتا ہوا اس شہر مین پہنچا ہے کہتے
ہین کہ اُس ملک مین سونا بہت ہوتا ہے وجہہ اسکی یہہ ہے کہ اکثر سنگ ریزے
وہان کے تاثیر پارس کی رکھتے ہین لوہا تانبا اُنکو لگ کر سونا ہو جاتا ہے لیکن
پہچانے نہین جاتے اسواسطے وہان کے باشندے گھوڑے ہاتھی گائے بیل
کے پاؤن مین نعل باندھ کر چرنے کو وہان کے پہاڑ پر چھوڑ دیتے ہین بسا
اوقات اُنکے نعل سونے کے بن جاتے ہین اور اُس ملک کے حاکم کے ہان
نقارے بھی سونے کے ہین پھر اور اشیا اور ظروف کا تو کیا ٹھکانا ہے القصہ دریا
ئے مذکور اُس پہاڑ مین سے ہو کر سرحد مین آیا ہے چنانچہ وہان کے زمیندار
سلاطین ہند کو بلکہ وہان کے وزرا امرا تک دریا کی راہ سے برف کشتیون
پر بھیجتے تھے اسلیئے سبب عوام الناس وہان کے راجا کو برفی راجا کہتے تھے
پھر وہان سے پہاڑ سے ہو کر اُس زمین مسطح پر پہنچا ہے کہ شاہ جہان نے
جہان اُسکے کنارے پر ایک قصر عالیشان بنایا ہے بلکہ ہر ایک امیر صاحب
منزلت نے سوا اُسکے اُنکے بعضے بعضے اور بادشاہی بندون نے بھی موافق

اسی قدر دو حصے اسکے عمارتین ستھری یا دلچسپ بنا لین ہین اسی جہت سے وہان ایک
معمورہ مختصر سا گلو سہان بن گیا اور مخلص پور اوسکا نام ہوا چنانچہ بادشاہ اکثر اوقات
وہان سیر کو جاتے تھے اور ایک خط اوٹھاتے تھی اوسی مقام سے شاہ نہر
کہ آدھی جمنا برابر سے شاہجہان آباد مین کاٹ کر لیگئے ہین اور دریاے مذکور
پہاڑ سے اتر کر اکثر محال کی تازگی کا باعث ہوا ہی چنانچہ قلعہ ارک اور کتنے
مکان بادشاہی امیرونکے اوسی کے کنارے ہین پھر وہان سے متھرا اور گوکل
اور بندرابن مین پہونچا یہ دار الخلافت سے پندرہ فرسخ کا عرصہ کہتے ہین پھر
اکبرآباد کے تلے گیا چنانچہ وہان بھی اکثر عمارات بادشاہی اور امیرونکی حویلیان
لب دریا ہین بعد اسکے اٹاوے کے شہر و قلعے کے نیچے جا نکلا پھر کالپی
کے متصل گیا اوسکے بعد اکبرپور مین چنانچہ عمارتین راجہ بیربل کی اوسی کے
کنارے پر ہین اور راجہ مذکور شہر مسطور ہی مین پیدا ہوا اور اوسی شہر کے
تلے دریای چنبل اور بتوہ اور ستان سواے اسکے اور بھی دریا گوندوانے
کی طرف سے جدے جدے آکر اوسمین ملے ہین پھر جمنا ملک پورب مین ہوکر الہ آباد کے
قلعے کے نیچے گنگا سے آملی اور دوسرا دریا گنگا اوسکا بھی سرچشمے سے کوئی
واقف نہین لیکن ہندؤنکے عقیدے مین یون ہے کہ گنگا بیکنٹھ سے
اتری شرح اسکی ہنود کی قدیم کتابون مین ہے اور کیلاس پربت پر ہو جٹن کے
متصل جا نکلی چنانچہ فردوسی کے شاہنامے مین ہے کہ کنگ کی عمارت سیاوش بن
شاہ کیکاؤس کی الکنگ مین پھر وہان سے کوہستان بدری مین آئی یعنی ایک
حالہ برف کا ہی کہ ہمانچل اوسکو کہتے ہین ہندو اوسی کا جا کر اوس مین دہوتا

باعث آخرت کی نجات کا جانتے ہین چنانچہ پانڈؤن نے جا کر اپنے بدن
اوسمین گلائے لیکن کنارے اوس دریا کے اوس پہار مین اسقدر بلند ہین کہ
پانی بدقت دکھائی دیتا ہے اور آدمی پار نہین جا سکتے اس واسطے گذارے
کی جاگہہ پر بڑے بڑے موٹے رسّے دونون کنارون کے درختون سے مضبوط
باندہتے ہین اور چھیکون پر اونکے سہارے سے پار اترتے ہین بدری ناتھ
کی پرستش کو خلائق شہر شہر سے آتی ہے لیکن اوس طرح کا گذارا انکا
جو کسی آدمی نے نہین دیکہا بسبب اسکے آتے جاتے اوسپر نہایت
ڈرتے ہین بعد اوسکے دریاے مذکور بدری ناتھ کے پہار سے بہتا ہوا سری نگر
سے نکل آیا اور وہان سے رکھی کیش مین جا کر ہردوار کے پہار مین جا نکلا ہے
اگرچہ گنگا سر تا سر ہندؤن کے مذہب مین پوجنے کے قابل ہے علی الخصوص
اوس مقام کے بیچ چنانچہ ہر سال بیساکہی کے نہان کو ہر طرف سے ایک خلقت
آکر وہان جمع ہوتی ہے پر جس سال کہ برسپتی دلو مین آتی ہے زبان ہندی
مین اوسے کنبہ کہتے ہین اوس برس دور دور کے لوگ کثرت سے آتے ہین
اور وہان نہاتے ہین حاصل یہ ہے کہ وہان کا نہانا دان پن اور ناخن لینا
سر منہہ کے بال منڈانا بڑا ثواب جانتے ہین بلکہ مُردون کی ہڈیون کو
بھی اوس جگہہ گنگا مین ڈالنا وسیلہ نجات کا سمجھتے ہین اور پانی وہانکا لوٹون
مین بھرکے بہنگیون مین ملک ملک پہونچاتے ہین لطف یہ ہے کہ [illegible]
پانی اوس دریا کا اگر برسون رکھا رہے مطلق نہین بگڑتا کیڑا اسمین [illegible]
[illegible] ابر [illegible] سہارے سے دریاؤن کا پانی [illegible]

ہر ایک کے مزاج کو راس آتا ہے یہان تلک کہ بعضے بیمار دن کو شنا کر
کتنی فرمین بیماریون کو فائدہ دوا کا بخشتا ہے باوجود اسکے تندرستون کو
توانائی تازگی معدے کو صفائی قوت باضمہ کو ترقی دیتا ہے سواے ان
باتون کے رطوبت غریزی کو بڑھاتا ہے جو کچھ زیادہ لگاتا ہے رنگ لال
کرتا ہے اور مزاج بحال اسیواسطے ہندوستان کے بادشاہ اور اکثر امرا جہان کہین
ہوتے ہین پر اسیکا پانی پیتے ہین قصہ مختصر یہہ دریا ہردوار سے سوات پار
کی بستی مین ہوتا ہوا ہستناپور کے متصل جا پہنچا پھر وہان سے گڈھ مکتیسر
انوپ شہر و کرن باس و سورون اور بدایون کے قریب اور وہان سے قنوج کے
متصل نداں شیوراج پور اور کجھیے و مانک پور و شہزاد پور مین ہوتا ہوا
قلعے الہ آباد کے تلے آ نکلا ہے وہین جمنا بھی کئی دریاؤن سمیت اسمین
ملی پھر گنگا چنار گڈھ اور کئی محالون کے تلے ہوتی ہوئی بنارس کے نیچے
جا پہنچی غرض پٹنے کے تلے پہنچی گنڈک پھر ہر دریا و اترا دو لکھن کے پہارون سے
جدے جدے آکر اسمین ملے پر نام اسیکا باقی رہا مگر پاٹ بہت بڑھ گیا کہ
کنارہ وہان بدقت نظر آتا ہے اور برسات مین تو دکھائی ہی نہین دیتا
پھر وہان سے راج محل و مرشد آباد و سیرواد ہو کر بھاگیرتی مین ہوتی ہوئی
جہانگیر نگر کے تلے پہنچی ڈھاکہ بھی اسی کا نام ہے بعد اسکے کئی فرسخ جا کر
دو حصے ہوئی ایک تو شرق رو جا کر چاٹگام مین شور دریا سے ملگیا
نام اسکا پدماوتی ٹھہرا دوسرا جنوب کی طرف بہکر تین ٹکڑے ہوا ایک کو
سرستی کہتے ہین دوسرے کو جمنا تیسرے کو گنگا پھر اسکے چھوٹے چھوٹے نالے

سوتے ہوکر بندر چاٹگام کے نزدیک دریاے عمان مین مل گئے بعضے
سرستی اور جمنا بھی اسمین آملین پر تحقیق یہہ ہے کہ گنگا راج محل سے آگے
بڑھکر متصل تاجنی ٹیٹے کے جب پہونچی نام اُسکا پدا ہوا وہین سے ایک سوتا
جدا ہوکر مرشد آباد کی طرف گیا پھر دریا مین پہونچ جلنگی سے نکل کلکتے کے نیچے
ہو دریاے شور سے جا ملا اُسی کا نام بھاگی رتی ہے اور پدا کہ اصل گنگا ہے وہ
چاٹگام مین جاکر سمندر سے ملی لیکن ڈھاکے سے یہہ دریا تو تین کوس پرے
متصل اُسکے بوڑھی گنگا مقصود کو نام ہ چاٹگام کے دریا تلک پہونچتی پہونچتی گنگا
جمنا سرستی کے ہزار سوتے ہوگئے اور اکثر سیاحون کی زبانی سُننے مین یون
آیا ہے کہ گنگا کے کنارے پر ابتدا سے انتہا تلک ہمیشہ ہمیشہ مرد چور مفسد ابتر
بستے ہین وجہہ اسکی ایک لطیف ہے صاحب خلاصۃ التواریخ نے یہہ
لکھی ہے کہ از بسکہ اسمین نہانے سے گناہ لوگون کے جسم سے دور ہوتے
ہین اغلب کہ وہی بطور تناسخ پیکر انسانی مین جنم لیکر خلق کو یہان اذیت
دیتے ہین فی الجملہ صوبۂ مذکور کی ہوا قریب اعتدال کے ہے اور زراعت
اسمین بارانی و نیلابی اور کہین کہین کوؤن سے سہ فصلہ ہوتی ہے میوہ بھی
ایران و توران تک کا گوناگون کثرت سے اور پھول خوشبودار اور رنگین طرح
بطرح کے بہتایت سے ہر فصل مین ہوتے ہین عمارتین بھی بڑی بڑی پختہ
سنگین و خشتی افراط سے بنتی ہین صوبۂ اکبر آباد اُسکے مشرق کی طرف صوبۂ
لاہور مغرب کی طرف صوبۂ اجمیر جانب جنوب کماؤن کا پہاڑ جانب شمال
اور پلول سے اکبر آباد دلیکر تا لودھیانہ کنارہ دریاے ستلج طول ایک سو

ساٹھ کوس کا اور سرکار ریواڑی سے کمایون کے پہاڑ تلک عرض ایک سو
پالیس کوس غرض شاہجہان آباد و سرہند و حصار فیروزہ و سہارنپور و سنبھل و بداؤن
و ریواڑی و نارنول آٹھہ سرکارین متعلق اسکے و دوسو انتیس محال آمدنی اس
صوبے کے چوبیس کروڑ تریسٹھہ لاکھہ تیس ہزار دام اور یہہ اصطلاح میں تصدیو
کے پچیسوان حصہ پیسے کا ہے ×

۲ صوبہ مستقر الخلافت

اکبرآباد آگرہ ایک گاؤن پرگنہ بیانہ کے متعلقات سے تھا سلطان سکندر
لودی نے اس مکان کو پر فضا دیکھہ کر تختگاہ مقرر کیا اور ایک شہر نہایت خوب
بسایا اسکے بعد بادل گڈھہ مشہور ہوا پھر شاہ جلال الدین اکبر نے ممالک محروسہ کا
بیچون بیچ سمجھہ کر ایک قلعہ نہایت مستحکم بنایا ساتھہ اوسکی شہر بھی نہایت وسیع و خوش آئین
پر عمارت بسایا ہے تو یہہ ہے کہ کسی جہاندیدہ نے قلعہ اس متانت کا اور شہر اس وسعت کا
نہیں دیکھا جمنا چار کوس تلک شہر کے درمیان بہتی ہے دونون طرف عمارتین
عالیشان اور رنگ برنگ کے مکان خدا کی قدرت کا تماشا دکھلاتے ہین
باوجود اسکے اشخاص ہر قوم کے اور باشندے ہر ملک کے کثرت سے
مجتمع علی ہذا القیاس اجناس و اشیا بھی ہفت اقلیم کی جیسی چاہیے ہر وقت
بہتایت کے ساتھہ موجود بھانت بھانت کے میوے ہر شہر و ولایت کے
اور رنگ برنگ کے پھول ہر فصل مین بخوبی بہم پہنچتے ہین پر ہانکے خاص
میودن مین خربوزہ نہایت شیرین و خوش مزہ و خوشبو ہوتا ہے لیکن
کچھہ میٹھا اسی واسطے اکبرآباد کی بہالی مشہور ہے یہان بھی وہاں نکانا زکر ساتھہ

عمارت کے سواے اسکے اشیا بھی انواع و اقسام کی لطیف و اعلی اچھی
بہی کاریگر بھی اپنے اپنے صنعت مین کامل ہوے خصوصاً کارچوب یہان
کا سنہری و روپہلی نہایت چوکھا اور جگمگا ہوتا ہے بنابر اسکے اکثر سوداگر
کارچوبی تھان اور چیزے خرید کر ملک بملک لیجاتے ہین اور انتفاع اکثر
اٹھاتے ہین قصہ مختصر شہر مذکور نہایت آباد و بارونق ہے مزار بھی اسمین
علما و اولیا کے اکثر ہین اور مقبرہ محمد اکبر بادشاہ و شاہجہان کا قریب اسکے
نہایت اسلوب و نمود کے ساتھ ہے بیانا قدیم زمانے مین ایک بڑا
شہر تھا اور قلعہ بھی اسکا نہایت مضبوط و محفوظ اگلے وقت مین گنہگار لوگ
کو وہین رکھتے تھے مہندی وہانکی نہایت رنگین اور آم بھی بہت بڑا اور لذت
مین قریب ایک سیر کے سیکری ایک گاؤن ہے اسی کے علاقے
کا اکبرآباد سے بارہ کوس پر اکبر بادشاہ نے شیخ سلیم چشتی کے زمانے
سے وہان ایک قلعہ سنگین بنایا ساتھ اسکے عمارتین اچھی اچھی خانقاہین
خوب خوب مسجدین پاکیزہ پاکیزہ بنائین بھی فتح پور اسکا نام رکھکر دار السلطنت
مقرر کیا متصل اسکے ایک بڑا تالاب ہے دو کوس کے پھیر مین کنارے
پر اسکے ایک بڑا ایوان و ایک مینار عالیشان علاوہ اسکے ایک مکان
ہاتھی لڑانے کا بہت بڑا اور چوگان گاہ نہایت پر فضا قریب اسکے سنگ
سرخ کی کھان چنانچہ ستون اور چٹانین سواے اسکے عمارات کے لوازم
جسقدر اور جتنے اندازے کے درکار ہون وہان سے نکل سکتے ہین گوالیار
نامی قلعہ ہے آب و ہوا اسکی نہایت خوب استواری و مضبوطی اسکی [illegible]

مشہور تھا اسلوب سلطنت جو زندانی قابل حفظ کے ہوتے تھے انکا ٹھکانا
وہین تھا باشندے وہان کے بمرتبہ زبان آور گو ہے نہایت با اثر اور
محبوب دلربائی مین خوب چالاک اور قیامت بی باک ہوتے ہین مزار
شیخ محمد غوث کا بھی وہین ہے کہتے ہین کہ شیخ مذکور اپنے عہد کے صاحب
کمالون مین ممتاز تھا اور تسخیر مریخ اسکے عمل مین تھی کالپی ایک شہر ہے
جمنا کے کنارے بہت سے صاحب کمال حدودیس اس سرزمین مین تھوڑا
آسودہ ہین ساتھ اسکے مشہور ہے کہ جیم کے تودے کے غار مین وہان
فیروزے اور تانبے کی کھان ہے لیکن داخل و مخارج اسکے برابر ہین گرمی
اپنے موسم مین وہان حد سے زیادہ پڑتی ہے یہان تک کہ اسکے اطراف
مین بیشتر باد سموم چلتی ہے اکثر راہرو اوسکی حدت سے تو نہایت اذیت
پاتے ہین بلکہ بعضے تو مر ہی جاتے ہین اسی ڈر سے وہانکے باشندے اکثر
مین بیشتر گھرون مین بیٹھے رہتے ہین پھرتے چلتے نہین مگر بضرورت گرمی
کا وقت ٹال کر سفر بھی وہانکی بلاد ہند مین مشہور ہے متھرا قدیم بستی
ہے اسی دریا کے کنارے پر کنہیا کی پیدائش وہین ہوئی ہے اور
ہندوی کتابون مین بزرگی و برتری اوس ملبے کی بہت لکھی ہے فی الواقع
مندر وہانکا بڑا تیرتھ ہے آثار آفرینش سے اوسکو پرستگاہ جانتے ہین ٹھاکر
وہانکا عالمگیر کے وقت مین کیشو راے تھا چنانچہ بادشاہ نے اسکے مندر کو
توڑ کر وہین ایک مسجد بنائی ہے اور عبد النبی خان فوجدار نے وسط شہر مین ایک
مسجد عالی بنا کر دنیا مین نام کیا اور عاقبت مین ثواب لیا سوا اسکے اسکے

بسمرانت مین دریا کے کنارے سے اندر تلک کئی سو سیڑھیان سنگین
و پختہ بنا مین چنانچہ جنیچہ ملیسا کھہ مین بھی کچھہ اوپر سو پانی مین ڈوبی رہتی ہین
بسبب اسکے زینت گھاٹ کی بڑھہ گئی اور نہانے والونکو راحت حد سے
زیادہ ہوئی حاصل یہہ ہے کہ ہندؤنکو بھی راضی کیا اور شہر مذکور مین نیکنام
ہوا **قنوج** قدیم شہر ہے گنگا کے کنارے نپٹ خوش آب و ہوا میوہ بھی
وہانکا اکثر خوب و با مزہ ہوتا ہے مشہور کہ ایک پرگنہ سرکار مذکور کا ہے اسکے
تعلقے کا ایک قصبہ مکن پور درگاہ سید بدیع الدین عرف شاہ مدار کی وہین ہے
اکثر لوگ اسکو مانتے ہین خصوصاً عوام بیشتر ارزال اور فقیر بھی اس گھرانے
کے ایسے ہی کچھہ اکثر جاہل ہین سلسلہ انکا آزاد دلن کے نزدیک درست نہین
اور بانا اس بزرگ کا انھین سفیہون نے سیاہ مقرر کیا چنانچہ ستہرے علمون
مین سیاہ پٹکے باندہ کر دم دم دم کرتے ہوئے گلی گلی لیے پھرتے ہین خصوصاً
جمادی الاول مین تو نہایت شورش مچاتے ہین سوا اسکے ہر سال دور
دور کے لوگ زن و مرد کثرت سے لیکن بیشتر پاجی رجالے مذاہب فقیر
سمیت ہاتھون مین انکے وہی علم رایات بجاتے ہوئے بڑی دھوم سے قصبہ
مذکور کو چلتے ہین اسی مجمع کا نام چھڑی ہے اور سیدنی بھی اسی کو کہتے ہین
دھمّ جاسیہ یا نجابیہ قصبہ کو تاہ ماہ مسطور مین اوس بزرگ کے مزار پاس کئی
دن جمع رہتے ہین قسم قسم کی نذرین نیازین چڑھاتے ہین جب سترہوین
تاریخ قل ہو چکتا ہے تب اپنے اپنے وطن کو روانہ ہوتے ہین اور اس
امر کو حج و عمرے سے بہتر سمجھتے ہین ہر چند کہ یہہ چلین ایک مدت سے

چلا آتا ہے یہ پانی اسکا سواے بکثرت پیئے اور بہلانے کے کوئی نہین ٹھہرتا ساتھ
اسکے جاہل و پاجی بھی دستر پر ہوگا اثنا اس ملک کے اسیر ذال ہین اگرچہ شیخ
مذکور کی نیکی بھی ان امور سے ثابت نہین ہوتی لیکن قاضی نور اللہ شوستری
رحمت اللہ علیہ نے مجالس المومنین مین امامیہ نسب اوسکو لکھا ہے العلم
عند اللہ قصہ مختصر اس صوبے مین بھی دریا دو ہی مشہور ہین ایک تو
جمنا جسکا احوال سابق لکھنے مین آیا دوسرا چنبل کہ اکبر آباد سے آٹھ کوس
کے فرق سے ہوتا ہوا جدا اور سرکار ایرچ کے محال سے گذرتا ہوا اکبر پور کہ
متعلق کالپی کا ہے وہان پہنچ کر جمنا سے جا ملا لیکن دریاے مذکور کی برآمد
کا مقام مالوے کے متعلقات سے ہے یعنے خاص پور غرض گھاٹم پور
اس صوبے کے پورب طرف گنگا اتر رخ چندیری دکھن طرف بیلول جو
رخ طول صوبہ مذکور کا گھاٹم پور الہ آباد کے متعلق سے لیکر تا بیلول کہ شاہجہان
آباد کے عملے سے ہے ایک سو ستر کوس اور عرض قنوج سے تا بہ چندیری
کہ مالوے کے مضافات سے ہے سو کوس القصہ سرکار اکبر آباد و باری
والور و تجارہ و ایرچ و کالپی و سالوان و قنوج و کول و برودھ و منڈلا و گوالیار
وغیرہ جو دو سرکارین متعلق ان سے دو سو اڑسٹھ محال آمدنی آٹھ کروڑ
اٹھارہ لاکھ چونسٹھ ہزار آٹھ سو دام لیکن بعضون نے سرکار قنوج صوبہ اودھ
مین داخل ہے دیگر ٹھٹہ چھتر بھرت پور بھی گویا صوبہ اکبر آباد کے متعلقات
سے ہین اٹھارہ اٹھارہ یا انیس انیس کوس کا فاصلہ لیے اور شہر مذکور
ہے قلعہ اسکے نہایت مستحکم و محفوظ و گمان ساتھ اسکے اسباب جنگی و

ذخیرے ہر ایک مین اس بہتایت کے ساتھہ کہ سالہا سال کو قلعے
والے محتاج ان امور کے نہون خصوصاً بھرت پور مین بالفعل وہی ریاست
کا مسکن ہے قلعہ مذکور سب سے زیادہ مضبوط و محکم چنانچہ اوسکے گرد کی کھائی مین
ایک چھوٹی سی ندی ہے کہ نالہ اوسمین سے چلے سوا اسکے اور اسباب اور
آثار حفاظت کے بہت سے ہین پر وسعت مین ڈیک کا قلعہ اس سے زیادہ
ہے لیکن مستحکم و محافظ ایسا نہین چنانچہ ذو الفقار الدولہ نجف خان میر بخشی
نے بھی نول سنگھ کی لڑائی مار کر اسکو چھین لیا تھا لیکن بھرت پور کا ارادہ
کنیا بلکہ ٹال دیا بنا اونکی راجا بدن سنگھ سورج مل جاٹ کے باپ سے شروع
ہوئی اور اس امر کی ترغیب راجا جی سنگھ جی پور والے نے اوسکو دی بلکہ
سو جب اوسکی ترقی کا بھی کچھ اوہون مین کا خاندان بڑا چنانچہ ایسری سنگھ
نے محمد شاہ فردوس آرامگاہ سے ایک لاکھہ چالیس ہزار روپے پر سوات
کا بھی اسکو اجارہ کرا دیا سوا اسکے ملکی مالی ہر امر مین اسکا مددگار تھا وجہہ اسکی
یہہ ہے کہ جی نگر کے راجاؤن نے جاٹون کو اپنا سد راہ ٹھہرایا تھا تالیف قلوب
کے لئے آپ بھی انسے سلوک پیش آتے تھے اور حضور اعلی سے بھی رعایتین
کرواتے تھے پھر تو دولت اونکی دن بدن بڑھنے لگی اور ریاست رونق پکڑنے
بدن سنگھ نے اپنے جیتے جی سورج مل کو مختار کیا اور آپ الگ ہو بیٹھا
اسنے اوسمین زیادہ گڑھیون کی تیاری کی اور شہرون کی آبادی کو ترقی بخشی
سپاہ کے احوال پر بہت متوجہ ہوا ہر ایک رسالہ دار سردار سے بیشتر
سلوک کیا بنا بر اسکے اکثر کارہائے عمدہ اوسکے ہاتھہ سے نکلے بلکہ بعضے بہت

باہری کام آسنے کے چنانچہ نواب ذوالفقار جنگ سید صلابت خان بخشی
پیر غالب ہوا اور نواب حکیم خان ساہباد اوس معرکے میں مارا گیا غرض انکی
ریاست کو جو ایک مدت رہنا ہے لبب اسکے سوائے راجا رتن سنگہ سے
جو ہوا سو دبر اور شجاع پر راجا بدکور کچھ بود انتھا مگر عیاش و غافل اسی سبب سے بہ زور بانہ
کیمیاگر کے ہاتھ سے کشتہ ہوا قصہ مختصر شورشین اور شرارتین تو یہ اورنگ زیب
کے وقت سے کرتے تھے چنانچہ زور آور سنگہ اکبرآباد و شاہجہان آباد سکے قافلے
اکثر لوٹ لیجاتا تھا اور مسافرون بیچارون کو اقسام کی ایذائین پہونچاتا تھا سینسنی
نواح میں ایک گڈھی بھی اوسنے اپنے حفظ کے لیے نہایت مستحکم بنائی تھی
اسکے اوٹھنے سے فوج بادشاہی سے بھی کتنے دنون لڑا چنانچہ اکبرآباد کے ناظم
نے ہر چند اسکے لینے کا قصد کیا پر کچھ نہو سکا لاچار دست بردار ہوا آخر شاہزادہ
بیدار بخت نے اگر تین مہینے تک اوسکا محاصرہ کیا جب ذخیرہ نبڑ چکا تب زور آور
شہزادے کی خدمت میں دست بستہ حاضر ہوا لشکر ہمراہ اسکے وکھن گیا اور نگ زیب
لشکر اوسکے ہاتھ سے تنگ تھا توپ کے منہ دھر کے اڑا دیا پھر جاٹون نے
اپنا رئیس راجا رام کو مقرر کیا قصہ کوتاہ بنیاد انکی عالمگیر کے وقت سے بندھی
پھر جون جون سلطنت ضعیف ہوتی گئی یہ قوت پکڑتے گئے چنانچہ اب تک کہ
شاہ عالم کا ارتالیسواں سن جلوس ہے راجا رنجیت سنگہ سورج مل کا بیٹا
اسی قوت و تسلط کے ساتھ اپنے ملکون پر محیط ہے *

صوبہ خوش سواد الہ آباد

پہلا ندی نام اوسکا پراگ ہے اکثر ہندو تربینی بھی کہتے ہیں جلال الدین محمد اکبر

گنگا جمنا کے بیچ ایک قلعہ سنگین و محکم مکانات بھی اسمین متعدد و دلچسپ مستحکم
بناکر ایک شہر بھی خوش سواد وہان بسایا نام اسکا الہ باس رکھا پھر شاہجہان نے
مسمی بہ الہ آباد کیا ان دونون دریاؤن نے قلعے کی جانب شرقی سے متصل اتصال
پایا ہے اور ایک سوتا بھی قلعے سے نکلکر اسمین آملا ہے بنابر اسکے نام اسکا
ترکلان کا تربینی ٹھہرا اور اس سوتے کو ہندو سرستی کہتے ہین لیکن کتب ہندی
مین یہ نہین لکھا کہ سرستی یہان سے نکلی ہے سوا اسکے قلعے مین ایک
درخت ہے اسکو اکھے بر کہتے ہین یعنے اسکے پایدار اور ہندی کتابون سے یہہ
بھی دریافت ہوتا ہے کہ قیام درخت مذکور کا قیامت تلک ہے چنانچہ
نورالدین محمد جہانگیر نے اسکو کٹوا کر ایک توا لوہے کا بہت بھاری اسی مقام
پر رکھوا دیا تھا چند روز کے بعد وہ درخت پھر پھیکا اور اس توے کو توڑ کر
باہر نکلا حاصل یہہ ہے کہ ہندو اوسکو بڑا تیرتھ بلکہ تیرتھون کا پادشاہ
جانتے ہین جب کہ سورج مکر کا ہوتا ہے یعنے جدی مین آتا ہے گروہ گروہ زنان
و مرد نزدیک و دور سے آکر وہان جمع ہوتے ہین ایک مہینے تلک روز نہاتے
ہین اور اپنی ہوس کے موافق دان پن کرتے ہین سوا اسکے اسکے سرکار والا
مین بھی ہر شخص کچھہ روپے داخل کرتا ہے علاوہ اسکے ہنود ازبسکہ وہان کے مرنے کو
بہتر سمجھتے ہین اسی سبب زمانہ سابق مین بعضے تو نجات آخرت کے لیے
کتنے اس امید پر کہ کسی راجا راؤ کے یہان جنم لیوین جیتے جی اپنے تئین آرے
سے چرواتے تھے شاہجہان صاحبقران ثانی کے وقت سے یہہ عمل موقوف ہوا
لیکن قلعہ شاہ عالم بادشاہ کے چوالیس سن جلوسی مین صاحبان انگریز نے توڑکر

اس اسلوب کے ساتھ بنایا کہ اوسکا نقشہ ہی اور ہوگیا سچ تو یہ ہے کہ آگے
قابل بزم تھا اب لایق رزم ہوا لیکن یہ معمورہ آگے نہایت آباد تھا چنانچہ اسمین
بارہ سرائین اور بارہ دائرے تھے اب تلک بھی کئی موجود ہین لاکن وہ عالم
کہان وسعت المکان بالکل اور دائرہ وہانکے باشندے خانۂ فقرا کو کہتے ہین ہر ایک
محلے مین مکانات متعدد ہوتے ہین بلکہ بیشتر مسجد و خانقاہ بھی اوسمین دیکھی ہے
چنانچہ شاہ خوب اللہ کا دایرہ نہایت وسیع دکلان اور مشہور جہان تہان ہے
پس معلوم ہوا کہ علما و مشایخ بھی یہان مدت سے رہتے ہین لیکن خلاصۃ الہند کے
مولف نے جو احوال اونکا قلم انداز کیا اور مطلق نہ لکھا اغلب کہ اوسکو خبر نہوئی
کہ یہان بھی اہل اللہ موجود ہین کیونکہ اکثر صوبون کے فقرا و مشایخ کا احوال درست
ثبت کیا ہے پھر صوبۂ مذکور کے فقراے مشاہیر کے حالات کی تحریر سے کیونکر
ہاتھ اوٹھاتا چنانچہ حاوی فضائل صوری و معنوی شیخ محمد افضل الہ آبادی عباسی
نقشبندی کی وفات گیارہ سے چوبیس ہجری مین ہوئی اور تالیف اس کتاب
کی سن گیارہ سے سات مین قصہ مختصر شاہ صاحب مرحوم شیخ مغفور کا حقیقی
بھتیجا اور داماد تھا بعد آپکے سجادہ نشین بھی ہوا نہال استعداد تو اوسکا بارہ
برس کی عمر مین عم بزرگوار کے آب تربیت سے سرسبز ہوچکا تھا اور بحبت حال
کافیہ سے اوس صاحب حال نے رنگ کچھ اور پکڑا تھا غرض انتہاے تحصیل تلک
شیخ کی خدمت مین رہا اور اوسکی صحبت سے فایدہ اوٹھایا آخر نعمت کثیر اوسکے
ہاتھ آئی اور شان عظیم بہم پہنچائی یہانتک کہ آلی پند و نصایح طالبون
کو ہمیشہ عنایت کرنے لگا اور جواہر کلام سے دامن خواہشمندون کے مالامال

انکا اکثر علوم مین کتابین آپنے تصنیف کین اور بہت سے رسالے لکھے طلبہ بھی آپکے فیض سے
بہرہ مند ہوئے آخر سن گیارہ سے چوالیس ہجری مین اس سرای فانی کو
تجا اور رستا دار البقا کا لیا مدفون بھی شہر مذکور کے بیچ چھاپے کے پہلو مین ہوا بعد اسکے
اور بھی اشخاص اس بزرگ کے اقربا اور فرزندون مین صاحب کمال و علم ظاہری و
باطنی سے مالا مال ہوئے چنانچہ خلاصۂ محققین شاہ غلام قطب الدین جامع معقولات
و منقولات تھا بلکہ شاعر غرا و سخن دان بے ہمتا دیوان فارسی اوسکا نہایت مربوط
و مضبوط ہے ساتھ اسکے کتنی مثنویان بھی علی ہذا القیاس خصوصاً نان حلوے
کے جواب مین وہ مثنوی کہ مسمی بنبات و قلیہ ہے مزا اوسکا ذایقہ فہمید جسکا در بست
ہے وے جانتے ہین اور تتمہ بھی اوس کا وہی پہچانتے ہین فی الواقع جیسے نان
و حلوے کے اشعار سراسر شیرین ہین ویسی ہی اسکی ابیات سرتاپا بامزہ و نمکین
القصہ مختصر یہ بزرگ جن دنون شاہ عالم بادشاہ شہر مذکور مین رونق افزا تھا او
دنون حج کو گیا آخر اماکن مشرفہ کے اہل قبور سے سن گیارہ سے ستاسی ہجری
مین واصل ہوا فقیر نے بھی صغر سن مین اوس بزرگ کو دیکھا ہے فی الواقع کہ جمیع
صفات سے موصوف تھا بلکہ اس خاندان مین اکثر اشخاص صاحب اخلاق و فضل و علم
مین برگزیدہ آفاق ہوئے لیکن تعصب جناب ائمۂ اطہار علیہم السلام سے ہر ایک کے
بدرجۂ اتم تھا الآن بقیۃ اہل اللہ کلہم شاہ محمد اجمل کہ بالفعل سجادہ نشین ہے اسکو مطلق
نہین بلکہ محبت حضرات کی اسکے اطوار سے ہویدا ہے اور اشعار سے پیدا حق تعالے
اوسکو سلامت رکھے کہ اہل کمال کا ہونا اس عصر مین نہایت غنیمت ہے اور طالبون
کے لیے ایک نعمت غرض یہہ ممدوح صاحب دیوان فارسی و ہندی ہے اور

وہ دونون فصاحت کے مخزن اور بلاغت کے معدن مین ہر چند کہ دیوان ریختہ
چھوٹا ہے پر رتبے مین کہین بڑا ہے مولف کو اُس سراپا امتیاز کی خدمت مین ایام
طفلی سے نیاز دلی و رسوخ قلبی ہے اور وجہ معاش اُسکی وہی ہے جو اُسکے بزرگون
کی گذران کے واسطے سلاطین و حکام سے معین کی تھی بلکہ بہت دنون سے کچھ
کم ہو گئی مگر صاحبان عالیشان نے جتنی تھی اُسکو جاری رکھا بیت غنیمت ہے جو
کچھ اب بھی ہے دن گذرے فراغت سے پہ کر دوگے یاد ایکدن تم یہی ایام
عشرت کے پہ اور انھین مین سے ایک دائرہ سید شاہ ظہور محمد کا ہے ہر چند کہ
محولہ اور مکانات اسکے کچے ہین ساتھہ اسکے چھوٹا بھی ہے لیکن وہ مرحوم اپنے
کام کا پکا اور درویشی کے چلن مین بہت بڑا بلکہ یکتا تھا ریاضت مین کامل
شاغل نماز معکوس بھی اکثر پڑھا کرتا سوا اسکے اور بھی کڑی کڑی مجاہدے
کیا کرتا تھا کہ اپنے معاصرین مین بے نظیر وہ صاحب تاثیر تھا چنانچہ فقیر نے بھی
ایک نقل اُسکی کرامت کی اپنے والد سے سنی اور وہ یہہ ہے کہ جب نواب
عمدۃ الملک امیر خان بہادر مرحوم کو محمد شاہ فردوس آرامگاہ نے صوبہ بندکو
عنایت کیا اور وہ عالی نشین بندہ شاہی سے وہان رونق افزا ہوا تھوڑے
دن گذرے تھی کہ نواب مغفور کو مرض خناق کا عارض ہوا اور بسا فی گلول کھینچا
ساتھہ اسکے بلغم اسقدر متعفن دہن سے نکلنے لگا کہ دماغ ہمنشینون کا اُسکی بو سے
سڑنے اور جلنے لگا بلکہ جس کپڑے یا رومال کو وہ لگ جاتا تھا بعد دھونے
کے بھی تعفن اوسے آتا تھا حکماے حاذق معالج شام و سحر تھے پر کوشش سے اُنکی
سنے کہ شاہ صاحب مرحوم کی کسی مرید صاحب نے حضور مین بہت تعریف و توصیف

کی بلکہ ملاقات کی بھی تقریب نواب صاحب کو نہایت اشتیاق ہوا یہانتک
کہ بصد منت و آرزو اُس بزرگ کو طلب کیا آتے ہی اُس عارف باللہ نے زبان
مبارک سے فرمایا دعاے فقیران رحمہ اللہ قادم و درویشان رد بلا وہ نہین بیماری
ضعیف ہوئی اور نواب کو اُسیوقت سے تخفیف ہوئی آخر چیند روز مین اُس
بزرگ کی دعا سے شافی مطلق نے شفاے کلی بخشی اور طبیعت حالت اصلی پہ
آگئی بیت یہہ غلط ہے کہ فقط بیگی دوا مین تاثیر ہؤ اُسے بہتر ہے دعاے
فقرا مین تاثیر ہؤ پھر تو عمدۃ الملک کو شاہ صاحب کی خدمتمین اعتقاد زیادہ ہوا
اور اُنکی وجہ معیشت پر کچھہ اپنی طرف سے بھی بڑھا دیا چنانچہ آج تلک بھی اُنکی
آل و اولاد کو قدرے قلیل ملتا ہے اور اُنکا خرچ روزمرہ اُسیکے باعث چلتا ہے
مذہب اُس بزرگ کا امامیہ تھا اور سلسلہ چشتیہ آباے کرام بھی اُسکے اہل کمال
تھے اور صاحب حال و قال خصوصاً سید شاہ فتح محمد علوم ظاہری و باطنی مین فی الواقع
یگانہ تھا اور منجملہ مشاہیر زمانہ اکثر اشخاص اُسکی کرامت کے قائل اور خرق عادت
کے ناقل ہین چنانچہ راقم نے بھی ایک آدہ نقل ایسی ہی اُس بزرگ کی شاہ ظہور محمد
کے خلف الرشید میان شاہ غلام رسول کی زبانی سنی ہے اغلب ہے کہ وہ
صحیح ہو کیونکہ وہ بزرگ بھی باخدا و صاحب صدق و صفا تھا اندنون معلوم نہین
کہ قید حیات مین ہے یا اُس سے آزاد اِسواسطے کہ برسون سے اُسکے احوال
سے اطلاع نہین بلکہ یہہ بھی دریافت نہین کہ اِس خاندان مین سجادہ نشین اب کون
ہے کیونکہ ایک شخص کا وجود و قیام و دوام نہین ہمیشہ سے تبدل اشخاص کا
چلا آتا ہے اور ایک کے بعد جاگیہ اُسکی دوسرا پاتا ہے بیت جز اُسکی ذات کے ثبات

اور کسیکو نہین ثبات ؎ سب ہے قابل ثبات یہہ جتنی ہے کائنات ؎ لیکن ان
دونو خاندان سے بلکہ اکثر مشایخ سے قدامت بود و باش کی شہر مذکور مین شاہ جنو جیسا
کی ثابت ہے کیونکہ بعضے ثقات سے سنا ہے کہ وہ برگزیدہ حق نہایت معمر تھا چنانچہ
اسوقت کے بڈھے کہتے تھے کہ ہمارا تولد اس بزرگ کے روبرو ہوا ہے اور جبسے ہوش سنبھالا
ہی اسکو دیکھا ہے وہ بھی اپنی زبان سے فرماتا تھا کہ اکثر پیران کہنہ سال میرے
سامنے کے لڑکے ہین میری تین سے برس کی عمر ہوئی ہے اور میرا سن تمیز تھا کہ
اس قلعے کی نیو پڑی اکثر اشخاص اُسکو صادق جانتے تھے اور اس بات کو دل سے
مانتے تھے ہرچند کہ عقل سے باہر ہے لیکن خدا قادر ہے شاید ایسا ایک شخص نادر
الوجود امت پیغمبر آخر الزمان مین بھی موجود اُسنے کیا ہو اور یہہ سن و سال اُسکو دیا گیا
غرض عمدۃ الملک مین دونون صوبہ مذکور مین سے اُن دنون تلک وہ نیک ذات آ
خرقہ حیات پہنے تھا چنانچہ راقم کے والد نے بھی اُسے دیکھا ہے بلکہ بار ہا اُسکی صحبت
مین مشرف ہوا سوا اسکے اُس حق پرست کی کرامت کا قائل اور اُسکے حرف و سخن
کی تاثیر کا اکثر ناقل تھا حاصل یہہ ہے کہ وہ طالب مولا کیفیت سے خالی نہ تھا اور اُسکا
خرقۂ فقر ہرگز جعلی نہ تھا آخر شہر مذکور ہی مین اُسنے رحلت کی اور اُسکی قبر مین بھی
بیت نت جگ مین کوئی کب با آخر فنا آخر فنا ؎ اس زندگی سے فائدہ
آخر فنا آخر فنا ؎ لیکن اُس جیدک کا مذہب و نسب و سلسلہ بیعت نہ کسی سے سُنا
اور نہ پوچھا دالا لکھنے مین آتا او تیس کوس صوبہ مذکور سے پرے بنارس سے
ہندی کتابون مین نام اُسکا بارانسے بھی لکھا ہے اس لیے کہ یہہ بستی دریا کے درمیان
برنا اور آلسی کے واقع ہے کاشی بھی اسکو کہتے ہین اور مہادیو سے منسوب کرتے

ہین غرض شہر ندکور نہایت قدیم ہے عمارات اُسکی سنگین و پختہ و بلند اکثر لب دریا
لیکن جو بلیث مین اُلنسانی غارد سواے اِسکے اندر یا ہر بستی کے ہزارون متجاسنے
انگشت شواے سیکڑون کنڈھا درتھا کہ بہیان کا لیسنزا تحتہ چنانچہ اُسکا بڑا
سند تھا عالمگیر نے تڑواکر وہان ایک مسجد بڑی عالیشان بنائی شہر کے لوگ
اُسکو بسیسرکی مسجد کہتے ہین سواے اِسکے اور بھی کئی نامی متجانے توڑ کے اور
مسجد بین اُنکی جاگہہ بنائین قصہ کوتاہ شہر ندکور اب بھی آباد ہے لیکن کوچے اُسکے
نہایت تنگ و تاریک و بدبو بلکہ بعضی گلیون مین تو دھوپ کا بھی گذر نہین
ہوتا اِسی باعث زمین وہا کی ہمیشہ سیلی رہتی ہے پر دریا کنارے کی عمارتین سب
کی سب دلچسپ قابل سیر اور باغات بھی شہر کے پچھم طرف نپٹ سہاونے
لگو نہین کہ انسان کا وہان جی کیھو اُداس ہو ہر چند اُسکے کوئی پاس ہو حسن بھی
وہانکا نہایت چاندنی نمک کے ساتھہ اگر فرشتہ بھی دیکھے تو دیوانہ ہو جاے پری زاد
تو کس شمار و قطار مین چنانچہ ایکدن کا ذکر ہے کہ راقم ساون مین ایک باغ کے
در و دیوار کے بیچ سر راہ ایک بلندی پر بیٹھا تھا اور میر چراغ علی مرحوم حیف
تخلص بھی میرے ساتھہ تھے دن اُسوقت دوپہر سے کچھہ کم ہو گا کہ ایک جھنڈ
کا جھنڈ پریون کا اُس باغ کے دہرے مین پرستش کر قضا را اُدھر آنکلا اُنمین
ایک کھترانی چنچل رنگ نہایت چالاکی و بیباکی سے پیش قدمی کرتی تھی اور
ایک انداز و ناز سے پانون دھرتی تھی سراپا اُسکا گویا سانچے مین ڈھلا تھا
ہر ایک عضو حسن داد اسے بھرا تھا بہت ہلال ابرو منہ چاند جبہہ نور ڈل
خوش اسلوب چھپنی نلیان گول گول وہ مکھڑے کی رنگت سے آگے کندن کو

بلکہ پکھراج بھی گرد سونا تو کیا مال ہے جو اسکے روپ سکا تماشا ۔ لیکن ان
تماشائیوں کا دیکھتے ہی جی سنسنا گیا اور آنکھوں تلے اندھیرا آگیا بہتیرا منہ چھپا
دلپر دیر تلک اسکا صدمہ رہا لیکن وہ چکاچوند ظلم دکھاتی ہوئی بجلی نہیں کہ ڈھلگئی
پھری تا شام رہا وہ کبھی نادان سمجھے کہ تجلی کو تکرار نہیں اب بیٹھنا بیفایدہ ہے
ہر ایک نے گھر کی راہ لی غرض معمورۂ مذکور کیفیت سے خالی نہیں دیدکے قابل ہے
ساتھہ اسکے علم ہندی کا بھی گھر ہے کیونکہ بڑے بڑے پنڈت اچھے اچھے برہمن
بید کے پڑھانے والے شاستر کے بھید کے جاننے والے اور جوتک کے نجومی گنتی میں
سے بکثرت اس شہر میں رہتے ہیں اسیواسطے برہمن برہمن زادے دور دور سے
تحصیل کو آتے ہیں اور مدتوں پڑھتے پڑھاتے ہیں چنانچہ اب تک بھی مدرسہ ہندی
کا موجود ہے صاحبان عالیشان نے بھی اخراجات اسکے بدستور جاری رکھے ہیں اور
اکثر آزاد منش عبادت پیشہ اس لحاظ پر کہ مرنا یہاں کا باعث نجات کا ہے
ہر اپنے وطن چھوڑ دنیا سے ہاتھہ اٹھا رام سے لو لگا یہیں رہنا اختیار کرتے
ہیں بہتیرے بوڑھے کہنہ سال کتنے آزاری جینے سے مایوس ہو کر یہاں آتے
ہیں اور دنیا سے اٹھہ جاتے ہیں اور لیکہ لوگوں کی آمد جا ہر ایک سمت سے
رہتی ہے اسی سبب اسکی آبادی کم نہیں ہوتی کپڑا بھی یہاں ریشمی و زری کا
خوب بنا جاتا ہے خصوصاً تاش بادلہ نہایت جگمگا اور مشروع و کمخواب تو
واقعی بعد گجرات کے بنارس کے برابر ہند میں کہیں نہیں بنتا اگرچہ مشروع سو
میں اب تیار ہونے لگے ہیں لیکن یہہ قماش ولایت کہاں پاسکے اور تحفہ کا
سا فرق ہے پچھم طرف شہر کے اورنگ آباد کی سرا ہے پختہ اور نہایت کشادہ

ہین غرض شہر مذکور نہایت
لئے پچاس مد چین کا تالاب اس سے کچھ آگے بڑھ کر بستی سے باہر قدم
شریف اکثر وضیع وشریف پنجشنبہ کے دن وہان جاتے ہین شام تلک صحبت
اور لوگون کی کثرت رہتی ہے ہرچند کہ نشست گاہین اور خانقاہین کم ہین لیکن
سلطنت سے خالی نہین علاوہ اسکے اُس قطعے مین اکثر مسلمانون کی قبرین بھی ہین
چنانچہ مزار شیخ محمد علی حزین گیلانی کا بھی وہین ہے اُس مرحوم نے اپنے عین حیات
مین اُسے بنوایا تھا بلکہ کبھو کبھو پنجشنبہ کو وہان جاکر بیٹھتا اور کچھ خیرات بھی کرتا
بیت جو لقا اپنی فنا سمجھے وہ دکھ بھرتے نہین ؏ مرتے جو زندگی مین وہ
پھر مرتے نہین ؏ فی الواقع شیخ ممدوح علوم ظاہری و باطنی سے مالا مال تھا شعر
وسخن تو اسکا ایک ادنی کمال تھا اُستاد متاخرین وافتخار متقدمین اُسے کہو تو بجا ہے
نظم و نثر اُسکی ظہوری و نظیری کے برابر اور قصیدے قصائد عرفی سے بالاتر سنہ
کے بیچ محمد شاہ کے وقت مین آیا کئی برس دلی مین رہا پھر بنارس مین آکر گوشہ
نشین ہوا کسی امیر فقیر کے گھر نگیا اور کسی سے کچھ نلیا بلکہ محتاجون کو موافق مقدور
کے بھی دیا کیا گذران اُسکی ہمیشہ اچھی رہی بے احتیاج کسیکی بجز خالق کے
کہتے ہین کہ تسخیر آفتاب اُسکے عمل مین تھی یا کوئی اور دعوت غرض کشف وکرامات
سے وہ روشن ضمیر خالی نہ تھا مشہور ہے کہ نواب شجاع الدولہ بہادر کو لڑائی کا
نوروز متعلق ندیا بلکہ منع کیا کہ بکار صاحبان انگریز سے جدا ہے اور صلح
سے نہ اپنا بھلا نہ ہمارا ای فرزند سواے صلح کے کچھ نکرنا اور لڑائی پر دھیان ہرگز
نہ دھرنا کیونکہ صلح مین حصول مراد ہے اور جنگ مین فساد غرض بعد ہنگامہ بکسر
وہ عارف سالے ریاست گیارہ سے اسی ہجری مین بہشت نصیب ہوا بنارہ گردہ

ایک قلعہ ہے پہاڑ پر سنگین و بلند و محفوظ لیکن نشیب و فراز اسمین بہت ہے
گھٹی اور اسکے نیچے بستی ہے قریب اسکے ایک قوم عالمگیر کے وقت تک سر و پا برہنہ
جنگل میں رہتی تھی اور تیراندازی و شمشیرزنی میں اپنی اوقات بسر کرتی تھی
یعنے کتنے صحرا نشین یا پہاڑ جیسے اسوقت میں ہنر کرتے تھے لیکن بالفعل بلکہ
سالہا سال آنکے بعد ایک معمورہ ہے کہ اکثر ہندو مسلمان اسمین بستے ہیں
اشیا و اسباب بھی ضروری موافق انکے بہم پہنچتے ہیں اور قلعہ مذکور ہر چند آگے بھی
بارونق تھا پر جب سے صاحبان عالیشان کے قبضہ میں آیا ہے خوب تیار سجا
رہتا ہے قریب اسکے قاسم سلیمانی کی درگاہ ہے نہایت خوش عمارت کیفیت
مکانات اسمین سنگین و پختہ و متعدد اپنی وضع کے اسلوب وار و باقرینہ خصوصا
وسط میں ایک مسجد بہت بڑی پاکیزہ و استوار جیسے انگوٹھی میں نگینہ جڑا ہوا
الکاف کا نہایت سہاونا ہر امراض خفقان کی دوا ہے سیب شاداب
وہاں کی زمین ہے وہ جنگل ہے گلشن سے بہتر کہیں ہے اور چنار سے دکھن طرف آدھ
کوس کے فاصلہ سے گنگ کے کنارے پر مرزاپور سے پرے جبکہ بستی اسکی چھوٹی ہے
لیکن خوب آباد و خوش سواد و عمارتیں کئی بیشتر لیکن اکثر بیوپاریوں کے گھر ہیں
پتھر وہاں کا مشہور ہے اگرچہ جنگلی کا بھی گنا بہت نرم اور میٹھا ہوتا ہے لیکن وہ
اپنی خوبیوں کے علاوہ گندگی بھی رکھتا ہے کہ جسکا نتیجہ سنگین بلند ہے
نسبت سے لگاؤ ایک بڑے اونچے پہاڑ پر اسکی ابتدا سے کوئی واقف نہیں
اکثر اسمین جوش کہاتے ہیں اور تالاب بڑے بڑے آب زلال سے بھرے
ہوئے ایک لطف دکھاتے ہیں تحیر دن کا نشانہ دیتے ہیں اور قریب اسکے

گھنے درختون کا ایک جنگل ہے بیشتر اُنمین آبنوس کے پیڑ لوگ وہان سے ہاتھی
کبھی پکڑ لاتے ہین اور پاس اُسکے لوہے کی کھان بلکہ بعضے بعضے جاگہہ سے الماس
کی چھلین بھی ہاتھ لگتی ہین اور باشندے وہانکے سود و مند ہوتے ہین چچن ایک
بڑا شہر ہے گومتی اُسکے اندر ہوکر نکلی ہے فیروز شاہ نے اُسکو اپنے عہد سلطنت
مین فخرالدین محمد جونا خان کہ اُسکا چچا تھا اُسکے نام پر آباد کیا اُس سبب شہر مذکور مشہور
پلٹنون اور رستے مردون مین واقع ہوا تھا تو جبدار اُسکے بیشتر خونریزی سپاہگری
مین مشغول رہتے تھے لیکن اب یہ ہوا اُسکی باشندہ و ان مسافرون کے خراج سے سوا
فضا اُسکی فضائے گلزار سے فائق حویلیان اُسمین اکثر پختہ و سنگین چھپر کے مکان کہین
کہین اگرچہ آبادی اُسکی اب ویسی نہین لیکن غنیمت ہے کیونکہ باغ خزان رسیدہ کا
ایک آدھ چمن دید کے قابل ہوتا ہے اور اہل نظر کو ایک لطف دکھاتا ہے خصوصاً
جامع مسجد وہان کی اپنی ساخت مین لاثانی ہے فی الواقع پختہ کارون کی ایک نشانی
ہے عمارت اُسکی تمام و کمال سنگین اینٹ گارے کا اُسمین نام بھی نہین سمیت
بنا دیسے کوئی ایسی اب کیا مجال وہ مرمت بھی ہو اُسکی امر محال وہ تعمیر اُسکی سلطان
شرق ابراہیم شرقی نے آٹھ سو پانچ ہجری مین کی اور دار مین نیک نامی کی
تاریخ اُسکی بنا کی مسجد جامع الشرق ہے پل بھی وہان کا اقلیم ہند مین سے مانند ہے
وہ باقی اور پختگی اُسکی اظہر من الشمس سیکڑون برس گذرے ہین لیکن معلوم نہین ہوتا ہے
کہ آج بنا اور ابھی تیار ہو چکا ہے بنا اُسکی منعم خان خانخانان نے اکبر بادشاہ کی سلطنت
مین کی اور مہتمم اُسکا نواب مرحوم کا فہیم غلام تھا قطعہ اُسکی تاریخ کا یہہ ہے قطعہ
خانخانان خان منعم اقتدارش بستہ این پل را بتوفیق کریم نام او منعم ازان آمد

کہ بہشت ٭ بر خلایق ہم رحیم و ہم کریم ٭ رہ بتار بخشش بری گر افگنی ٭ لفظ بد را از
صراط المستقیم ٭ حق تو یہہ ہے کہ یہہ تاریخ اسکی بجا ہوئی کہنے والے کی طبیعت خوب
لگی خدا اسکی تعمیر کنندے کو مستغرق دریاے مغفرت کرے اور پل صراط پر اسکی
دستگیری و سعادت بہت ہے دریاولی کا یہہ اسکی نشان ٭ خدا اسکو قائم
رکھے جاودان ٭ سرائین بھی کئی تھین لیکن بالفعل ایک پختہ پل کے جنوب رُخ
اور دو بھی شمال رویہ لیکن کچہہ ایک فاصلہ سے چنبیلی عطر بھی وہان کا نہایت خوشبو
ہوتا ہے چنانچہ اکثر بلاد بطریق تحائف بھجواتے ہین اور خوشبوی سارے سوداگر بھی
اطراف مین اسکو لیجاتے ہین غرض سگندرا ے اور بیلے کا تیل تو وہان کا ایسا
کہین نہوتا گلاب خجالت سے اسکے آگے پانی ہو جاے اور سہاگ کے عطر کی باس
بھی اسکے ہوتے خوش نہ آے سبب بدن مین ملے اسکو جو مرد و زن ٭ تو بن
جائے ہر ایک دولھہ دلہن ٭ چنبیلی کا بھی علی ہذا القیاس لیکن مشہور لوگون سے
سر چنبیلی باڑھہ کی اور بیلا جونپور کا پر اپنے تئین اسمین شک ہے اور وہان کے
نجبا اکثر ذہین و صاحب علم و دانشمند ہوتے ہین چنانچہ متقدمین مین ملا محمود
کیسا ایک صاحب کمال فاضل گذرا ہے کہ اپنے وقتمین یکتاے عصر تھا اُس
زمانے مین تو اسکا ہونا معلوم شمس بازغہ اُسنے علم حکمت مین ایسا لکھا ہے کہ
اسفار اربعہ اسکی فصاحت و بلاغت کو نہین پہنچتی اور شفا اسکی عبارت کی
خوبی کو نہین لگتی باوجود اسکے مسائل حکمیہ کا بھی جامع بالفعل کتب درسیہ سے
ہے فضلا اسمین جو ان سے خوض کرتے ہین کیفیتین پاتے ہین اور طلبہ درس سے
فائدے اٹھاتے ہین اور متاخرین مین بھی مولوی میر عسکری و مولوی ابو الفضل

دسولوی ابوالخیر واقعی کہ ہر ایک ان بزرگوارون مین علم و فضل مین یگانہ و
افتخار زمانہ تھا پیر طریقہ سید مرحوم کا اثنا عشری اور نسب اُس بزرگ کا حسینی
اولاد زید شہید علیہ الرحمہ کی کہتے ہین کہ ظاہر وہ عالی نژاد کا رندانہ تھا اور باطن
عارفانہ بہتیرے طلبا اُسکی بدولت فاضل ہوے اور اکثر فضلا اُسکی فیض صحبت سے
کامل آخر سن گیارہ سے نوے ہجری مین دار البقا کا راہی ہوا اور اپنے اجداد کرام کا
قدیبوس حاصل کیا مزار اُسکا شہر مذکور مین ابتلک برقرار ہے اور بعد مردن یادگار
بیت قبر بھی ہے چندے زندہ نبت کہان پہ ایکدن منتجابیگا یہہ بھی لیکن چہ
تاریخ اُسکی وفات کی یرہ اللہ مقصیحعہ سے نکلتی ہے اور دوسرے دونون مغفور
نسب مین شیخ فاروقی اور مذہب مین حنفی حقا کہ دونون صاحب کمال دربرد دولت
علم سے مالا مال تھے خصوصاً علوم ادبیہ مین تو ہر ایک بے نظیر و عدیل اور اپنے
وقت مین ممتاز مثل سیبویہ و خلیل اُنسے بھی سررشتہ تحصیل کا ایک مدت جاری
رہا اور بہتیرے ان اشخاص سے رتبہ فضیلت کا حاصل کیا آخر بحکم آیہ کل من علیہا فان
ہر ایک نے لباس فنا پہنا اور دار البقا کا رستا لیا لیکن مولوی ابوالخیر صاحب جسین
برس کہ نواب علی ابراہیم خان مرحوم کو بنارس کی عدالت ہوئی تھی قید حیات
مین تھے چنانچہ گورنر ہسٹنگین بہادر نے چاہا کہ عدالت کے سررشتے مین روزگار
اختیار کرین لیکن اُنھون نے نہ مانا اور دل مین یہی ٹھانا کہ دولت دنیا سے تہیہ
ہو رہے اور گنج قناعت کو ہرگز نچھوڑیے غرض جو ارادہ کیا تھا اُسسے نہ پھیرے
یہانتک کہ دنیا سے اُٹھ گئے وفات اُنھونے سن گیارہ سے اٹھانوے
مین پائی اور نعمت عقبیٰ کی لذت بخوبی اُٹھائی حاصل یہہ ہے کہ شہر مذکور

یہاں ایک دار العلوم ہے ابن سے گذرے ہیں پر بھی سررشتہ علم کا کچھ نہ کچھ چلا
جاتا ہے اب بھی ایک آدھ فاضل مستعد نظر آجاتا ہے چنانچہ مجمع فضائل خوش خصال
مولوی روشن علی آرائش دہ محفل شریعت و ضیائے محفل فضیلت بالفعل یہاں
کے سکنہ میں موجود ہیں بہتیرے تلمیذ اسکے جو دولت تعلیم پاتے ہیں اور درجہ فضیلت
کو پہنچ جاتے ہیں نسب اسکا رگ کا ایسی فاروقی ہے مذہب حنفی ہے اور مولوی
ابو الخیر مرحوم سے نسبت خویشی کی رکھتے ہیں کہ اکثر علوم میں مہارت کلی اور دستگاہ
کمال رکھتا ہے خصوصاً علم ادب ریاضی میں قوت ایسی ہے کہ نظیر اسکا شخص
معلوم نہیں بلکہ اکثر بلاد میں ثانی اسکا معدوم ہے غرض جب سے یہ صاحبان
کا کلکتے میں بنا ہے یہ بزرگ بھی عربی کے سررشتے میں سر منشی گری کی
خدمت پر سرفراز ہوا حق تعالیٰ اسکو اور جتنے اہل کمال کہ اس وقت میں ہیں
انکو بسلامت با کرامت رکھے اور قدر دانوں کو با اقبال و حشمت قدر کرتا رہے
مذکور کی آب و ہوا نہایت خوب ہے میوے بھی تمام کے ہوتے ہیں خصوصاً
انگور نہایت رسیلا خوش مزہ میٹھا بڑا بکثرت بکتا ہے اور پھول بھی ہر فصل میں
دیکھنے سونگھنے کے نہایت کے ساتھ خصوصاً موگرا بہت بڑا اور گندہ نہایت
خوشبو ہوتا ہے ایک پھول اسکا مثل چھلے دان کا رکھتا ہے زراعت بھی بہتات
کے ساتھ ہوتی ہے لیکن سوکھی یا باب جوار باجرہ کثرت اور کپڑے کے اقسام سے
چھوٹا اور موٹا گل خوب بنا جاتا ہے اور ندیوں میں بڑے دریاؤں سے [illegible]
گنگا جمنا سرجو گھاگھرا [illegible] لیکن آتش کے مہار تلک ایک سو ساٹھ
کوس کی ندی عرض چونسا ہو گنگا کا ایک گذر ہے آگے کھاٹ تلک آٹھ کوس

اوس صوبہ بہار اسکے پورب طرف اکبرآباد پچھم برج صوبہ اودہ و آگرہ اتر طرف تھا دکھن
گڑھ منڈلہ دکھن طرف الہ آباد غازی پور بنارس جونپور چنار کالنجر کڑا مانکپور وغیرہ
سولہ سرکاریں متعلقات اسکے دوسو سینتالیس محال اور آمدنی ساٹ کروڑ اٹھانوے لاکھ
اکیس ہزار دام*

علم صوبہ اودہ

ہندی کتابوں میں نام اسکا اجودھیا راجا رام چندر کا مولد و تختگاہ ہے اسی جہت سے
ہندو اسکو بڑا معبد جانتے ہیں کیونکہ راجا مذکور عالی نژاد و نیک نہاد تھا
اسکے دولت ظاہری و باطنی سے بھی مالامال عجائب غرائب افعال اُسسے وقوع
میں آئے اور بسبب اسی امر نادر اُسے دیوتا کہتے ہیں چنانچہ شور دریا پر پل باندھا اور
انگشت مبارک پر تیغ رکھ کر لنکا پر چڑھ گیا بجبر راون کو مار کر اپنی جورو کو قید
ظلم سے چھڑا لایا اسی قبیل سے اکثر حالات اسکی رامائن میں لکھی ہیں غرض شہر مذکور
ایک سو اڑتالیس کوس کے طول اور چھتیس کوس کے عرض میں بستا تھا اور اسکے
سواد میں جو کوئی خاک چھانتا سونا پاتا ایک کوس اوپر اسکے گھاگرہ شہر سے قلعہ
کے تلے جا ملتی ہے اور قریب شہر کے دو بڑی بڑی قبریں ہیں طول انکا سات
سات ساڑھے آٹھ گز سے کم نہیں عوام انکو حضرت شیث والد سے منسوب کرتے
ہیں بنا بر اسکے پنجشنبہ کو اکثر لوگ وہاں جا کر فاتحہ پڑھتے ہیں اور بعضوں سے
نزدیک رتن پور میں کبیر جولاہے کی قبر ہے یہ شخص سکندر لودی کے وقت
میں تھا ترک دنیا کرتا رہا تھا اسکے نزدیک بڑا موحد و عارف کامل
تھا چنانچہ اسکے ہندو اکثر دہر کے اہل مذاق اسکے دروزبان ہیں یہ حق ہے کہ

گرد و پیش اسکے گنبد کے جتنے درخت ہین انمین رسیان ڈال کر کوئی اپنا ہاتھہ
باندھتا ہے کوئی پاؤن کوئی گہلا الغرض انواع و اقسام کے سانگ لاتے ہین اور ذرا سے
کان مین آسی سبب سے زرد ہین پہنتے ہین سواے اسکے کوئی رجالا اسپر رنگ کو کا جنا
دولہہ کہتے ہے اور کوئی رجالی سالا چھینا وجہہ اسکی یہہ ہے کہ جو رنڈی اسکے
گنبد مین جاتی ہے بدحال ہوکر آتی ہے پید و مردار یہہ سمجھتی ہے کہ صاحب قبر نے
مجھے چوس لیا اور یہہ احوال کر دیا تف اسکی سمجھہ پر اور دانست اسکی بوجھہ پر حقیقت
اسکی یہہ ہے کہ گنبد اسکا نہایت چھوٹا اور دروازہ نہیت تنگ تسپر لوگون
کی آمد و شد متصل تا؟ واسکے ایک بہت بڑا چراغ قبر کے سرہانے جلتا ہے سبب یہہ
اسکے ایسی گرمی اسمین ہوتی ہے کہ آدمی کی چربی پگھلتی ہے مرد بھی جو وہانسے
جو نکلتا ہے سو غش کھاتا کیمر عورت تو نازک ہوتی ہے وہ پسینے مین ڈوبی ہوئی
حالت غش مین نکلتی ہے سواے اسکے کذب و افترا یہہ ہیچ ہے کہ اگر یہ رسالا
دنیا مین پیدا نہ ہوتے تو رجالون کے یہان مال خوب جمع ہوتا بلکہ ایک ایک
ٹکر اتصالی کہیتی بن جاتا دیکھو کس مدت سے پیمون کی ٹکسال ہے
اتر کے پہاڑ کے رستے سوداگر لاتا ہے سہاگہ شہد چوک کچور سونٹھہ پیپل نمک اور
اون ہینگ موم پشمینہ ٹانگن باز جرہ شاہین وغیرہ سواے اسکے اور بہت سی
چیزین پہاڑ کے پہاڑ سے لاتے ہین اور بیچ جاتے ہین بسبب اسکے لوگونکا ہجوم اور
خرید و فروخت کی دھوم وہان رہتی ہے نیمکھار مصرک ایک نامی جگہہ
اور ہندؤن کی بڑی پرستشگاہ ہے گومتی اسکے قلعے کے تلے جا نکلی ہے نزدیک
اسکے ایک حوض ہے برہما ورت کنڈ ہے اسکو کہتے ہین پانی اسکا اندر ہی

اندر جوش کھاتا ہے ساتھ اسکے ایسا چکر مارتا ہے کہ آدمی کی قدرت نہیں جو
اسمیں غوطہ لگا سکے بلکہ جو چیز کہ اسمیں گرے فی الفور نکل پڑے ہنود کے نزدیک
بڑا تیرتھ ہے مشہور ہے کہ جتنی کتابیں ہندی کی گردش فلکی سے اور انقلاب
دہر کی بات سے کم ہو گئیں تھیں بیشیوں اور منیوں نے اپنی طبیعت کی جودت اور
ذہن کی حدت سے اُسکے کنارے پر بیٹھ کے سر سے اُنھیں درست کیا اور لکھا ہر ایک
اُنکے مطالب سے فیضیاب ہوا قریب بیٹھ کے ایک سرچشمہ چھوٹی سی ندی کا ہے
کہ وہ گومتی میں ملی ہے ایک گز کا چوڑا چار انگل گہرا جب اُسکے کنارے برہمن
بید خوان منتر پڑھتے ہیں اور وقت پرستش جیسے کہ چانول وغیرہ اسمیں ڈالتے
ہیں پھر اُنکا نشان بھی نہیں پاتے لکھنؤ بہت بڑا شہر ہے گومتی کے کنارے
اگلے بھی دار الحکومت تھا لیکن نواب شجاع الدولہ بہادر مرحوم نے بعد بکسر کے
ہنگامے کے بہ رتبہ فیض آباد کو بخشا چنانچہ انتقال بھی اس سرائے فانی سے
وہیں کیا پھر نواب آصف الدولہ بہادر مغفور نے اسکو نوازا اور دار الامارت کیا
آبادی اسکی بہت بڑھ گئی کہیں سے کہیں جا پہونچی اب بھی یہ مستقر حاکم نشین
یہی ہے لیکن شہر پر جو بستا ہے اُسکے نہایت نشیب و فراز اسمیں واقع ہے
بہت کبیکا گھر ہے ٹیلے پر ہوا ہیں کبیکا چھوٹا بڑا تحت السرائیں بیچ و عرصہ
شہر مذکور میں کئی سرائیں اور بہت سے کٹرے ٹوٹے محلے آباد ہیں جس محلے میں
شیخ مینا کی درگاہ ہے اُسے مینا نگری کہتے ہیں اکثر لوگ بخشش کو فاتحہ کے
واسطے وہاں جاتے ہیں اور بیشتر عوام الناس فاتحہ اُنکا گڑ سیتے پر دلاتے
ہیں اور بیرون شہر مشرق کی طرف لکھنؤ کے قریب مزار پیر جلیل کا ہے لیکن

اونکی قبر کا چبوترہ قد آدم بلند بے زینہ ہے اس باعث کوئی متنفس اوسکی جانب نہین جا
سکتے دور ہی سے فاتحہ پڑھ جاتا ہے ہر جمعہ کو وہان اکثر تماش بین جوان برای سیر
اور اکثر جہلا اپنی حاج عقیدے سے جاتی ہین اور شاہ کی کھچڑی اور گڑ و ابلی چنے چڑھاتی ہین
گستاخی معاف سوائے کشف و کرامت کے یہ دونون بزرگ خوش تقریر بھی رکھتے
تھے کہ بعد رحلت الیسی نذر قبول کی اور کسی چیز پر رجوع کو اونکی رغبت ہوئی شہر
اتر رخ گومتی کے کنارے شاہ پیر محمد کا ٹیلہ ہے آگے وہی دار العلم تھا اکثر طلبہ و
علما وہان پڑھتے پڑھاتے تھے اور اپنی اوقات بخوبی بسر لیجاتے تھے سنا ہی کہ
شیخ موصوف کو سوائے نعمت فقر کے دولت علم بھی تھی فی الجملہ مرد صاحب
کمال و صاحب حال و قال تھا زندگی مین وہ مقام اوسکا مسکن تھا بعد مرگ مدفن ہوا
اور مسجد بھی بنوائی اوسپر ایک نہایت عالیشان و وسیع گنبد اوسکے سر تربت بلند و رفیع
اور منارا اوسکے گومتی کی اوس پار رحیم آباد تر سکے آنے والون کو تین چار کوس سے
نظر آتے تھے مگر اونکے اتبک نیچے ہی جگمگاتے ہین اور قریب اوسی بدرب طرف
شیخ محلہ ہے کثرت استعمال سے نون اوسکا حذف ہوگیا ہے اور بجیم صحیح سے
عوض چنانچہ اکثر لوگ تیج محلہ کہتے ہین مکان مذکور نواب ابو المکارم خان کا دیوانخانہ
تھا اور یہ بزرگ لکھنو کے شیخون سے ہی مگر امیر تھا اور وجہ تسمیہ مکان مسطور کی یہ
ہے کہ زمانہ سابق مین یہان دو منزلے مکان کو دو محلہ اور سہ منزلے کو سہ محلہ کہتے
تھے شاید یہ پنج منزلہ تھا اس سبب نام اسکا پنج محلہ ہوا قصہ مختصر جب نواب
برہان الملک سعادت خان مرحوم قبائل سمیت اس شہر مین رونق
افزا ہوتے اس مکان کو پانسو روپئے کرایہ کو لیا چنانچہ کرایہ نامہ

اوسکا نواب مرحوم کی مہر سے آج تک اونکی اولاد کے پاس موجود ہے لیکن کہ
چند روز ہی دیکھے موقوف کر دیا تہا اور اوسکے بدلے کوئی گاون یا جاگیر بھی مرحمت
نکی غرض نواب وزیر الممالک صفدر جنگ ابو المنصور خان بہادر مرحوم کے عہد حکومت
تک یہاں اوسکی چونا کی نوبت رہی جسوقت نواب وزیر اعظم شجاع الدولہ بہادر مغفور
مسند ریاست پر بیٹھے تب مکانات اور شیخ زادون سے بھی لیکر اس مکان کے
شامل کیے بلکہ ایک آدہ بارہ دری اور برائی پھر عوض اوسکے اور دوسرے مکان جو
لیے تھے دو گانو ان گاون نکلون کی جاگیر دیا چند روز کے بعد وہ بھی سرکار میں ضبط
ہو گیا لیکن یہ شیخ زادے نواب ابو المنصور خان مرحوم سے نسبت قرابت کی
رکھتے تھے مگر موقوفی کی پھر نواب وزیر ابن الوزیر آصف الدولہ بہادر خلد مکان نے
کا حصہ بڑہا اور خود نئے مکان مسطور نئے سر سے تعمیر کیا نقاشی اور کندہ کاری
بلکہ بہت سی حویلیاں لوگون کی جو اوسکے اطراف و جوانب میں تھیں
شہزادون اور رئیسون سے سمیت وسے گرد آئین اور اونکی جگہ عمارتین نئی اور
کی خوش قطع و عجیب بنوائین چنانچہ سنگی بارہ دری اور باولی دار الامارت
انھین میں سے ہے سوا اسکے اور بھی بہت سے مکانات و باغات بنوائے
لیکن ایک اپنی وضع مین سب لطیف اور نقش و نگار و صفائی میں بیان سے
و رفعت کہ اشرف المکانات سے ہے آصف الدولہ اوس جنت مکان کی اکثر
تاریخ اوسکی بنا کی دو شعر ... کی نتائج طبع سے ہے لیکن ...
ہر دو افتی کہ ایسا استوار و پائدار کوئی مکان نہین اور کسی عمارت میں ...
نہین ... حضیض اوسکی اوج فلک ...

وہان کی تمام شہر مین نمودار عمارت اسکی نہایت استوار ہر ایک برج اسکا وسعت
مین مسجد بادشاہی کی برابر اور رفعت مین برج فلک سے ہمسر ہیت ملایک نے مین یون
ساکن اگر ہ عبادت کرین بس ہین بیٹھ کر۔ اب نواب آصف الدولہ بہادر
مغفور کے لیے نواب یمین الدولہ ناظم الملک سعادت علیخان بہادر وزیر ابن وزیر
نے جو مسند حکومت پر اجلاس فرمایا از افضال الٰہی سے ملک موروثی اپنا پایا
کی بنا العباس متوجہ تعمیر پر ہوا چنانچہ کیا کیا مکان عالیشان دلکشا بلکہ ایک
رشک جنت بنایت پر فضا بنایا اور جتنے باغ تھے انکی بھی رونق کو دوبالا کر دکھایا خصوصاً
وزیر باغ اور موسی باغ مین ایسی عمارت انگریزی دلچسپ بنائی کہ بہار جنت سے
بھو نہیں جاتی اور خزان ہرگز آنے نہیں پاتی ہیت طاقت کا ساماں ہے ایسا
ستان پر کوئی جا سکے وہاں پھر جاوے کہاں پس فی الواقع ہر ایک عمارت
قابل تعریف و لائق توصیف ہے لیکن بہترین عمارت بنا سے مکان علم تجی
حضرت عباس علیہ السلام ہے کہ نواب رفیع المکان نے خلوص عقیدت سے سن بارہ
سے سترہ میں از سر نو کس خوبی سے اسکو بنوایا اور بذریعہ اسکی تعمیر کا
انجام پایا تاریخ اسکی بنا کی مرزا قتیل شاعر کے اس مصرعے سے نکلتی ہے مصرعہ
این گنبد جدید بناے سعادت شد الٰہی اسکے بنانے والے کی بنیاد دولت کو
مستحکم رکھیو اور توفیقات نیک کو اسکی زیادہ کیجیو پھر طرف بائیں اسکے تکیہ
مرزا ابو طالب خان کا امام باڑہ ہے جو اسکی تمام شہر کے امام باڑون سے مقدم
ہے چنانچہ اسکی بنیاد کو ساٹھ برس تخمیناً گذرے ریاست اسوقت نواب
صفدر جنگ بہادر مرحوم کی تھی لیکن مکان مذکور کے مالک پہلے کلب علیخان

مرحوم نجف خان مغفور نواب سرفراز الدولہ حسن رضا خان مرحوم کا نانا تھا غرض
اُس بزرگ نے اُس مکان کو اپنے اقربا کے مدفن کے لیے بنا کیا تھا چنانچہ اُسکی
حین حیات میں ایک آدہ قبر بھی وہان بن چکی تھی بعد اُسکے مرزا علی مرزا ابو طالب
کے باپ نے تھوڑی سی زمین اُس مرحوم سے امام باڑے کے واسطے اُنکی اعزّہ گواہان
سے سعادت دارین جانکر نذر کی بلکہ جس مکان میں وہ قبر ہے مجاوری بھی وہان
کی اُسکو دی کیونکہ وہ بیچارہ مرد غریب و گمنام تھا پر جب تک جیتا رہا مکان
مذکور اُسکے قبضے میں رہا اور دالان امام باڑے کا بنایا ہوا اُسیکا ہے بعد اُسکی
وفات کے مرزا ابو طالب خان سپوت ہوا اُسنے نام و نشان روزگار میں پیدا کیا
اسواسطے امام باڑہ اُسی کے نام سے مشہور ہوا تین گاؤن بھی اُسکے اخراجات
کے لیے نواب شجاع الدولہ بہادر مرحوم کے عہد حکومت میں معین ہوئے تھے
لیکن نواب آصف الدولہ کے دور میں تصفی ہو گئی تھی بالفعل نواب یمین الدولہ
سعادت علیخان بہادر دام اقبالہ کے وقت میں وہ بھی ضبط ہوئی پر مرزا حیدر
بہادر دام ثروتہ سالہا سال ماہ بماہ اُنکے اخراجات کے لیے قدر قلیل اپنی طرف
سے گذرانتے ہیں فی الحقیقت یہہ بھی وزیر ہی کی سرکار سے ملتا ہے کیونکہ خان
موصوف بھی اُس سرکار کا ایک ملازم معتبر ہے حق تعالیٰ توفیقات کو اُسکی زیادہ
کرے اور نواب وزیر کے دربار میں عزت و آبرو رکھے بعد اُسکے نواب وزیر الممالک
شجاع الدولہ بہادر کے عہد دولت میں جوہری ٹولے کے متصل باقر خان نے امام
باڑہ بنایا اور دونوں جہان میں فائدہ اٹھایا خان مرحوم مغل ولایت عمدہ رگل
کی سے سوا مغل وغیرہ اُسکے رسالے میں تھے اب آغا فتح علی خلف الصدق اُسکا

قید حیات مین ہے لیکن محض بیکار و تکالیف مین گرفتار ہر مکان مسطور پر تا بالفعل تک
ایک گانون بھی اس مبارک بنیاد کے اخراجات کے لئے آصف الدولہ بہادر
نے دیا تھا لیکن چند برس کے بعد اہلکارون نے کسی حیلہ سے ضبط کرلیا غرض یہ
خجستہ بنیاد جی الوضع محل قبولیت و مقام تعزیت ہے مجلس مین بہا علی شان سے ساکا
نہین ہوا ہے گریہ و زاری اہل مجلس کا کام و دستور انہین سبب سے غلغلۂ خلق کی
کثرت کہین نہین ہوتی ہے سوائے اسکی یہ شہرت کہین نہین ہوتی مرحوم
حال اوسکے بنانے والے کا یہ کہ دنیا مین نام کیا اور عقبی مین ثواب لیا قبر بھی اونکا
کی اوسی مین ہے بلکہ اکثر مومنین اغنیا و مساکین اوسکے مکانات و صحن مین آسودہ
مین بستر بالین قبر مین ہر ایک سو رہے ہین سکے ساٹھہ ہجری خسرو عہد
محتشم ... حسین کے ساٹھہ اور سال اوسکی بھی تعمیر کا اندروسے تاریخ نظم و
نثر دیکھنے مین نہین آیا مگر بعضے اکابر وا اخافتح علی کی بانی معلوم والد اسکی
بنیاد کو اکتالیس یا بیتالیس برس گذرے ہین الحال عبد المجید ... ہوگئے ہے
متصل ... طرف ... کی محل ... اوسکی یہ ہے کہ اکبر بادشاہ کی سلطنت
مین ... ایک ... اگر ... جوکہ ... حضور اعلی اسکے
یہ امر وقوع مین آیا لا ... مغرور کو گرا دیا اور آخر اوسکو اخراج کیا ہے اور سلطنت
کے وقت مین حسب الحکم بادشاہی مکان مسطور ملا قطب الدین شہید کے
فرزند لشکر کو ملا چنانچہ اتک بھی اونکی آل اولاد کی سکونت ہے لیکن وجہ
معاش جو اونکی بند ہو گئی ہے صورت قصور طالع ... ہے نواب وزیر کی سرکار
... وارد و صادر ... لیجاتے ہین ... زیادہ ...

آبا و اجداد سے اس خاندان عالی کے تحت پرورش گذار مین حسن توجہ مزاج جناب
عالی کا اثر ایک سے توجہ ہوا ہے قلیل تو کیا چیز ہے مادر ایسے لوگ کثیر یا جنگے
اور بدولت الطاف کے بے نیاز ہو جائینگے لیکن کل امر ہوئی بانی قائم تھا بیت نادر
وعدہ بسر کار کرہست ٭ سود سے نکند یاری ہر یار کہ ہست ٭ حاصل یہ ہے
کہ مکان مذکور قدیم مدرسہ تھا بڑے بڑے فاضل مدرس وہان گذرے مین بلکہ اب تک
بھی سررشتہ درس و تدریس کا جاری ہے چنانچہ سوا سے شہر کے طلبہ اطراف و اکناف
سے وہان تحصیل کے واسطے آتے ہین اور بعض اوستاد اچھے ہین حق تو یہ ہے کہ اس
شہر مین چرچا علم و فضل کا بہ نسبت اور بلاد کے زیادہ ہے کیونکہ فریقین کے فاضل
یہان موجود ہین لیکن سنیون کے فرقے مین مستثنی مولوی حسن صاحب ہین اور فرقہ
امامیہ مین مولانا سید دلدار علی سلمہ اللہ تعالے وحید عصر ہین تبحر اس بزرگ کا اسکی
تحریر سے ہویدا ہے اور خوش بیانی اوسکی تقریر سے پیدا اسکی ذات سے اشخاص اوسکی
بدولت گمراہی سے نکلے اور منزل ہدایت کو پہنچے مذہب امامیہ کو ترقی کامل
اوسنے بخشی اور ہندوستان مین نماز جمعہ و جماعت اوسی نے کی شعر اچھے جیسے
اوس شہر مین ہین کیا فارسی گو کیا ریختہ گو کہین نہین وجہ اسکی یہ ہے
کہ بعد برہم ہونے شاہجہان آباد کے اکثر غریب امیر میرزایان ہندوستان سے
نواب صفدر جنگ و شجاع الدولہ بہادر کے عہد مین اکثر اس شہر مین بسکونت
دائمی ساکن ہوئے پس شہر تو عبارت اشخاص سے ہے یہی دلی ہو گیا اور باشندے بھی
اسکی بہ سبب کثرت صحبت و تتبع زبان ملفظ صحیح کرنے لگے یہانتک کہ ان مین بھی فصیح
موزون و نحوی شاعر ہو گئے باوجود اسکے کہ لہجے مین تفاوت بہت رہ گیا لیکن محاورہ مین

کم کر تربت داں ہیں اوسکو سمجھو اور اوسکی طبیعت اسیر کلے تنہا نے بھی اندر روا
بیرون شہر کے ہیں لیکن لعل دروازے کے پچھم طرف کالکا کا تھانہ قدیم ہے
ہر پیر کو وہان ہنود جمع ہوتے ہیں اور اوسکی پرستش کرتے ہیں پر ہولی کی بعد
کئی دن رات کو روشنی افزا سے وہان رہتی ہے اور دکہن طرف شہر کے
باہر بہوانی کا مندر ہے وہان بھی اٹھوارے میں ایک مرتبہ ہندو پوجا کو
جاتے ہیں اور پکوان وغیرہ بھی چڑھاتے ہیں مگر ہولی کے آٹھوین دن بڑا میلا
ہوتا ہے تمام شہر کے ہندو بلکہ مسلمانان تماشبین اور رنڈیان بھی اونکی قبیلہ
کی ہزاروں جاتی ہیں اور جھگڑے اپنے خواہشمندونکو دکھاتی ہیں تا شام اوسکی
مندر کے گرد و پیش ایک دنگل جمع رہتا ہے بلکہ اسکے ترتیب جتنے باغ
ہیں وسے بھی آدمیوں سے معمور رہتے ہیں غرض اسطرح کا میلا شہر مذکور میں
دوسرا نہیں ہوتا نام اوسکا آٹھون ہے سورج کنڈ ایک تالاب ہے شہر سے
چار کوس پچھم دکہن کے درمیان وہان بھی ہر برس برسات کی اخیر ہندو مرد
لاکھوں نہانے جاتے ہیں بلکہ دور دور کے باشندے بھی وہان اپنے تئین پہونچاتے ہیں
ساتھ اسکے مسلمان بھی ہزاروں نظرباز سجے سجائے ادہر اودہر اور کسبیان بھی تمام
شہر کی اپنے تئین بنا ٹھنا کے جیدہر تیدہر جلوہ گر ہوتیں تا شام وہان ہنسی بہار
رہتی ہے بلگرام ایک بڑا قصبہ ہے اکثر وہان کے لوگ قابل ہوتے شاعر و صاحب
طبع ہوتے ہیں قصبہ مذکور میں ایک کنواں ہے جو کوئی چالیس دن متصل اسکا
پانی پئے جوت گانے لگے سوائے اسکے اکثر اہل کمال یہان گذرے ہیں چنانچہ
سید جلیل القدر عبد الجلیل بلگرامی بڑا شاعر علم عربی و فارسی میں خوب ماہر فرخ

سیر کے وقت مین گذرا ہی بلکہ سندہ کی وقایع نگاری بہی اوسکو حضور اعلی کی
سرکار سے مقرر تہی اتفاقاً سرکار مذکور مین ایکبار اوسی عہد فرخ سیر مین تنبیہ کے ساتہہ مصیبت کی
بہی تہی اوس بزرگوار نے اس خبر نادر روزگار کو بہی حضور پرنور مین لکہہ بہیجا حضرت نے
اس خبر کو خلاف قیاس سمجہہ کر نہایت برہم ہوے کہ افترا کیا اور بادشاہون کی نسبت
حضور کا لکہنا وقایع نگار کو ہرگز نچاہیے یہ شخص لایق اس امر کے نہین بغرض خدمت
سے اوس بیچارے کو تغیر کیا روزگار اوسکا ناحق جاتا رہا تب میر مذکور خبر مسطور
کی صداقت کے لیے وہان کے قاضی مفتی بلکہ اکثر اشراف ثقات کی مہرون سے
ایک محضر کروا کر حضور مین لے آیا اور مورد الطاف ہو کر اوسی خدمت پر مکرر
سرفراز ہوا یہ رباعی حسب حال اوسکے طبع زاد ہی رباعی فرخ سیر آن بادشہ
بابرکات ؛ چرخ از ادب او شدہ شیرین حرکات ؛ در سندہ زمین عہد دولتمندش
باران بارید ریزۂ قند و نبات ؛ بعد اوس بزرگ کے میر غلام علی آزاد بہی شعر و سخن
و علم و فضل مین اپنے معاصرین سے ہیچ لاثانی تہا بلکہ اشعار عربی تو اس فصاحت
و بلاغت و بہتایت کی ساتہہ کہ اہل ہند مین کسی نے اوس سے اگے کبہی نہین کہی قصاید
اسکے اس بات پر دال ہین اور اوسکی تعریف مین فصیحان عرب کی زبانین لال
پیدایش اوسکی گیارہ سے چودہ ہجری مین اور وفات اوسکی سن بارہ سے
دو مین لکہا ہی اوسکا مفتی میر حیدر سوقتین مغتنم زمانہ اور اپنے معاصرین مین یگانہ تہا علوم
عربیہ مین مہارت تمام اور فنون فارسی مین دستگاہ مالا کلام اوسکو تہی نثر کی جمیع اقسام پر
قادر تہا اور نظم کی تمام اسرار دن ماہر صاحبان کمپنی دام ظلہم کی سرکار مین مفتی گری کی خدمت پر مسولا
سرفراز رہا اور صاحبان عالیشان کی نزدیک اپنے ہمچشمون مین ہمیشہ ممتاز اتفاقاً سن بارہ سو ستر ہ مین قضا الہی کی

ملک ارم کو روانہ ہوئے میر موصوف اونکے پہونچانے کے لئے آب تا عظیم آباد
ساتھ ہوا احمد آباد تک پہونچا تھا کہ مرض الموت نے آگھیرا آخر منزل مقصود تک
جانے نہ دیا اور اول منزل میں ہو گیا حاصل یہ ہے کہ یہاں کی زمین قابل خیز ہے ایک
نہ ایک صاحب کمال یہاں پیدا ہوتا ہے قصہ مختصر صوبہ مذکور کی آب و ہوا بہت
خوب ہے اور اناج اکثر قسم کا یہاں پیدا ہوتا ہے خصوصاً اسپتالی اور چنوان چاول نہایت
خوش ذائقہ و سفید و پاکیزہ و خوشبو ہوتے ہیں اور ہندوستان کے اکثر متعلقات
سے اصح سب کے گئے ہیں محالوں میں کھیتیاں تین مہینے پہلے بوئی جاتی ہیں
اور بعضے مقاموں میں دریا جیٹھ کے مہینے میں چڑھتے ہیں اکثر قطعہ زمین کے پانی میں
ڈوب جاتی ہیں پر جوں جوں پانی زیادتی کرتا ہے وہاں زیادہ پہیلتا ہے اور بڑھتا
اگر بال نکلنے سے پہلے پانی کی طغیانی ہو جاوے تو دہقان اوس کھیت سے پانی نہیں
لاسکتا جنگلوں میں یہاں تک ارنے بشر کثرت سے ہوتے ہیں خصوصاً گورکھپور
بہرائچ کی اطراف میں سوا اون کے ہرن پاڑہے وغیرہ جانور صحرائی بافراط
نظر آتے ہیں اگرچہ دریا اوس صوبہ میں بہت ہیں لیکن بڑے تین گھاگرا سرجو
ڈاسنی طول اوسکا سرکار گورکھپور سے قنوج تک ایک سو تیس کوس اور عرض
کوہ شمالی سے تا سرحد صوبہ الہ آباد ایک سو پندرہ کوس شرق کی جانب اوسکے بہار شمال
کی طرف پہاڑ جنوب کی سمت مانک پور مغرب کی طرف قنوج اور دہرائچ خیرآباد
لکھنؤ گورکھپور پانچ سرکاریں متعلق اونکی ایک سو ستانوے محال آمدنی
چھ کروڑ پانچ لاکھ چالیس ہزار دام صوبہ سرایا بہار بہار دار الخلافہ
اوسکا عظیم آباد عرف پٹنہ سے نہایت خوش سواد و خوش آب و ہوا اوسکا

کنارے اور اس مقام مین اوس دریا کو اٹھارہ گنڈے ندی بھی کہتے ہین طول
آبادی کا بہت بڑا اور عرض چھوٹا عمارتین سابق مین کھپریل کی بیشتر تھین اب پختہ
بھی ہین کیونکہ آبادی دردولت شہر مذکور کی صاحبان انگریز کی ریاست مین بڑھ گئی
چنانچہ باقی پور تین کوس شہر سے پورب پچھم طرف اور اوسی تین کوس آگے دانا پور تک
دونون معمورے معقول آباد ہوئے ہین اکثر صاحبان کی کوٹھیان حویلیان باغ و [illegible]
ساتھ ایک لطف و قرینے کے ہین غرض شہر سے تا باقی پور اور وہان سے دانا پور
تک بستی ہی بستی ہے فاصلہ نہین شہر پناہ اوسکی خام مگر دریا کی طرف کی النگ خشتی
ہے اور قلعہ وہان بنام ہے فی الحقیقت ایک عمارت کلان خشتی ہے لیکن اب ویران
ہوگئی مکانات اوسمین متعدد ہین اور قریب اوسکی پچھم کی طرف ایک مسجد نہایت وسیع
کشادہ و خوش عمارت اگرچہ عمارت اسکی اب پرانی ہوگئی ہے لیکن شہر مذکور مین
لاثانی ہے گو کہ مسجدین کہنہ و نو بہت سی ہین یون سنا ہے کہ بنا اوسکی نواب سیف خان
مرحوم نے ڈالی تھی پر تعمیر نواب ہیبت جنگ نے کی بالفعل نواب سراج الدولہ کی
نواسیون کے قبضہ مین ہے پورب دروازے کے آگے ایک مسافت بعید پر جعفر خان
کا باغ ہے اور پچھم دروازے سے ایک کوس کے فاصلے پر شاہ ارزان کی درگاہ ہے ہوادار اوسکا
سہاونا اور ایک مکان لگو ہے ہر پنجشنبہ شہر کے لوگ بکثرت وہان
جمع ہوتے ہین اور کنچنیان کسبیان بھی تمام شہر کی جاتیان ہین ناچ کی
صحبت تا شام بلکہ کچھ ایک رات گئے تک رہتی ہے لیکن صاحبان عالیشان
کی ریاست سے پہلے اثردحام خلایق کا بکثرت ہوتا تھا اب
اسقدر نہین پر تھوڑا بہت مجمع ہو ہی رہتا ہے کیونکہ کوئی مزاحم

ملتی نہین جسکا جی چاہا لیا جسکا جی چاہا نکالا اور کہین سیج اوس درگاہ کے ایک
ہی جانب نہر کے کنارے غرضیکہ تمام شہر کے واسطے شوربا کیے دن وہین دفن ہوتے مین
اوسکا نہایت کشادہ اور مصفا اور ہوا نہایت خوش آیند و پاکیزہ خصوصاً برسات مین
جو کوئی وہان جاتا ہے نہایت حظ اوٹھاتا ہے بہت جی چاہتا ہے کہ کہو سے دل تنگ
کرے دیدہ ہائے ذرا زنگ کو سبزہ بھی اقسام کا کثرت ہوتا ہے بیشتر ارزانی ترکاری
ہے اور دودہ نہایت گاڑھا چکنا دہی بھی نہایت خوش ذائقہ جسکا بہتا بہت سے
بہم پہونچتا ہے اور ترکاریان ہر قسم کی بافراط اور سستی لیکن تر میوے بعضے بعضے
خوب ہوتے ہین خصوصاً انار نہایت خوش مزہ بہت بڑا دانہ بھی اوسکا گندہ
رسیلا اگرچہ ولایت کا سا تو نہین لیکن ہندوستان کے اکثر بلادوں کے انار سے
بہتر ہوتا ہی غرض جلال آباد کے انار سے کرانی و خوبی مین کچھہ کم نہین اور اچھی اقسام
خوش قماش اس صوبے مین بنا جاتا ہے خصوصاً ململ شیخ پورے کی مشہور لنگی
حقے اور بعضے ظروف شیشے کے عظیم آباد سے بہتر کہین نہین بنتے طوطا بھی
بھیلا اور کیلا کثرت سے ہوتا ہے اگر کوئی اوسکو پالے اور پڑہا سکے تو جلد بولے
اور بخوبی پڑہے بیس کوس شہر مذکور سے جنوب کی طرف ایک پہاڑ کے گرد مین گیا
بڑا معبد ہنود کا ہی دور دور سے ہندو وہان آکر اپنے جد و آبا کی ارواح کے لیے
وہان پنڈ کرنے مین خصوصاً چلے کے جاڑے مین جب آفتاب قوس مین
ہزارون اشخاص مرد و زن اوس مکان مین نزدیک و دور سے اکٹھے
ہوتے ہین بہت ستھرے پتھر مین سرادہ سے اپنے مُردون کی روح کو سرور کرتے
ہین اور اوس عمل کو اونکی نجات کا موجب اور اپنی بہترین عبادت جانتے ہین

قریب اوسکے ایک سنگ مرمر کی کہان ہے پتہر وہان کا ظروف و زیور بنا کر
بناتے ہین اور اپنی دستکاری کی خوبیان دکہاتے ہین کاغذ بہی اول اور وہان بہتین
بہتر بنتا ہی سہسرام کا رہتاس گڈہ خلاصۃ التواریخ کی روسے معلوم ہوتا ہے کہ عالمگیر کے عہد مین
پا اوسیے سابق ایک دیوار سنگین لنگا سے پہاڑ تک بنا کر صوبہ بہار کی انتہا
اوسکو مقرر کیا تہا لیکن سالہا سال سے الی الان کہ سن اٹہتالیس جلوسی
شاہ عالم کے ہین اوسکا نشان بہی سننے دیکہنے مین نہین آیا خدا جانے تہی یا نہ تہی
پیر پہاڑ کتا ہے ایک قلعہ پختہ الشیر تعمیر ہوا تہا بالفعل بہی موجود ہی لیکن عمارت
اوسکی جابجا سے گر پڑی ہی اندر اوسکے صاحبان انگریز نے بنگلے اور بعضے مکان
پختہ بہی بنا سے ہین اور جہان کٹہ کے پہاڑ تلے بہتا تہا ایک مسجد ہی اوسکو
مہادیو کا مکان کہتے ہین وہان پیپل کا ایک درخت کہ اوسکے اوگنے کا آغاز کسیکو
معلوم نہین وہانکے مجاوروں مین جسکو احتیاج خرچ ضروری کی ہوتی ہی وہ کہانا
پینا چہوڑ کر اوسکے نیچے آبیٹہتا ہے اور مہادیو سے التجا کرتا ہی دو تین دن
بعد ایک پتا لکہا ہوا قلم غیب سے بخط ہندی اوسکے پاس آن پڑتا ہی اوسمین روپے جتنے
کہ اوسکی قسمت مین ہین اور نام فلانے ڈیروالی کا بلکہ اوسکے باپ دادا زن و فرزند کا بہی معہ
القاب و سکونت ہرچند کہ پانسو کوس پر کیون نہو ظاہر ہوتا ہی تب وہ اوسکو اپنے شہر اور
پاس لیجاتا ہے وہ بمطابق اوسکے ایک کاغذ لکہدیتا ہی اوسکو ہنڈوی کا چہٹہا
کہتے ہین پہر طالب اوسکو لیکر اوس شخص کے پاس جاتا ہے فی الفور وہ زر مسطورہ
حامل کاغذ کی حوالہ کرتا ہے چنانچہ خلاصۃ الہند کی مولف نے لکہا ہی کہ ایک بار ہنڈوی اونکا
میرے نام سے بہی لایا تہا مبلغ سعادت جان کر بمعلوم اوسکو لیا اور تیرا ہی ہی کہ اس مین بات نہین

ہوتا ہے کہ مجاوروں کا نیب سال میں ایکبار شیو برت کے دن اوس تالاب میں جاکر
خاک اوٹھاتا ہے اور ہر ایک مجاور کو اوس میں سے دیتا ہے بلند اوس کے
نصیب و خاک سونا ہو جاتی ہے ترھت قدیم سے دار العلم ہندوں
آب و ہوا وہان کی بہت خوب دہی وہان کا چکا اور نہایت خوش مزہ
ہوتا تحفہ بلکہ خلاصۃ التواریخ کے مصنف نے لکھا ہے کہ ایک برتن
میں بھر کر الٹا کر دین گرتا نہیں اغلب کہ یہ مبالغہ ہو کیونکہ عقل و نقل کے خلاف ہے اور دودھ
جمی حالت پر قیاس کہتے ہیں کہ اوپر اگر پانی اوس میں ملا دیوے تو غیب سے اوسکا
بدلہ بہت اور بطلین ہی اوس بستی میں اتنی بڑی اور قوی ہوتی ہے کہ
نکالی نہین جا سکتا علاوہ اوسکی برسات میں ہر ایک ہتی کی کثرت ہوتی ہے
میں آگے میں اور باشندے وہان کے خطرناک شکاری ہے اوٹھانے میں
کی میں قابل ہیں اگر ہاتھی کچھ دیوین تو بے ہیچ شکاری اور اوٹھانے والے
خشکی بہت پیدا ہوتی میں رھتاس قدیم سے ایک
دشوار گذار ہے اور کوہ کے بیچ میں گھاٹیاں اوسمین اکثر ہوتی ہیں چشمے
سے جوش مارتے ہیں اور جنگل بہت وہاں جا کر کھودے
بیشتر تالاب برسات میں دو سو سے چھوٹے بڑے جگہ ہیں جو ہمیں گرمی
معتدل دو مہینے سے زیادہ لیکن پانی کی احتیاج نہیں ہوتی جب مینہ
برستا تھا تب کبھی پانچ مہینے کچھ کم و زیادہ بر سات
پہاڑوں کی بہتات سے شادابی ہے باشندے نہیں
ان کے کاشتکاری جیسی چاہیے ویسی ہوتی کہ شعر و شاعری کا نہیں ہے

بیماری ایک اناج کثرت سے ہوتا ہے تپت سنستا یدمزہ شر کے مانند مفلس
سپید یست یا کمینے اسے کھاتے ہین گو کہ وہ سبب بعضے امراض کا بھی ہوتا ہے اگرچہ
یا اس صوبے مین بہت ہین پر گنگا سوت گنڈک کلان تر لیکن سون جبال
نوپل سے آکر منیر کے نزدیک گنگا سے ملی کہتے ہین کہ نربدا اور وہ ایک چشمے
سے نکلی ہین اور گنڈک شمال کی جانب سے آحاجی پور کے قریب کرمناسا ایک
کے پہاڑ سے نکلکر جونسا گذرمین اور بین جنوب کی طرف سے آقنوج کی
لو دہی سے گذر عظیم آباد کے نزدیک غرض مہتر دریا وایسے کہ جنمین ناو چلے اور
ہوئے انگنت گنگا سے شہر نارگو رتک پہنچتے پہنچتے ملے اکثر ہنود خاص کرمناسا
ترتے ہوئے یہہ احتیاط کرتے ہین کہ ایک قطرہ اُسکے بدن تک نہین پہنچتا نہا
ہو لیا ذکر ہے پر خلاصۃ التواریخ کے مولف نے لکھا ہے کہ جس مقام مین گنڈک گنگا
سے ملی ہے جو کوئی وہانکا پانی پیئے اُسکے گلے مین گھینگا نکلے رفتہ رفتہ ناحیل کے
ہو جائے اور سیر المتاخرین والا یہہ لکھتا ہے کہ حاجی پور کی آب وہوا کی
خاصیت ہے اکثر وہانکے لوگ اس مرض مین گرفتار رہتے ہین اور گھینگے اُنکے
نکلے ہار لیکن واقع مین اُسکے خلاف ہے شاید چالیس پچاس برس آگے یہہ بات
ہو ہوا اب تو نہین ہان بعضے بعضے اشخاص کے گلو مین البتہ سو یہہ کہان نہین اور
دریاے مذکور کا مثل اکثر گنگا بلکہ ہزار ہزار ون آدمیون نے پیا اب تک
پہنچے ہین لیکن گلا کسیکا سوجا بھی نہین گھینگے کا تو مذکور ہے مگر ایک لودھی
مظفر پور کے تلے بہتی ہے اُسکے پانی کا یہہ اثر مقرر ہے بلکہ بمبالغہ یہانتک
ہین کہ چرند پرند جو اسکا پانی پیئے یہہ بیماری اُسکے گلے پڑے چنانچہ مظفر پور

ے اکثر حیوان وانسان اِس بلا مین مبتلا رہتے ہین وہ جو سنا تھا کہ ایک پتھر
کی چڑیا کوے کے بھی گلے مین گھیگا ہوتا ہے وہ یہی ہے اور سالگرام ایک پتھر حاجی پور
کی اطراف مین ہوتا ہے رنگ ہلکا سیاہ مقدار مین چھوٹا گول ہندوی فارسی مین
سنگ محک اسے کہتے ہین راقم خلاصۃ التواریخ کا یہان تک لکھتا ہے کہ چالیس
کوس کے عرصے تک قصبۂ مذکور کے نواح سے نکلتا ہے ہندو اسکو بھی ایک مظہر
الہی سمجھکر پرستش کرتے ہین بلکہ برہمنون کا عقیدہ یہ ہے جو بت کہ اوسے
سوا ہے قابل پوجنے کے نہین مگر یہہ پتھر قصہ کوتاہ طول اِس صوبے کا تیلیا گڈھی
سے لیکر رہتاس تک ایک سو بیس کوس اور عرض ترہٹ سے کوہ شمالی تک
ایک سو دس کوس مشرق رویہ بنگالہ غرب رویہ الہ آباد جانب شمال اودھ
جنوب کی طرف ایک بڑا پہاڑ حاجی پور مونگیر چنپارن سارن ترہٹ پٹنہ بہار
آٹھ سرکارین متعلق آٹھ سو چالیس محال آمدنی اٹھائیس کروڑ سات لاکھ
تینتیس ہزار دام

۵ صوبہ بنگالہ

جہانگیر نگر عرف ڈھاکہ ایک بڑا شہر آبادی و خوش ہوا دی مین نہایت بہتر
ہر ملک کی اشیا اسمین ہر وقت مہیا ہر قوم و اقلیم کے لوگ اسمین ہزارہا اصل نام
اسکا بنگ تھا لفظ آل کہ اوس سے ملا وجہ اسکی یہہ ہے کہ بنگلا زبان مین آل
بڑے پشتے کو کہتے ہین اور آسی باغ و زراعت وغیرہ کے گرد پانی کی محافظت
کے لیے بناتے ہین چنانچہ اگلے زمانے مین اِس ملک کے زمیندار اسی جگہ دس بیس گز
زمین دہانکی نیچی ہوتی ہے دس دس ہاتھ کے اونچے اور اکثر اٹھ ہاتھ کے

چبوترے بنتے بناکر مکانون کی بنیاد اونکے اندر ڈالتے تھے اور کھٹیان بھی اوسی طور
پر کرتے تھے بنا بر اسکے یہانکے عوام نے اس ملک کا نام بنگالہ رکھدیا گرمی اس ملک
مین چالیس پچاس برس سابق اعتدال سے قریب تھی اور جاڑا نہایت کم برسات
جیٹھ سے شروع ہوتی تھی اور چھہ مہینے رہتی لیکن بالفعل بعضے ملکون مین گرمی
اوس سے کہین زیادہ چنانچہ سال گذشتہ مین تو ایسی پڑی تھی کہ ایک عالم
نے اذیت کھینچی بلکہ اکثر حیوان انسان حرارت سے تلف ہوے بارے ابھی اتنا
پڑتا ہے کہ سمیر پھیروی کا بالاپوش انسان رات کو اوڑھہ سو لیے لیکن ٹھنڈھ بہت
نہین ہوتی بلکہ پہر دن چڑھے سے لیکر دو تین گھڑی دن رہے تلک رضائی
کی حاجت نہین اور دوپہر سے سہ پہر تک ایک دوپٹہ کافی ہے لیکن اس موسم مین
کہرا اکثر پھوہار کی مانند پڑتا ہے بلکہ کبھی کبھی تو آسمان دھوان دھار ہو جاتا ہے
سورج پہر ڈیڑھ پہر دن چڑھے تک نظر نہین آتا اور برسات پانچ مہینے کی بلکہ
کچھہ کم شروع اوسکا آدھے جیٹھ سے اور آخر کاتک کا اول معہذا اگر جیٹھ کی ابتدا
مین یا کاتک کی انتہا مین کسی برس مینہہ برسے تو کچھہ مضایقہ نہین کیونکہ
کبھی کبھی غیر موسم کیا پچھم کے ملکون مین نہین برستے وہان اس ملک مین کشت
ہوتا ہے اقسام اسکے بہت ہین اگر ایک ایک دانہ ہر قسم سے لیوین تو
ایک تھیلیا بھر جاوے لطف یہہ ہے کہ ایک کھیت مین تین تین بار
پیدا ہوتے ہین جسقدر پانی بڑھے زیادہ پھیکے بال اوسکے پانی مین نہ ڈوبے
کھیت والون نے جو کبھو اوسکو ناپا تو پچاس پچیس ہاتھہ سے کچھہ اوپر پایا
اور رعیت یہانکی حاکم سے سرکشی نہین کرتی زیرو اچھی ایک برس کا آگھ

بیٹھنے مین بٹھاتا تھا کچہری مین آنچ سجا دیتی ہے گھر اس ملک مین بہت حقیر
ہے اگرچہ کتنے والدار مضبوط خوش اسلوب دیرپا ہوتے ہین بلکہ بعضے بعضے بنگلون
مین تو پانچ پانچ چار چار ہزار روپئے لگ جاتے ہین پر دیوارون کی جا ٹٹیان
کیونکہ کچی دیوار یہان کی نہین ٹھہرتی مگر خشتی سو عزیزون کو کہان میسر بلکہ اکثر
صاحب مقدور بھی بسبب حجت کے نہین بناتے اور پاس ان اشخاص کے اکثر
گلی تھوڑے سے بر بھی بستیان بھی بیشتر یہان کی درختون مین ہوتی ہین یعنی
ایسی جگہہ گھر بناتے ہین کہ ادھر ادھر اسکے درخت ہون خدانخواستہ اگر ایک
گھر کو آگ لگے تو گانون کا گانون پھنک جاتا ہے پھر اپنے اپنے گھرون کے
نشان کسیکو معلوم نہین ہوتے مگر ان درختون کے آثار سے بوریا بھی اس نواح
مین بعضا بعضا ملایمت مین ریشم کے برابر اور صفائی مین محمودی کی چاندنی
سے کہین بہتر بلکہ گرمیون مین فرش اسکا اسکے آگے گرد اور یہہ آپ سے سرد
سیتل پاٹی اسکو بجا کہتے ہین واقعی کہ اسم با مسمی ہے خوراک خاص یہان کے
لوگون کی مچھلی خشک گڑ دال تیل دہی لال مرچ ترکاری ساگ بلکہ مچھلی حضرت نوح
کے وقت کی بھی اگر پائین تو کھا جائین اور ترکاری کے نادن کو لکی پتا یا چھلکا
چڑھے ممکن نہین کہ آستے ہاتھ اٹھائین گون بھی زیادہ کھاتے ہین لیکن اس
ملک کے بعضے بعضے مقام مین گیہون کم ہوتا ہے پر دلی گیہون جو چنے کی اگر آئے
کیسی ہی خوب ہو نہین کھاتے بکری کا گوشت مرغ گھی انکے مزاج سے موافق
نہین بلکہ ریاض السلاطین کا مصنف لکھتا ہے کہ ان غذاؤن کو اکثر معدہ انکا
قبول نہین کرتا اچھا اگر جو کھا جائین تو استفراغ کر دین پر اپنے دیکھنے مین نہین آیا

ریا اور کسی تحقیقتہ بنگالی سے صحبت کبھی نہین رہی شاید اونکی یہہ عادت ہو تو
ہو ہر کسی کی تو نہین اور پہناوا عوام الناس کا خواہ وہ مالدار ہو خواہ مفلس سوا تو
ستر کے کیونکہ مرد ایک سفید کپڑا جسکو دھوتی کہتے ہین ناف کے نیچے سے
باندھتے ہین زانو تلک وہ سے ڈھکتا ہے اور دو تین پیچ کی ایک لنگی سر کے گرد
لپیٹ لیتے ہین چندیا ساری کھلی رہتی ہے مگر جو اہل ہند یا کسی اور ملک کے باشندے یا
یہان آکر بسے اور دو دو تین تین پشتین اونکی گذر گئین یا جنکو ہندوستانیون کی
اکثر صحبت رہی یا روزگار پیشہ اہل خادم جامہ نیمہ بھی پہنتے ہین پر اپنے گھرون
مین بیشتر اسی طور پر گذران کرتے ہین لیکن خلاصۃ التواریخ والا جو لکھتا ہے
کہ زن و مرد کپڑے نہین پہنتے ننگے رہتے ہین اوسکی مراد بھی یہی ہے یعنے جسپر لفظ
پہنے کا صادق آئے ویسی پوشش انکی نہین اور یہہ جو تصریح کرتا ہے کہ کار
بار یا ہر کا بھی خاص عورات سے متعلق ہے خصوصیت اس امر کی بالفعل تو
ثابت نہین اوس عصر مین شاید ہو پر لباس اکثر عورات کا بھی ایسا ہی کچھ ہے
کیونکہ ایک ہی کپڑے پر یہہ بھی اکتفا کرتی ہین نام اوسکا ساری ہے اسطور
سے کہ ایک اوھوار اوسکی ناف سے لے پنڈلیون تلک لپیٹتی ہین اور دوسری
پیٹھہ گردن اگلا دھجا سر لیا اوقات کھلا رکھتی ہین بلکہ پانون بھی ننگے پاپوش
نہین پہنتین اور سفر یہان بیشتر ناؤ پر خصوصاً برسات مین کیونکہ کشتیان ا
س ملک مین اقسام کی بہتایت سے گھاٹونپر چھوٹی بڑی مہیا رہتی ہین
جس وقت مسافر چاہے سوار ہو بیٹھے اور جس شہر کو چاہے بآرام چلا جاوے
ور گرمی جاڑے کے موسم مین رتھین گاڑیان چھکڑے بلکہ پالکی تامجام بھی

جیسے چاہے اوپر سوار ہو لیکن اچھا گھوڑا ہاتھ نہیں لگتا مگر ٹٹو بہت سے مول کر
پیر ہاتھی بکثرت ہوتے ہیں اور موتی جواہر عقیق یشم مطلقاً اس سرزمین میں نہیں
مگر اور ملکوں سے آتا ہے پھل سوائے انگور و خربوزہ و انواع و اقسام کے یہان جو
ہیں حضور نے آم اناناس کیلا کہ ہر ایک اس خوبی کے ساتھ اور بلاد ہند میں نہیں ہوتا
لیکن خاص اس ضلع کے میوون میں ایک گلاب جامن ہے اگرچہ میٹھی تو خوب نہیں
ہوتی پر اسکے ہضم ہونے تک جب ڈکار آتی ہے گلاب کی باس آتی ہے پھول
بھی سبھی طرح کے ہوتے ہیں پر کیوڑا اکثرت سے اور دھولنا کہ یہہ قسم خصوصیت
اس ملک سے رکھتی ہے اور بعضے مقاموں میں سونٹھ سیاہ مرچ بھی پیدا ہوتی ہے
اور یہان تو اقسام کے اجزا ریشم بھی نسبت بہتا ہیت سے مگر کپڑا بھی ریشمی ہر قسم
کا یہان خوب بنا جاتا ہے کہ ویسا اور کہیں کم دیکھنے میں آتا ہے سچ تو یہہ ہے
کہ کپڑا سفید بھی اقسام کا خواہ مہین ہو خواہ گاڑھا اس ملک کے بعضے شہروں
میں ایسا خوش قماش تیار ہوتا ہے کہ دیکھنے والا اس سے کیفیت آب روان کی
اٹھاتا ہے اور پہننے والا لطافت سیکھہ پاتا ہے فی الواقع اسکی بافت کی صنعتیں اور
ساخت کی کیفیتیں کسی اور دیار کے بافندے نہ ایک میں بھی پا سکیں ہر چند
ایک عمر اس ہنر میں بسر کریں بننے کا تو کیا ذکر اسیواسطے یہان کے سردار اپنے
ہم سروں کے لیے بطریق سوغات سب اوقات کپڑا خاص اس قسم کی بھجوایا کرتے
تھے اور سوداگر اکثر اپنے نفع کے لیے ملک بملک لیجایا کرتے تھے چنانچہ ابتک
تو بدستور جاری ہے لیکن اول میں بسبب انقلاب زمانہ کہ مراتب خلل پڑگیا اور جیسے تھانہ
جو یہان کے ناظم حضور اعلیٰ میں ارسال سال بسال کیا کرتے تھے وہ محمد شاہ کے بعد

یکسر موقوف کر دیا بلکہ اپنی ٹکڑیان بجز رقص اور یہی سرود اسرودن مین سمایا آداب
کا طریقہ ایک لخت بھلایا شراب نخوت و رعونت مین سرشار ہوئے و آداب کے
طریقے سے یک لخت دست بردار لیکن خمار اسکا خوب ہی کھینچا اس طرح کا صدمہ
جان و مال کو پہنچا لکھنوتی قدیم شہر ہے آباد کرنے والا اسکا مسنگدیب احوال اسکا
یون کرتے ہے کہ بنگالے کی سرحد مین کوچ ایک بستی ہے اُس شخص نے وہان کی نواح
خروج کیا آخر شورہ پہار و بنگ کو لے لیا پھر اس شہر کو بسایا اور اپنی تخت گاہ ٹھہرایا
چنانچہ دو ہزار برس تک شہر مذکور دار الحکومت صوبہ بنگ کا رہا بعد اسکے پایندہ
ہوا پھر جہانگیر نگر بعد اسکے مرشد آباد بلکہ اب تک بھی صوبہ مسطور کے ناظم کی بود و باش
اسمین ہے قصہ کوتاہ جس وقت کہ ہمایون بادشاہ لکھنوتی مین داخل ہوا اُسکی
آب و ہوا کو اچھا دیکھا جنت آباد نام رکھا اب وہ ملک ایسا اُجڑا ہے کہ ہزار ہا
درندے گزندے وہان اپنے گھر بناتے ہین فقط قلعے کے دروازے کا نشان اور
مسجد طلائی کے کچھ آثار نظر آتے ہین بیت ہزارون مین تھے حسین حسین ایوان
وہان اب نہین ایک گل کا نشان ٭ جہان مسندین بادشاہون کی تھین ٭
وہان ایک گدا کا بچھونا نہین ٭ مشرق طرف شہر کے چھتہ چھتہ ایک جھیل سے
باندہ اسکا اب تک قائم لیکن جبکہ آباد کی بنیاد مستحکم تھی برسات مین پانی کا
گذار شہر مین مطلق نہوتا تھا اب یکسر سطح آب ہو جاتا ہے بلکہ کشتی بھی بازار مین آتی
جاتی ہے اور قلعے سے ایک کوس کے فاصلے پر ایک قدیم عمارت تھی اسمین ایک
حوض بھی نہایت متعفن نام اسکا پیاری تھا جو کوئی پانی اسکا پیتا اقسام
بیماریون مین گرفتار ہوکر مر جاتا کہتے ہین کہ اکبر کے عہد سے پہلے گنہ گارونکو وہان

قید کرتے تھے کہ اسکا پانی پیکر جلد ہلاک ہو جائیں سلطان ممدوح اس امر کا مانع ہوا
اور اس دستور کو اٹھا دیا مرشدآباد ایک بڑا شہر بھاگی رتی کے کنارے
اور ایک تیر کے وقت لمبا لیکن دریا کے دونو کنارون منتشر پر پہلے اس جگہ مخصوص خان
سوداگر نے ایک سرا بنا کر مخصوص آباد نام رکھا تھا کتنی دوکانیں اسمین تھین
جب جعفر خان نصیری کو اصالۃً صوبہ داری بنگالے اور اوڑیسے کی محمد عالمگیر نے
عنایت کی اور مرشد قلیخان خطاب پایا تب اسنے وہین شہر آباد کیا اور مرشدآباد
نام رکھا ملکہ دارالحکومت اسکو ٹھیرایا چنانچہ اب تک بھی سن بارہ سے بتیس ہجری
مین اور ریاست صاحبان کمپنی دام ظلہم کی بود و باش ناظم کی اسمین ہے طول
اسکا چار کوس سے کچھ زیادہ چوڑی ہوئے دار اور ساری یہان کی مشہور باغات
و عمارات بھی فی الجملہ لیکن نہ قابل تحریر آا موتی جھیل و گوری خنگلے کی سو وہ خراب
و مسمار ہو گئین زبانون پر فقط نام رہگیا ہان ایک نواب سراج الدولہ کا [illegible]
عمارات امام باڑہ اب تک قایم ہے کیفیت وضع اوسکی بیان سے سوا ہے سچ ہے
کہ اس ساخت کا امام باڑہ بلاد ہند مین کہین نہین ہر چند کہ تیاری اوسکی اب عشر
عشیر سے کم ہے لیکن نمونہ گلزار یادگار گلزار قطعہ لطافت اور صفائی کی کیا
کرون تقریر ؛ عمارت اوسکی نور رکھتی ہے حکم شیشے کا ؛ جو روشنی کا سامان جابجا
چند ہوا اسمین ؛ عجب کیا ان تو اس بات کا اچنبھا کیا ؛ زبان بھی اس شہر کے
لوگون کی بہ نسبت یہان کے اور بلاد کے باشندون کی درست و جا بیجا اسکی فصاحت
ہونا اکثر اوقات ہندوستان زادون سے کیونکہ محمد شاہ جہان آباد کی برہمی کے
قبل از حکومت صاحبان عالیشان بیشتر دستے اوس شہر مین وارد ہوئے تھے

ملکہ سکونت بھی اختیار کی تھی شہر مذکور البتہ لطف سے خالی نہین لیکن دریا سے
نشیب مین واقع ہے اگر پشتہ دریا کا یا اکبرپور کی جھیل کا باندھ خدانخواستہ
برسات مین ٹوٹے تو بسارا شہر ہی ڈوبے چنانچہ سن بارہ سے سولہ کے اخیر مین
طغیانی آب سے بھگوان گولے کیطرف کا پشتہ جو ٹوٹ گیا محلے کے محلے غرق
ہو گئے یہانتک کہ نواب مظفر جنگ مرحوم کے نوساخت مین پانی گھٹنون سے
کچھہ اوپر تھا بلکہ اور عمارتون مین بھی علی ہذا القیاس کہتے ہین کہ ایسی پانی کی طغیانی
ایک مرتبے نواب مہابت جنگ کے عہد مین بھی ہوئی تھی حافظ حقیقی اب اس
آبادی کو محفوظ رکھے اور پشتون کو پہاڑون کا سا استقلال بخشے سیدار ہگلی اور
سات گام آدھہ کوس کا باہم فاصلہ رکھتے ہین سات گام کی شہرت اور آبادی
بہت بڑی اور بڑی عمارت تھی حاکم وہین رہتا تھا جب یہہ مقام دریاؤن کی طغیانی
سے اجڑا ہگلی کی آبادی نے کمال رونق پکڑی فوجدار یہان کا علاقہ حضور
اعلی سے رکھتا تھا بنگالے کے ناظمون کا چندان محتاج نہ تھا جعفرخان نے
فوجداری بندر مذکور کی بادشاہ سے درخواست کر کے نظامت مین لگا لی اور
ہر ملک کے سوداگرون تاجرون سے مراعات شروع کی محصول دو حبی سے
ایک دام زیادہ نہ لیتا بلکہ کچھہ اسمین سے بھی چھوڑ دیتا پھر تو فرنگ وچین
وایران وتوران وعرب وعجم سے اکثر تجارت پیشون کی آمد و شد ہونے
لگی بلکہ بہتیرے مالک جہاز نے بود و باش بھی اپنی یہین ٹھہرائی لہذا شہر مذکور
کی آبادی نہایت بڑھ گئی اگرچہ اکثر اقوام کے تاجر یہان تھے لیکن مغلون کا
اعتبار بیشتر تھا اور اہل فرنگ کو قلعے اور برج کی بنیاد ڈالنے نہ دیتے مگر

کوٹھیون کی تعمیر کا حکم تھا صاحب فوجدارون نے سخت گیری اور زیادہ طلبی شروع
کی شہر مذکور ویران ہوگیا اور صاحبان عالیشان کی رعایت و حمایت و اسپانی
محصول سے کلکتہ زیادہ تر آباد کہ بالفعل الحکایت سے ہے شہر کلکتہ زمانہ
سابق مین ایک گانون تھا وجہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ کالی نام یہان ایک بت
ہے اور بنگلا زبان مین کتا صاحب کو کہتے ہین اس سبب سے نام اسکا کالی کتا
ٹھہرا پھر رفتہ رفتہ زبانون کے تغیرات سے یہ بھی گر گئی کلکتہ بنگیا لیکن آباد
ہونا اسکا اور صاحبان عالیشان کی کوٹھیون کا بننا جسطرح ہوا بیان اسکا یہہ ہے
کہ نواب جعفر خان کی نظامت تک کمپنی بہادر کی کوٹھی ہگلی مین [illegible]
سے متصل ہگلی کے قریب تھی ایکدن یکایک زوال کے وقت مین
دہا کی دھسنے لگی اسوقت صاحبان انگریز کھانا نوش کرتے تھے بارے سراسر
نوکر سنے پڑے نہایت جد و کد سے نکلے لیکن مال و اسباب تمام و کمال مع اکثر ذی
روح اسمکان کے ساتھ پانی مین غرق ہوا بلکہ بعضے انسان بھی تلف ہوگئے
پھر مسٹر چارنک نے تبار سی باغ کو مول لیکر درخت اسکے کاٹے اور کوٹھی بنانی
شروع کی پیرو منزلہ سہ منزلہ عمارتین بنانے کا ارادہ کیا جب دیواریں اٹھکے چکین
شہتیر ڈالنے کی جہت چھتنے لگی وہان کے شرفا نجبا خصوصاً مغلون نے کہ تاجر
مین عمدہ تھے مرزا ضم فوجدار سے کہا کہ جب نامحرم ایسے بلند کوٹھون پر چڑھینگے
تو ہمارے ناموس کی بے ستری ہوگی مطلق حرمت نرہیگی فوجدار نے اس
کی عرضی نواب موصوف کو لکھ بھیجی اور متعاقب اسکے ان سبکو روانہ کیا
پہنچتے ہی حضور مین وے فریاد کی ہوئی جعفر خان نے فی الفور پروانہ تعمیر کی منع کا

کا نہایت تاکید سے لکھ بھیجا فوجدار نے پڑھتے ہی اسکو حکم کیا کہ کوئی راج مزدور
بٹھا ہٹی وہاں نجانے اور عمارت ناقص پڑی رہے صاحب موصوف اس حرکت سے
نہایت آزردہ ہوا بلکہ ارادہ لڑنے کا کیا لیکن سپاہ قلیل تھی اور جہاز بھی ایک
علاوہ اسکے مغلوں کی کثرت فوجدار کی حمایت اس ارادہ کو فاسد جانکر نہیں کیا
اور جہاز کا لنگر اٹھا لیا آخر کنارے کی بستی کو آتشی شیشے سے جلاتا ہوا چل نکلا فوجدار نے
ہر چند اسکے روکنے کا تدارک کیا لیکن پیش رفت نہوا اور جہاز سمندر میں جا پہونچا
پھر وہاں سے دکھن کی طرف روانہ ہوا ان دنوں اورنگ زیب دکھن میں تھا اور غنیموں
نے چار طرف سے رسد بند کی تھی لشکر پادشاہی میں قحط عظیم تھا کرناٹک کی
کوٹھی کے سردار نے بہت سا غلہ جہازوں پر لاد کر لشکر میں پہونچایا اور خدمت شایستہ شاہانہ
بجا لایا مورد الطاف و عنایات ہوا اور اپنے مطالب و مقاصد کو پہونچا یہانتک
اوسنے بلکہ فرقہ انگریز سے راضی ہوئے یہانتک کہ سند و فرمان محصول کی معافی
کے اور کوٹھی کی تعمیر کے عنایت کئے تب مسٹر چارنک پادشاہی احکام و فرمان
دکھن سے لیکر بنگالہ کو پھر آیا اور وکیل معہ نذر و پیشکش ناظم کے پاس بھیجکر سند
مطابق کوٹھی کے بنانے کی حاصل کرکے بنیاد ڈالی اور شہر کی آبادی پر متوجہ ہوا
تجارت کا بھی کاروبار بخوبی کرنے لگا اب تک بھی وہ کوٹھی قائم ہے پرانا قلعہ اسکو
کہتے ہیں القصہ شہر مسطور نہایت کلان و معمور بھاگی رتھی کے کنارے پر بہت سے ملکوں
کے ساتھ واقع ہے آبادی اوسکی دید کے لائق عمارات اوسکی عمارات چین و صفاہان
سے فائق تعمیر کا طور ہی نیا نقشہ ہر ایک مکان کا جدا حویلیاں پختہ گچ کی برابر برابر
سڑکین ستھری ہموار سراسر فضا اوسکی رشک فضائے باغ ارم اور ہوا غیرت نسیم صبحدم

صبحدم سبزی پر انکی زمرد زہر کہاے اور سرخی سے مونگے کا جگر خون ہو جاے
علاوہ اسکے رجبیون کا اژدحام حسن کی گدری کی ایک دھوم صبح و شام ایسا ابیات
جو اندر بھی اسوقت ادھر کو آ نکلے ⁂ تو اپنی سبھا مین کبھو پھر نجائے ⁂ اگر دیکھے انکے
تک اس شبستان کو ⁂ پری بھی چھوڑ دیوے پرستان کو ⁂ بشر کو کہان پھر لٹانے
کی تاب ⁂ جگر برق کا یہان تو ہوتا ہے آب ⁂ ٹھہرا اپنا جی منفعت ہی بخیر ⁂
سمجھ کر ذرا اس جگہہ دیکھ کر ⁂ ہر ایک محلے مین عالم الطلسمات ہر کوچے سے انکے
نافی ہات گہر بیوپاری کا ہر ملک کی اجناس متعدد سے بھرا ہوا صرافے کی ہر دوکان
مین روپے اشرفی کا تودہ لگا ہوا بازار مین ہر طرف جھل جھل شیشہ آلات کی دوکانین
رشک شیش محل ابیات کھلا بازار اور رستے کشادہ ⁂ بیاض جدولی ہو
جیسے سادہ ⁂ دو رستہ اہل حرفہ اور دکاندار ⁂ لڑی موتی کی ہو جیسے نمودار ⁂
ادھر کو جوہری اور ادھر کو بزاز ⁂ ادھر صراف اور ادھر کو طلاساز ⁂ روپے اشرفی
دیکھے برستے ⁂ ادھر سے تھکتے یہ جون نرگس کے دستے ⁂ کناری اور گوٹے
اور سلمہ ⁂ شال برق کرتے ہین جھلا جھل ⁂ جو کچھ چاہو تم اسباب جہان سے
بہم ہو جنس پہونچے ایک دکان سے ⁂ فی الواقع آبادی اسکی اکثر آبادیون سے
دونی اور بستی اسکی بہت سی بستیون سے بڑی کیونکہ جیسا بازار خشکی مین ہے
ویسا ہی ناوجہازونکی کثرت سے پانی مین بھی ایک شہر بستا ہے لیکن سبب آبادی
کی ترقی کا یہہ ہے کہ ہر ایک صاحب گورنر اسکی تعمیر کی افزایش پر متوجہہ ہا اور
لکھنا چاہئیے اس کام پر اپنے سرکار دولتمدار کا خرچ خاص ویسا نواب گورنر جنرل لارڈ
ارکولیس بہادر نے تو رات گئے جیسا اچھا اسا تھا اسکے شہر کا اسلوب بھی بہت

خوب کر دکھایا چنانچہ ایک عمارت ایسی عالیشان بنائی کہ جسکے سبب شہر کی رونق
بہت سے زیادہ بڑھائی تشبیہ اوسکی کس سے دیجیے کہ جہان مین اسکا نظیر نہین
ثانی اسکو کسکا کہیے کہ کسی عمارت کی ایسی تعمیر نہین سچ تو یہہ ہے کہ جیسی اسکے
بنانے والے کی امارت مین آن بان جدی ہے ویسی ہی اوس مکان کی عمارت کی
شان جدی ہے قطعہ شفافی و صفائی یہانتک ہے جسکی سمت ؂ نور صفائے
صبح کو رہتا ہے انفعال ؂ نقش و نگار اوسمین ہین ایسے کہ حسن کا ؂ انسے نگارخانہ
چینی کرے سوال ؂ اور ارتفاع یہہ ہے اگر عوج ابن عنق اوسپر کرے نگاہ تو پگری
کو لے سنبھال جسقدر اوس مکان کی تعریف کیجیے بجا ہے اور جتنا اس شہر کو سراہیے تو
روا ہے واقعی بلاد ہند مین اب ایسی پر عمارت آبادی کہین نہین اور تاجرون
سوداگرون کی کثرت بھی اتنی کہین نہین صاحبان کمپنی کی مدت سے تجارت گاہ
ہے اور سرداران انگریزی کی قدیم عشرت گاہ بالفعل اکثر صنعت کے اشخاص مشغول
اور صناع صنعت گری مین کامل بسبب بکثرت موجود ہین اور اشیا و تحالیف بھی
انواع و اقسام کی علی ہذا القیاس خرید فروخت کا سررشتہ بخوبی جاری خوش و
خرم ہر ایک بیوپاری لیکن رنگین کپڑے جلد بدرنگ ہو جاتے ہین خصوصاً لال کا
تو رنگ رہتا ہی نہین اور اشیاء قوامی بھی مثل شربت و خمیرہ و معجون کھٹا ہو جاتی
ہین بلکہ خشک دوائین بھی بیشتر بگڑ جاتی ہین بسبب اسکے ہوا کی شوریت و عفونت
و رطوبت چنانچہ گھرون کی زمین ہمیشہ نمناک رہتی ہے بلکہ دو دو تین تین گز دیوارین
بھی نیچے سے مکان تو قابل بود و باش کے نہین اگر دو منزلہ سہ منزلہ مکان بنائین
تو یہان کے باشندے مطلقاً آرام نپائین اور پانی بیشتر تالاب کا پیتے ہین

پایسنہ کا کوسی تمام بیابان کے کہاری ہو ۱. آب باری دریاے شور سے مقرب ہے
نپٹ بہاری خصوصاً جوار کے وقت مراد اوس سے اوٹھنا ہے دریا کا اور اوترنا بحالت
آوے بیان اسکا عجایب المخلوقات مین یون لکھا ہے کہ ہر دریا مین یہ نہین ہوتے
مگر شور دریا مین پاے جاتے ہیں جو اوس سے متصل ہین ساتھ اوسکے اور اونکے عمق مین پتھر
حق نہایت سخت ہوتی ہین پھر جسوقت ماہ محاذی اونکی سطح سے ہووے اور شعاع
اوسکی اون پتھرون پر پڑے پھر وہانسے پلٹے پانی کھولنے لگتا ہے اور رقیق ہوتا جاتا
بسبب حدت پانی کا لطافت ہوتی ہے اور اوسکو مکان وسیع چاہئیے ناداں بعضے
اجزاے آب بعضے دیگر کو تموج سے ٹکر لیتے ہوئے کنارے سے ادہر کو دیتے ہین
لیکن یہ گھٹنا بڑھنا موافق حرکت قمر ہے غرض جسوقت چاند آسمان کے بیچون بیچ
پہنچتا ہے جوار کامل ہوتی ہے جہان وہانسے زایل ہوا جانے کی ابتدا ہوئی یعنی
پانی کا غلیان گھٹنے لگا آخر حالت اصلی پر آجاتا ہے جب افق غربی پر پہنچا
پھر جوار شروع ہوتی ہے اور بڑھنے لگتی جہان وتدالارض پر آپہنچتا ہے کمال طغیانی
اسکی ہوتی ہے جب وہان سے سرکتا ہے گھٹنا شروع ہوتا ہے رفتہ رفتہ
پانی پھر اپنے طور پر بہنے لگتا ہے جسوقت قمر پھر افق شرقی پر پہونچا جوار کا آغاز ہوا
لیکن اسکی اور اوسکی ابتداے حقیقی ہرگز محسوس نہین ہوتی مگر عرق العرق بیان
بحر مانند ہیجان اخلاط بدن آدمی ہے جیسے اوسکے گھٹنے بڑھنے کی علت محاکے
نزدیک قمر پڑتا ہے ویسے ہی اوسکی بھی غرض اوس ساعت پانی یہان سے
دریا کا پینے والے کے حق مین سم ہے بلکہ آب تیغ دو دم خدا نگہدار جسنے اوسکو پیا
وہ بیمار و کسب جیسا لیس اگل ورشتر ملک کا تالاب پانی پر ٹھہرا اسی واسطے پیا

تالاب کی اس ملک میں اکثر ہے اور ایک نام خاص بھی بعضے بعضے تالابون
کے لیے مثلاً لال ڈگی چورنگی وغیرہ اور سوا اسکے اپریل جوار بھاٹے کے وسط ماہ کی
تین تاریخون مین اور آخر ماہ کی ایکبار دن رات مین پانی یکبارگی دیوار بلند ہوکر
نہایت زور شور سے دریاے شور کی طرف سے آتا ہے جہاز بھی اوسکے تلاطم سے
ہل جاتا ہے پھر ناؤ کو کیا چیز ہے اسوقت اگر گہرے پانی مین ہوئی تو توبچی اور
جو کنارے سے متصل لگی تھی تو اوسکے دھبکے سے خشکی مین جا پڑی اور ٹکڑے
ہوگئی اسواسطے ملاح ایام مذکور مین چھوٹی بڑی ناؤین بھاری بھاری لنگر ڈالکر
کنارے سے دور رکھتے ہین بنگلہ زبان مین اسطرح کی موج کا نام بان کہتے ہے لیکن برسات
مین اسپر قوت وشور سست نہین آتا سبب یقینی اسکا البتہ بتلا نہین سکتا اور
نام اسکے کوئی پا نہین سکتا مگر حکماے کے نزدیک شعاع شمسی ہے لیکن ایام معینہ اور اوقات
مقررہ مین پیدا ہونا مختلف کو بھی اسمین مداخلت ہے اور اوسکی کمی زیادتی
مین فصول اربع کو فی الواقع شعاع آفتاب مین حدت بمرتبہ ہے بیگر عملیات
بھی اس سے ایسا ہی کچھ ہوگا آب وہوا بھی یہانکی بہ نسبت زمانہ سابق کے
بالفعل اچھی ہے چندان بد نہین خصوصاً جاڑے کی رت مین تو ہمیشہ اعتدال پر
رہتی ہے یون درد دکھ انسان کو کہان نہین ہوتا کونسا شہر ہے کہ بیماریان جہان
نہین ہوتا لیکن لو اسپر کھجلی داد خارش سعار یورپ مین بکثرت ہے اور
پچھم مین بقلت اور نکو اسا بحر فیل یا گھینگا خاص اسی سرزمین مین ہوتا ہے
دہان مطلق نہین گرمی بہین کسیکو پسینہ بدر رستا اور اسنی محلے مین بڑے بڑے بازار
وچینی بازار کے بیچ ار دو گرجا ہے بہت اونچا کشادہ مشہور بھی سب گرجون کا

سے زیادہ تعمیر اسکی آغا ناظر ارمنیون کے سردار نے سن ایکہزار سات سو چوبیس عیسوی
مین کی اگرچہ اس شہر مین گرجے انگریزو پرتگیش وغیرہ عیسائیون کے بہت ہین پر
شہرت اسکی بیشتر ہے اور گھڑی بھی اسکی نہایت معتبر مسجدین بھی یہان کثیر
ہین لیکن نہ قابل تحریر مگر سنمانی ورزی نے ایک مسجد پختہ مربع نو برج کی متصل چتی
مین بنائی ہے واقعی تعمیر اسکی اسکے حوصلے سے باہر ہے اور یہانکی سب مسجدون سے
بہتر امام باڑے بھی علی ہذالقیاس بہتیرے کیونکہ کوئی سرکار وجمعدار خانسامان ناظر
وغیرہ نہوگا کہ جسنے اپنی حویلی کے متصل نہ بنایا ہو لیکن ایک چھوٹا سا گنبد دو تین
ہاتھہ کا اونچا اور چبوترا بھی اسی قدر لمبا چوڑا مگر بعضے بعضے جو جمعدار نے یا کسی
صاحب کی ہندستانی بی بی نے محلہ اور مکانات کے ساتھہ بھی بنایا ہے او بہت سا
پیسا اوسکی تیاری مین اٹھایا ہے لیکن ایسے استحکام تعمیر کے سلیقے اور تعزیہ داری
کے طریقے سے کیا واقف ہین تاہم اگر ایمان کے ساتھہ ہے اور نیت بھی بخیر تو
عقبی مین کچھہ رستگاری ہوگی والا دونون جہان مین ذلت وخواری اور محرم کی
ساتوین کو یہان کے باشندے جتنے تعزیہ دار ہین شدّے اور علم اوٹھاکر [illegible]
تلک شیون کرتے ہوئے لیجاتے ہین اور وہان سے اسی ہیئت سے پھر اپنے
گھر آتے ہین رستون مین خلایق کی کثرت سے رستہ کم ملتا ہے اور شانے سے
شانہ چلنے والون کا چھلتا ہے سپہری سے رات تلک یہی عالم اور ہر ایک گلی کوچے
مین ماتم رہتا ہے اوسکا نام یہان کے لوگون نے دوپہریا نام رکھا ہے اور آٹھوین دن
ہر ایک چھوٹے بڑے امام باڑے مین یہان کے زن ومرد مہندی کا سامان اور
روٹی پلاو پکا پکا لیجاتے ہین اور شیرینی فاتحہ امام کی دلاتے ہین غرض کہ

اسقدر تو نجس ہوتے ہین کہ اوسدن اگر شہر مین ڈھونڈھے تو ایک پیر بھی نمازی نہ
مگر اونکے مہوس کا ایک نالا ہر گلی کوچہ مین بہتا نظر آوے سوائے اسکے یہہ بھی
رواج وارزال اوس روز امام باڑون مین جاتے ہین اور عجیب عجیب سوانگ
لاتے ہین مثلاً جس شخص نے ایک امام باڑے مین عہد کیا تھا کہ میری یہہ مراد
اگر اس سال مین بر آئیگی تو مین یہان بیٹھکر اپنے سر پر چولھہ رکھکر کھیر پکاؤنگا
وہ کھیر پکاتا ہے اور جسنے اپنی منت کے برآنے پر قفل لگانے کا دہان عہد کیا تھا
وہ اپنے منہہ مین قفل لگاتا ہے ہر چند کہ اوسکے دونون گال چھد جاتے ہین کیونکہ
اوسکے ادہر اودہر دو پٹریان لوہے کی ہوتی ہین اور بیچ مین ایک پتلا سا تختہ
شکل اونکی گھوڑے کے دہانے سے کچھہ ملتی ہے غرض یہہ نخربا شخص اوسکو اپنے
منہہ مین لگاکر امام باڑے کے گنبد کے آس پاس پھرتا ہے اگر تین پھیرے مین
قفل کھلکر گر پڑا تو اسنے جانا کہ میری نذر نہایت قبول ہوئی اور اگر سات یا نو
پھیرے مین گرا تو فی الجملہ اور وہ جو کھیر سر پر پکاتا ہے وہ حالت اپنی ایسی بناتا
کہ لوگ جانین اسکو ٹھنڈ لگتی ہے کچھہ اوڑھہ بھی لیتا ہے گو کہ گرمی کی رت
ہووے غرض اونکی حالت کذائی کو اور قفل کے خود بخود گر پڑنے کو جھوٹی
امت کرامت سمجھتی ہے اور اجابت کی علامت طرفہ تر یہہ کہ اون جاہلونکا
ساتھہ اپنے یہہ بھی عقیدہ ہے کہ اگر کسی اور امام باڑے مین سوا اسکے امام باڑہ
معہود کے یہہ کام کرین تو نہ کھیر پکے اور نہ قفل کھلے احیاناً اگر کوئی عالم آدمی یا جاہلسا
کو جانے کہ اس فعل ناشایستہ سے باز رکھے کیا مجال بلکہ جناب امام کے
بھی مانع ہونے سے ترک اسکا آسان نہیں امر محال مصرعہ ہرکسی بخیال خویش

خوش خطے وارد؛ اور عشرے کے دن کوئی خاص طور یہان ہمین دیکھا
والا سنسکرت لکھنے مین آتا اور یہانکے ہنود کی بھی بعضی پوجا کا طور جدا ہی چنانچہ
درگا پوجا مین اور کالی کی پوجا مین اور کارتک پوجا مین یہ اپنے اپنے
گھرون مین بڑے بڑے روغنی بت ہر ایک کی شبیہ معین پر بنواکے رکھتے
ہین اور اونکو روز معہود مقرری پر دہوم دہام اور باجے گاجے سے دریا مین لیجا کر ڈال
دیتے ہین عوام یہانکے اسکو بھسان کہتے ہین غرض درگا پوجا بہت دہوم اور
ہجوم کے ساتھ ہوتی ہے اور اوسکے لوازم مین یہانکی خلقت بہت روپیا
پیسا اپنا کہوتی ہے نام اسکا نوراترا ابتدا اسکی کوار سدی پرواسی اور انتہا
دسمی کو لیکن چھٹ سے ستمی اشٹمی نومی تک تھاپنا کرکے یعنے پوجتے ہین
ایک کورے گھڑے مین پانی بھر کر اوسکے آگے پرستش مین مشغول ہوتے
ہین اور دسمی کو بسرجن کرتے ہین یعنے درگا کو دریا مین ڈال دیتے ہین اور
ایام مذکور مین خصوصاً چھٹی سے دسوین رات تک اکثر ہنود بنگالی حسب
حوصلہ اور مقدور کے موافق مجلس عیش کی جماتے ہین اگرچہ بیشتر ان مین
تھوڑے ہین پر اس کام مین بہت سا روپیا دکھاتے ہین چنانچہ یہان کے
اعزہ متمول مسلمانون کی بھی دعوت کرتے ہین بلکہ صاحبان عالیشان کی بھی عزت
اکثر قوم کے اشخاص اور صدر المجلس مین جاتے ہین اور ایک مکان وسیع مین عجز رنگ
برنگ کا ہر مکان مین اور تیاری کے لئے نہایت پاکیزہ و مصفا شیشے کی جہاڑ
فانوسین قندیلین متعدد روشن جابجا پاندان عطردان اگرتی وطلائی … مسند سے
سنگتردان چنگیرون مین اور پہول اگر کی بہری ہوئی بہانت بہانت گلدستون اور تختون کو … مین جو

پوشاکین بھی اونکے گلون مین نفیس نفیس اسباب مسلسل کناری بنت
کی جھمک بگڑے اور توڑے کی تسپر جھمک ٭ نظر چشم کی کسطرح تاب لاوی
کہان تک دل عاشقان پس نجاوے ٭ سطح فرش کی ہر دو جانب انگریزون
پر تکیون ارمنیون کی بیبیان اور مسیحیائین پر تکلف لباس پہنے ہوئی کرسیون
پر جلوہ گر حسن کا بازار لگا ہوا ادہر اودہر اسباب جو یوسف بھی اوس بزم دلکش
مین آوے ٭ تو دل ایک نظارے پر بیچ جاوے یہ ہر یہ کا چمکا ہوا رنگ بھی
کہ اندر کی بھی ابھار ڈھنگ ہی ٭ ہر ایک اپنے جوبن سے مغرور ہے ٭ قیامت
سے آفت سے بس دو رہے ٭ جو آوے پری اس شبستان مین تو دیو
جاوے نہ ہرگز پرستان مین ٭ پر انسان ناچیز کا ظرف کیا ٭ حواس اپنے
کیونکر رہین یہان بجا ٭ سچ تو یہ ہے کہ ہر قوم کی مجلس اور خوبرویون کی شان
جدی ہی اور ہر گروہ کے گلرخون کی ان بان جدی ع ہر گلے را رنگ و بوی
دیگر است قصہ مختصر ہر شب سحر تک ناچ راگ کا سمان بندھا رہتا ہے
اور تماشائیون کا ہجوم لگا رہتا پھر دسوین کو تیسرے پہر سے شام تک دریا
پر بھی ایک کیفیت ٭ زن و مرد کی کثرت رہتی ہے سواے اسکے اور بھی
کئی میلے اپنے اپنے موسم مین یہان ہوتے ہین لیکن نہ اس خوبی و کیفیت
کے ساتھہ بنابر اسکے طور اونکا تحریر نکیا اور اون کی تفصیل مین فائدہ متصور نہ
دیکھا شہر سے اندک فاصلے پر جنوب کیطرف فورٹ ولیم قلعہ ہے بنا
اوسکی پلاسی کی فتح کے بعد کرنیل کلیو کے عہد مین ہوئی لیکن
معلوم یہ ہوتا ہے کہ گویا آج بنا ہے اور ابھی تیار ہوا ہے عمدہ اسباب

چنانچہ قلعے کو اور آپکے باشندون کو درکار ہون ہمیشہ مہیا رہنے مین بلکہ دن دن
ان امور کی ترقی و زیادتی ہے ساخت کا تو اوسکی ذکر کیا ساخت ہے جیسی
عمارت کی طرز ہی نئی ہاں برج کے کسی قلعے سے ہتا نہیں ملتی چار دیواری باہر سے
تو پشتے کی مانند اور اندر سے نہایت بلند کھینچ کا داسکے کون پا سکے اور بچاؤ لگانیکی
مجال جو تیاسکے واقعی ایک عالم کے لیے علم طلسم کا رکھتا ہے دید اسکی حیرانی
بڑھاتی ہے اور سیر حسرت کھلاتی ہے ابیات حب اسطرح کا زمین پر کہین *
کوئی دوسرا ہے دیکھا نہین ❁ عجب کیا جو معمار قدرت آپ سے ❁ کہے ہے یہی
ایک حصن حصین ❁ اور قلعے سے پچھم دریا کے پار لیکن کنارے پر بعید ایک باغ
کے قدرے فاصلے سے صاحبان کمپنی دام ظلہم کا باغ سراپا بہار ہے لیکن وسطے
پر بہت بڑا اور کشادہ کہ عقل کے احاطے مین آ نہین سکتا پھر محوطہ اسکے گرد کوئی
کیونکر بناوے اور فضا اوسکی حد سے زیادہ کہ طایر وہم اسکے پار جا نہین سکتا پھر
اسکے اودہر کیونکر جاوے سچ تو یہ ہے جیسے اسکے مالک ریاست
و حکومت مین حکام زمان سے برتر ہین ویسی ہی یہ بہ لطافت و کیفیت باغہاے
جہان سے جسطرح آنکی حشمت کو زمانے مین ترقی ہے اوسیطرح اسکے درختون
کی کثرت کو فی الواقع کہ اسکا ہر ایک چمن گلزار کے برابر اور نقشہ باغ ارم کے
نقشے سے کہین بہتر ہے اسکی سر صاف ہموار دروستین لال لال
اسمین بخوبی نمودار سبزہ زارون کے گرد انواع و اقسام کے سیکڑون اشجار
اور پتے انکے سبز زمرد وار ابیات سر ایک خار اس باغ کا مثل گل تر
گیا اسکے چمنون کی سنبل سے ❁ شگفتہ ہوا اس مین اسطرح دل ❁

ہوا اسکی رہتی ہے نہایت معتدل ٭ یہین رنگت مین بہتر جواہر سے پھول ٭
جو دیکھے آنکھین جائے ترستا اپنی بھول ٭ یعنی وہانکے طائر کی جیبنی صدا ٭ طرب
ہوا اگک کی تان کا ٭ پھولون پھلون کے بھی درخت ہزارہا بلکہ اکثر ایسے جنکا نام
بھی کسی نے نہین سنا اور بعضے ایسے کہ جنکو اکثر اشخاص نے نہین دیکھا چنانچہ
لونگ جاے پھل دارچینی کباب چینی کافور کے درخت اسمین متعدد مین بلکہ جا
پھل کا درخت ایک آدھ پھلا ہوا بھی وہان دیکھنے مین آیا ہے اور اسکے پتے کو جہان
کے پتے سے کچھ مشابہہ پایا بلکہ جسکا ایک پھول ہے کہ وہ خاص انھین ملکون
مین ہوتا ہے اسکے پتے سے تو مشابہت کلی ہے اور لونگ کا پتا بھی کچھ ویسا ہی
پر دارچینی کا بیر کے پتے سے ملتا ہے اور کافور کا شفتالو کے پات سے تالاب
بھی اسمین بہت سے ہین اور نہرین بھی کتنی ہین نادر اپنی وکیا دریا سے
متصل چنانچہ جوار کے وقت جن دنون شدت ہوتی ہے پانی انھین کی راہ سے
تالابون مین آتا ہے اور بھاٹے کے وقت نکل جاتا ہے مکان بھی انمین تین چار
لیکن لب دریا ایک عمارت انگریزی نہایت دلچسپ پر مختصر اور خوش اسلوب
سراسر ساخت اسکی بڑی بڑی عمارت سے فائق ساتھ اسکے ہر موسم کے لائق
ہوا اسکی ہر مزاج کو راس آوے ساکن اسکا ایسا اوقات حظ اٹھاوے ایسا
نہ گھبرائے تنہا بھی وہان آدمی ٭ کبھو ہو نہ ہرگز اداس آدمی ٭ طلسمات کا
سا ہے اسمین سمان ٭ پھر انسان چھوڑ اسکو جاوے کہان ٭ اور چار روش
کی وسط مین کرنیل کیسپیٹ کا مقبرہ ہے متصل اسکا تخت بچھا اور اسکے گنبد مین آٹھ
ستون دروازے بھی چار اندر اسکی سنگ مرمر کا ایک ستون تین چار ہاتھ لنبا

لیکن نہایت خوب ترشا ہوا اور شیشہ سا چمکتا اور اوسکے صاحب قبر
کی تصویر اور پاس اوسکے ایک عورت کی بھی شبیہ دلپذیر جای عبرت
ہے کیونکہ یہ رکن حکومت ایکدن یہان حکومت کر رہا تھا آج اس ستون
کے نیچے گڑا ہوا ہے اور ہر ایک عضو بدن خاک مین ملا ہوا ایک دن ایسا
ستون کا بھی حال دگرگون ہو جائیگا اور گنبد کے بھی نقشے مین تغیر آئیگا
بہشت عمارت کی تعمیر سے ہاتھ اوٹھاؤ تاکہ ایک خانہ آخرت کو بناؤ
یہ سب ہے چندروزہ ہمیشہ ہے وہ تو اسکے لیے ویسے گھر کو بناؤ مختصر قصہ
یہ باغ ہمیشہ ڈٹا ہوا اور ہرا بھرا رہتا ہے سبب ظاہری اسکا یہ ہے کہ سوا
داروغہ اور کارکنون کے سو باغبان بھی نوکر ہین اور دوسرے رات دن چمن
کی غور پرداخت کیا کرتے ہین اور دریا بھی نہایت متصل ہی لیکن حقیقتاً
مالکون کی نیت کیونکہ سو باغبان اسکے ایک ضلعے کے درختون کو بھی سینچ
نہین سکتے اور دریا کا قرب بسا اوقات مزارع و باغ کو مضر پڑتا ہی پس حاکم
کا خوش نیت ہونا عجب چیز ہے چنانچہ ایک بادشاہ کی نقل ہی بعضے
اشخاص بہرام گور سے اسکو منسوب کرتے ہین کہ ایکدن شکار کھیلتا ہوا
تنہا پیاسا کسی قصبہ کی نواح مین جا نکلا وہان ایک باغچہ تھا لیکن ایسا
جیسا کانون گوئین مین ہوتا ہی اور ایک شخص دروازے پر اوسکے کھڑا پایا تھا کہ
اوس نے اوس سے پانی مانگا وہ بولا کہ میان سوار تم گھوڑے سے اتر بیٹھو
تک دم لو جلد پانی پینا اچھا نہین یہ کہکر اندر گیا اور دو انار بڑے بڑے
توڑ لایا ایک کے دانے نکال کر جو پیالے مین نچوڑے لبالب بھر گیا اور کا سنہ

سیر بہر کے انداز سے کم نہ تہا بادشاہ نے پیا اور خوب مزہ اوٹہایا کیونکہ ہمالی
کلانی کے وہ میٹہا بہی بہت تہا بعد اسکے پوچہا کہ سرکار مین تم اس باغ کا محصول
کیا دیتے ہو اوسنے نہایت کم بتلایا وہین خاطر مبارک مین آیا کہ کچہہ بڑہایا جا
لیکن ایک دم کے جو دوسرا انار اوسی پیالے مین نچوڑا تو چوتہائی خالی رہا حضرت
نے مالک کی طرف تعجب سے دیکہا اوسنے کہا میان سپاہی معلوم ہوتا ہے کہ اوس
حاکم کی نیت ڈانوان ڈول ہوئی اور اوسکی نیت سے رعیت کی برکت بہی
بیت کیا کرد لاسیکدے کی بہی سیر ولیکن تو کہہ اپنی نیت بخیر

چندن نگر عرف فرانش ڈانگ

چہوٹا سا ایک شہر کلکتے سے بارہ کوس کے فاصلے پر فرانسیس کی کوٹہی اسی
مین ہے عمل دخل بہی وہان ہمیشہ اونہین کا تہا صاحبان انگریز کچہہ مداخلت
نکرتے تہے لیکن چند سال سے عناد و فساد جو باہم ہوا بنا بر اسکے صاحبان عالی
نے اوسکو چہین لیا بالفعل بہی انہین کے تحت مین ہے چوچڑہ بنگلی
کے نزدیک دکہن کیطرف ایک کوس کے تفاوت سے ہمیشہ ولندیز
کے تحت و تصرف مین تہا کئی برس سے صاحبان انگریز نے اوسپر بہی
قبضہ کر لیا سبب اسکا موافق ہونا اونکا فرانسیسی سے سیورام پور بہی دریا
مذکور کے کنارے پر ایک چہوٹی سی بستی ہے کلکتے سے چہہ کوس پر اوس پار ڈنمارک
کا اور اوسکا آمنا سامنا دریا بیچ مین علاقہ اسکا ونمار سے صاحبون کو کچہہ کام نہین
کوٹہی اونہی فرقے کی وہان ابتک قایم ہے لیکن اجابک کلکتے کی متعلقات سے ہے چنانچہ وہان بہی
لارڈ ولزلی بہادر نے ایک عمارت خوشنما اور باغ پر فضا بنایا ہے صحن اوسکا مانند ہیئت کی وسیع اور ہوا معتدل

ہوای ربیع وحشی اوسمین اکثر بی مثال اور ہوا بہتر سے نادر حال بیکھکر زبان انسان
نقش و پویر بن جائے اور خدا کی قدرت یاد آئی شکر بجی سے اختیار بیتاب کر
اللہ احسن الخالقین پڑھنے لگے اور کافر بھی بے تامل الحمد للہ رب العالمین کہہ اوٹھے
شکر بجی وہانسے کلکتے تک ایسی سیدھی ہوا رستا ہی کہ بجی نام کو نہی ساتھہ
اسکے وہ درستہ درخت سایہ دار لگوا کر رستہ گلزار کیا اور چلنے والونکو سہولت آبادی کا

بیت ہمیشہ بہشت ہوا باغ کی ۔ فضا اوسکی مثل بنفشہ زار کی **سرکار سلہٹ**

آبادی اوسکی پہاڑون میں ہے گنبد کی ڈھال ۔ نالی مشہور فی الواقع نہایت
خوب وخوش اسلوب ہوتی ہے ہندوستان کے کسی ملک مین ایسی بیگھی نہین
نہین بنتی میوے بھی وہان کے اکثر خوش ذائقہ چنانچہ بہتر سے بہتر انکو لاتے
احوال اسکا سابق اس سے لکھا گیا سوائے اسکے چوب چینی بکثرت پیدا ہوتی ہے اور
اگر کے درخت بھی بہتایت سے وہانکے پہاڑ وغیرہ ہوتے ہین آخر برسات اگر
کاٹ کر آب جو مین ڈال دیتے ہین بعد چند روز جہانتک گلا جا اچھا آکھہ لگا
اوسکو رکھہ چھوڑا اور برے کو پھینک دیا خواجہ سرا اونکی افراط اس دیار مین فقط
خلاصۃ التواریخ سے دریافت ہوی اور خلاف اسکا بیشتر سنا لیکن باتین السلاطین
مین ہونا نہونا کچھہ نہ دیکھا اس لئے احوال اونکا ترک کیا کچھہ نہ لکھا

سرکار رنگپور گھوڑا گھاٹ

ریشم وہان بکثرت پیدا ہوتا ہے اور ایک سود ضمانت مین مشل چار نفر اور
نر سے میں شندا ہیچ اوسمین تین اور نام لکھن اسی سرزمین سے تعلق رکھتا ہے
سا کمن کوی اہل پہاڑون سے لاکر نہ بیچ جاتے ہین اور لیتے ۔ اسلئے اوسکا

اور ملکون مین نغمے اوٹھانے مین سرکار بنگالہ سمندر کے کنارے وہان بھی
ایک قلعہ تھا چار طرف اسکے درخت کنجان بیشمار تھے اور جوار بھاٹا بطور کلکتے
کے اس مقام مین بھی آتا ہے لیکن اکبر کے اونتیسوین سال جلوسی مین پہر دن رہے
ایکروز عجب ایک سیل نمود ہوئی تمام شہر ڈوبا جا رہا لنگا نا دیر چڑھ کر تھا کا عرض
پانچ ساعت پر جوش طوفان کا رہا اور موج دریا کا نہ گھٹا ساتھ اسکے بجلی چمکا کی بادل
گرجا کیا مینہ برسا کیا آخر دو لاکھ جاندار حیوان و انسان سے سیل فنا مین غرق
ہوئے اور خلاصۃ التواریخ مین یہہ لکھتا ہے کہ شروع ماہ ہلالی سے چودھوین
تک وہانکے دریا سے موجین پہاڑ کی برابر ہر روز اوٹھتی ہین اور پندرھوین
سے بتدریج گھٹتی ہین لیکن تاریخ بنگالہ سے یہہ بات دریافت نہین ہوتی
قریب اوسکے کامرُوپ ہے اوسی کو کانورو بھی کہتے ہین عورتین وہان کی
نہایت تکمیل فن جادوگری مین سلیمانی دور از عقل اون کی فسون سازی
و شعبدہ بازی کی نقلین کرتے ہین ازانجملہ یہہ ہے کہ جس دانا کو چاہین ایک
آن مین دیوانہ کردیوین بلکہ جس انسان کا ارادہ کرین ایک پل مین حیوان بنادیوین
نباتات بھی وہان کے عجیب غریب ہین چنانچہ پھولون کی باس توڑنے کے
بعد کئی مہینے تلک برابر دستور رہتی ہے اور آم کے درخت انگور کی مانند بیلون
پر پھیلکر پھل لیتے پھلتے ہین اس سے بھی نادر یہہ ہے کہ درخت اگر کاٹئے تو عرق
شیرین ٹپکنے لگے یہانتک کہ پیاسون کی پیاس بجھا دیوے اور ریاض
السلاطین سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ سابق مین وہان عمل کوچ بہار کے
راجاؤن کا تھا لباس وہان کے زن و مرد کا فقط ایک لنگی اور لہجہ گفتگو کا

دان سے ملتا ہوا قریب اسکے ولایت آشام ہے
بہت وسیع بیچ میں اسکے دریا دیکھا تیز مغرب سے مشرق کی طرف بہتا ہے
آب و ہوا اسکے کنارے کی متوطن و مسافر کے لئے مساوی ہے لیکن وہان کے
وہان کے متوطن سے تو موافق اور غیر کے حق میں سم ہے برسات آٹھ مہینے کی اور جاڑے
جاڑے کے بھی چار مہینے سے خالی نہیں پھول اور پھل بھی ہندوستان و بنگالہ کے
وہان بیشتر تخم پہنچے ہین کہ سوائے انکے بہتیرے خاص اوس سرزمین میں پیدا
ہوتے ہین وہان کی نہایت کثرت لونگ کی مرچ تلخ اور گیہون جو سرسون
نہین ہوتے اگرچہ زمین وہان کی قابل ہے جو کچھ ہوتا ہے سوا انکے مرغ اور شیر
بڑا لمبا دم اسکے جو گھنے سے متصل ہوا اور بیابان تک لٹک [illegible] ہاتھی
ہو جائے پر لڑائی سے باز نہ آئے مرتے مرتے حریف کے آگے سے نہ ہٹتے ہاتھی
بھی ادھر کے جنگل میں بیشتر خوش جنگل کلان ہرن بارہ سنگھے نیلگاو و مینڈھے
دہان اور دریا کے ریتی میں سونا پیدا ہوتا ہے لیکن تھوڑا چنانچہ اکثر
تولہ بنتا ہے خرچ ہر ہر کر وہان کا راجا ایک بلند مکان پر بیٹھا رہتا ہے زمین پر پاؤن
نہین رکھتا اگر رکھے تو راجائی اوسکی جاتی رہے یہ عقیدہ باطل وہان کے
راجاؤن کا یہ ہے کہ آبا و اجداد انکے آسمان پر تھے کسی وقت سیڑھی لگا کر
رکھ کر اترے تھے اور پاؤن اپنا زمین پر رکھا تھا اسیلئے وہان کے راجا کو سرگی
کہتے ہین سرگی لفظ ہندی ہے یعنے اسکے آسمانی تصور کرتا وجب راجا دنیا سے
مرتا ہے بعضے بعضے مرد و زن جی اسکے خواص و خدمتی زندہ معہ تھوڑے تجمل و اسباب
مثلہ لباس و طعام کچھ اسکے ساتھ سرداب میں دفن کر دیتے ہین اور کتنے کھی

چراغ بھی جلاکر اوسنام میں زہر دیتے ہیں متصل اوسکے تبت اور تبت سے
قریب ماچین ملک خان بالغ کا دار الحکومت یہی ہے دریاے شور اس سے
چار دن کی راہ کہتے ہیں کہ ملک مذکور سے سمندر تک ایک نہر کلان کھود کر
دونو کنارے اوسکے سنگین و پختہ بنائے ہیں سکندر رومی اوسی کی راہ اوس
ولایت میں گیا اور تمام ملک کی سیر کرکے دریا کی راہ سے نکلا مشہور ہے کہ
حسب الحکم سلطان موصوف کے حکیمان والا دانش و دانایان عالی بینش نے
وہین دریاے شور پر ایک طلسم آدمی کے نیچے کی صورت بنایا ہے جب جہاز
اوسکے اوپر کو آنے لگتا ہے وہ اشارے سے منع کرتا ہے اور درمیان مشرق و جنوب
شہر ارخنگ ایک بڑا ملک ہے بندر چاٹگام وہان سے نہایت متصل ہاتھی
کی وہان کثرت بہت ہے یہانتک بھورا ہاتھی بھی وہان بکثیر آتا ہے
لیکن گھوڑا نایاب اونٹ گدہا بہت مہنگا گاے بھینس ناپید پر ایک جانور
مثل اونکے برنگ ابلق دودھ دیتا ہے وہانکے لوگونکا مذہب ملت ہنود و
مسلمان سے جدا سواے ماں کے ہر عورت کو جورو کر لیتے ہین چنانچہ بھائی
بہن سے احتراز نہین کرتا سواے اوسکے یہہ رسم ہے کہ سپاہیون کی رنڈیان دربار
مین سردار کے مجرے سلام کو حاضر ہوتی ہین اور خاوند اونکے گھر مین بیٹھے رہتے
ہین طرفہ یہہ کہ زن و مرد وہانکے کالے اور کھوسے پر اپنے پیشوا و سردار کی خدمت
و اطاعت خلوص دل سے کرتے ہین اور نہایت اوس سے ڈرتے ہین لقب
اوسکا ذالی ہے اور قریب ارخنگ پیگو فوج اوس ملک کی فقط ہاتھی اور
پیادے حدود مین اوسکے فلزات و جواہرات کی کھانین اسیواسطے پیگو و ارخنگ

کے باشندے اور تھہ آپس مین عناد و فساد رکھتے مین قصہ کوتاہ صوبہ بنگالہ نہایت
وسیع و بمرتبہ آباد ہے بہتر ہین دریا یہانتک دریاؤن مین گنگا اور برہم پترا طول
صوبے کا چاٹگام سے تیلیا گڈھی تک شرقاً و غرباً چار سو کوس اور عرض کوہستان
شمالی سے تا سرکار مدارن دو سو کوس ہے مشرق کیطرف اوسکے دریاے شور مغرب
کی سمت صوبہ بہار ہے۔ بروایت جنوب و شمال کو بہار ہے ریاض السلاطین مین یہ ہے
کہ دریاے شور جانب جنوب اور کوہستان جانب مشرق و شمال و متعلق اوسکے
سر سٹھہ سرکار تابع اوسکے اکیس ہزار ایک سو نو محال آمدنی اگلی زمانے مین چالیس کرور
انتیس لاکھہ دام لیکن صاحب ریاض السلاطین اٹھائیس سرکار و ستاسی محال
لکھتا ہے اور آمدنی موافق زمانہ سابق کے پچاس کرور چوراسی لاکھہ اٹھہ ہزار
تین سو انیس دام جسکے ایک کرور دو لاکھہ اکیس ہزار چار سو بیاسی روپیہ ہوتے
بندرہ آنے کسر سے زیادہ سپاہ دامی تیئس ہزار تین سو تیس سوار اور اکاسی ہزار
ڈیڑہ سو اٹھہ پیادے سے تو پین چار ہزار نواڑین چار سو *

۶ صوبہ اوڑیسہ

آگے اسمین انتیس قلعہ پختہ تھے دو تین اب بھی ہین اور آب و ہوا اچھی خنکی لیکن
اٹھہ مہینے برسات تین مہینے ٹھنڈ ایک مہینے گرمی پھول بھی اپنی اپنی رت
مین بہت ہوتے ہین خصوصاً چنبیلی نہایت نازک خوشبو اور کیوڑا تو جنگل
جنگل پھولتا ہے دھان بھی اقسام کے پیدا ہوتے ہین دھان کے کھیت اکثر اور
خوراک وہان کے لوگون کی حسکا مچھلی لیکن بیشتر برات کو پکاتے ہین
صبح کو کھاتے ہین سواے اوسکے خط و کتابت تاڑ کے پتون پر فولاد

قادر کو شخص مین کیا پر لکھتے مین کاغذ سیاہی کا استعمال بہت کم اور وہان کے باپ
دادون مین جھگڑے بہت ہوتے ہین اسلیے وہ جھگڑا کالون کہلاتا ہے گیرا
جن دنون ملک کا بڑا انہین ہوتا اور چلین اکثر گوڑیون کا دکھن طرف دریاے ہتور
کے کنارے شہر سرسو تم لور ہے بتخانہ جگنا تھ کا راجا اندرمین نے
وہین بنیاد کیا کچھ اوپر چار ہزار برس اوسے گذرے قریب اوسکے ایک اور دیہرا
اوسکو آفتاب سے منسوب کرتے ہین بارہ برس کا حاصل اس ملک کا اوسمین لگا ہے
دیوارون کی اونچان ڈیڑھ سو ہاتھ اور چوڑان انمین ہاتھ اکثر جہان دیدہ اوسکو
دیکھکر مقام حیرت مین آتے ہین بلکہ نقش دیوار بن جاتے ہین تتر پاراج
بھی وہانسے نہایت قریب ہے مرد اوس نواح کے رنڈیون کا سا بناو کرتے ہین
اور گہنا بھی ویسا ہی پہنتے ہین لیکن عورتین فقط ستر عورت پر اکتفا کرتی ہین اور
پوشش بیشتر ہیونکی وہان رائج ہے ساتھ اسکے لطف یہہ ہے کہ ایک
رنڈی اکثر اوقات مین کئی کئی خصم کرتی ہے اور تہمت کیونکہ حرکات مردانہ سے
اور مرد اسکے بالعکس باہر کا کاروبار بھی اوہی سے تعلق رکھتا ہے اور اندر کا مرد
طول اس صوبے کا ایک سو بیس کوس اور عرض سو کوس سرکارین چلیسر لنگ وغیرہ
سندہ دا اور محال انکے تعلقے کے دو سو تین آمدنی چالیس کرور اکتالیس لاکھ پچیس ہزار دام

۸ صوبہ مبارک بنیاد اورنگ آباد

بعض تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ اگلے زمانے مین اس شہر کو دہارا نگر کہتے
تھے اور اسیطرح نام اسکا دیوگیر ہوا جب سلطان محمد فخرالدین جونان دہلی کے
بادشاہ نے تمام دکھن چھین لیا نام اسکا دولت آباد رکھا اور قلعے کو دارالسلطنت

بنایا بعد سلطان موصوف تمام دکھن دلی کے سلاطین کے قبضہ سے نکل گیا
جب تین سو برس گذرے شاہجہان نے قلعہ مذکور پر پھر قبضہ کیا اور عالمگیر کو
صوبہ مسطور کی صوبہ داری عنایت کی شاہزادے نے قریب اسکے ایک شہر
بسا کر اورنگ آباد نام رکھا رنگ ڈھنگ اسکی آبادی کا دیکھکر آنکھیں حظ اٹھاتی ہیں
کشادگی سے اسکی دل بستہ یک لخت کھل جاتے ہیں ہوا اسکی باد بہاری کی طرح
خوش آیند عمارت وہانکی ہر ایک صاحب طبع کی پسند پانی میں وہانکے تاثیر انگور کی
کا اثر فصل اس مقام میں مانند ربیع تازہ و تر شروع جوزا سے سنبلہ کے آخر تک
مینہہ برسا کرتا ہے اور باغ و جنگل میں پھل بھی ہر ایک قسم کا بکثرت خوش ذائقہ
و خوش رنگ لگا کرتا ہے ساتھ اسکے غلے کی فراوانی اناج کی ارزانی ہوتی ہے
خوش قماش قسم قسم کا جواہر گران بہا جو کچھ ہو ہر وقت موجود سوائے اسکے تحفہ جات
ہر ملک کے اور نوادرات ہر جزیرے کے جسوقت چاہو لو باشندے بھی یہاں
کے خوش لباس و خوش معاش و اہل دولت و صاحب ثروت بیشتر اور خوب رو
بھی حسن و ادا میں بے مانند کیمبر طول صوبے کا ڈیڑھ سو کوس کا اور عرض سو کوس کا
آٹھ سرکارین متعلق اُن سے اسی محال آمدنی اکاون کروڑ باسٹھ لاکھ اسی ہزار

۸ صوبہ برار

ایک ملک ہے دکھن کیطرف دو پہاڑوں میں ایک کا نام بلندا کا دل نزدیک
دسیل گڈھ آسی پہ ہیں اور دوسرے کا سنجبا ہو روام گدہ اسکے اوپر آباد
وہانکی پیدائش زمین اطراف میں اسکی زراعت کی بہتایت اور جنگلوں میں ہاتھی
کی کثرت سیر ملک مذکور میں جیو دسری کو دسیں تکھ قانون گو کو دسین ہاتھ

مقدم کو ٹیپل پٹواری کو کل کرنی کہتے ہین بینارا ایک قلعہ ہے نہایت
مستحکم و سنگین با بند پشتے پر اسکے تین طرف کو دو ندیون نے احاطہ کیا ہے
مفتوح ہونا اسکا نہایت اشکال او دلیتا اسکا بدون اہل قلعہ کی سازش کے محال
گھرلا سطح زمین پر پتھر کا ایک گڈھہ ہے بلندی مین فلک فرسا اور استواری
مین پہاڑ سا اندر اسکے ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے قریب اسکے جاکر منت و
زاری کرتے ہین اور دعائین مانگ مانگ ناتھے رگڑتے ہین چار کوس ہانسے ایک
کوا ہے جس جاندار کی ہڈی اسمین گرتی ہے سنکھ بن جاتی ہے اور سیل گڈھہ کے پاس
جو ایک چشمہ ہے اسمین جو کوئی چیز گرے سنکھ ہی بنے بیراگڈہ مین ہیرے
کی کھان اور کپڑا اچھا وہانکا مشہور حیرت افزای جہان آنند و روشن مل مین
کان فولاد اور ظروف سنگین وہانکے نادر و رنگا ر بیل بھی وہانکا نہایت خوب
سوا اسکے کرک ناتھہ مرغ ایسا کہ جسکی ہڈی تک سیاہ اور اسی صوبے
کے متعلقات سے لنشن کیا ایک بڑی پرستش گاہ ہے گنڈہ اسکا
کوس بھر کے طول و عرض مین چار طرف اسکے اونچے اونچے پہاڑ اور سبزہ وہان
بیشمار پانی اسکا کھاری لیکن باہمہ صابون و شورے کا اوس سے حاصل ہوتا ہے بلکہ
آئینے کا بھی اگرچہ اس صوبے مین دریا بہت ہین لیکن گوتمی کو سب پر ترجیح
جیسے گنگا کو مہادیو سے علاقہ ہے اسکو گوتم منی سے عجیب و غریب نقلین جنکا تشریح
اسکی بھی لکھہ گئے ہین اور آج تک پرستش کرتے ہین نکاس اسکا کوہ سنبھا سے
اور جوش مارنا ترنبک کے قریب بعد اسکے بیہہ بندی احمدنگر مین ہو برار مین آئی
اور وہان سے سرکار تلنگانا کیطرف جانکلی جب مشتری برج اسد مین آتی ہے

دور دور سے سیکڑون ہندو وہان آتے ہین اور ثواب جانکر نہاتے مین یہ میلا
اکثر ملکون مین مشہور ہے تاپی و تپتی کو بھی صدق دل سے مانتے ہین اور سجدہ گاہ
جانتے ہین لیکن پورنا دیول گانون کے متصل جاری ہے پر ایک سیل اسکا بار
بالا تر پانی سے اور دوسرا نزدیک گانون مذکور کے القصہ طول اس صوبے کا چنیا
سے بیرا گڈھہ تک دو سو کوس اور عرض بدر سے ہنڈیا تک ایک سو اسی ترش
اور اسکے بیرا گڈھہ غرب رو کھرابا و شمال کیطرف ہنڈیا جنوب کیطرف تلنگانا
سرکارین دس متعلق ہین دو سو محال آمدنی ساتھہ کروڑ بہتر لاکھہ ستتر ہزار دام

حصہ ۹ صوبہ خاندیس

دار الخلافت اسکا برہان پور تاپتی کے کنارے عرض و طول مین بہت بڑا آبادی
اسکی حد سے زیادہ باشندے وہان کے بیشتر صاحب ہنر او اطراف مین باغات
اکثر سو بھانت بھانت کے جہان تہان پھول قسم قسم کے اپنی اپنی رت مین
فراوان اجناس قیمتی ہر ملک کی بازار مین بیشمار صندل و اگر کی دکانین جدھر
تدھر انبار گرمیون مین آندھیون کی شدت اور برسات مین کیچڑ کی بہتایت کھیتیان
جوار کی اکثر اور دھان کی کمتر لیکن چانول وہان کا نہایت اعلی اور خوش ذائقہ پانو
کی فراوانی اور ترکاریون کی ارزانی بیشتر رہتی ہے کپڑا موٹا مہین اقسام کا بہم
پہنچتا ہے لیکن الاچہ سرلنعیا سرن وہان کا نہایت خوب ہوتا ہے آگے یہہ
ملک غریب خان حاکم کے نام پر تھا جب شیخ ابو الفضل نے آسیر کا قلعہ لیا
ہر چند کو اکبر بادشاہ نے اپنے دوسرے بیٹے کو جسکا دانیال نام تھا دیا اور
نام اسکا دان دیس کہا زمیندار اسکے اکثر بھیل کولی گونڈ جانا کسب دلو

ایک گانون ہے اسکے قریب تپتی اور پورنا باہم تلے مین ہندو اس مقام کی
پرستش کرتے ہین اور جگہ تیرتھ اسکو کہتے ہین قصہ مختصر دریاؤ اس صوبے مین
بہتیرے ہین لیکن اعلیٰ امین تاپی اور وہ گوندوانے و برار کے بیچ سے نکلی اور پورنا
بھی وہین سے لیکر تپتی اور تپتی نے چوپڑے کے متصل اتصال پایا اسمقام کو
بھی ہنود سعید جانکر دور دور سے پوجا کو آتے ہین اور اپنے گمان مین بہرہ کامل
اٹھاتے ہین قصہ کوتاہ طول صوبے کا نوگانون سے کہ ہندیا کے متصل ہے تا
ملکاپور کہ احمد آباد سے قریب ہے چھتر کوس اور عرض جامود سے کہ قریب برار
ہے پال تک اور وہ مالوے سے نزدیک ہے پچاس کوس مشرق کیطرف اسکے
برار مغرب کیطرف کوہ جنوبی جنوب مغرب چالیسا شمال رو مالوا سرکارین اسکی پانچ
اور متعلق اوسکے ایک سو بارہ محال آمدنی چار کرور چھتیس لاکھ تیس ہزار دام ؛

۱۰ ص صوبہ مالوا

دار السلطنت اسکا اجین راجہ وہانکا بکرماجیت اسکے قیاس سے باہر احوال سلطنت
انکو تحریر کر گئے ہین بلکہ دفتر کے دفتر بھر گئے ہین واقعی ایسا صاحب کمال راجہ ہندوستان
مین کبھی نہین ہوا اور محتاجون کا کام کسی نے اس طرح سے نہین کیا سن اسکے
ہند مین آج تلک لکھتے ہین ساتھ اسکے شہر مذکور کی بھی وسعت مین بہت سا
مبالغہ کیا ہے بلکہ کتابون مین لکھا ہے دریاے سپرا اسکے تلے سے بہتا ہے
عجیب بات یہہ کہ کبھو کبھو ایک آدہ بیچ دودہ کی بھی اسمین آجاتی ہے اور ایک خلق
ٹھلیان ہانڈیان بھر لاتی ہے کہتے ہین کہ یہہ اچنبھا بارہا لوگون نے دیکھا اور یہی
عمل کیا چندیری ایک قدیم شہر ہے بہت بڑا اینٹ دلکشا لوگ وباشندے اسمین

اقوام کی آبادی مین سو جیوا ہی سرائین تین سو ساٹھہ اور مسجدین بارہ ہزار لوگ ان
ایک قصبہ ہے بیاندی کے کنارے ایک آدھ جل مانس بھی کبھو کبھو دریا سے نکلکر
نظر آجاتا ہے اور تماشائیون کو گرداب حیرت مین غوطے کھلاتا ہے سوا اسکے
قصبہ مسطور مین ایک بتخانہ اتنا بڑا ہے اگر نقارہ اوسمین بجے تو باہر آواز کوئی نہ سنے
منڈو ایک بڑا شہر ہے بارہ کوس کے عرصے مین چند مدت حاکم نشین بھی تھا
قلعہ مین اوسکے ایک منار ہشت منظری بے نظیر ساتھہ اسکے تعمیرات قدما کی
نہایت کلان و دلپذیر اور مزار سلاطین خلج کے بھی اکثر لیکن عجیب یہ ہے کہ سلطان
محمود ابن سلطان ہوشنگ کے گنبد سے گرمیون مین پانی ٹپکا کرتا ہے نادان اوسکو
مدتون سے کرامت سمجھے ہین پر دانا اوسکی حقیقت حال کو ادنی تامل مین پاجاتے
ہین کہتے ہین کہ اس پہاڑ مین پارس پتھر بھی کبھو کبھو نکل آتا ہے لوہا تانبا وغیرہ جو
اوس سے لگے سونا ہی بن جاتا ہے دھار ایک قصبہ ہے اگلے زمانے مین راجہ بھوج
کی تختگاہ تھا بلکہ اور بھی راجاؤن کے وقت مین وہی جیندگاہ و دارالحکومت تھا
القصہ زمین اس صوبے کی بہ نسبت بعضے زمینون کے کچھہ اونچی ہے اور سب کی
سب قابل زراعت دونو فصلین بخوبی ہوتی ہین غلہ سب طرح کا بہتایت سے
خصوصاً گیہون خشخاش اور میوون مین گنا آم خربوزہ انگور لطف یہ ہے کہ
ماحصل برس مین انگور دو بار پھلتا ہے اور پان بھی اچھے سے اچھا ہوتا ہے
بارش چار مہینے تک اب ہوا اکثر اعتدال پر چنانچہ جاڑون مین روئی دار کپڑے
کی حاجت اور گرمیون مین شورے کے پانی کی نہین ہوتی لیکن برسات مین
کبھی کبھی بالاپوش کی احتیاج پڑتی ہے چھوٹے بڑے وہان کے تین سرکار

ہم تالاب لڑکون کو انہین دیتے ہین اگرچہ دریا و صوبہ ٹھٹہ کو ہین بہت ہین
لیکن بہتر ہین دریا نربدا شپرا کالی سندھ دریا گوداوری اور کنارے ہر ایک
دریا کے دو دو تین تین کوس تلک ہموار صاف علاوہ اسکے انہین کئی
طرح اقسام کے رنگین خوشبو بلکہ سنبل و درخت سایہ دار ہر ایک ہموار جنگلون
مین بھی بہشت ہے تالاب و سبزہ و ہوا درخت سہاونے سہاونے ہزار ہا طرح کی
صوبہ کا گوشہ کے تلے سے بالنور ایسے تلک دو سو بیالیس کوس اور عرض
چنانیری سے تا غدیا برد و سو بیس کوس جانب شرقی اُسکے باندھو غربی گجرات
دو ہمیر شمالی نرد جنوبی گلاتا رحیہ دریا آئین و سارنگ پور و چنار گڈھ و مندو
وغیرہ بارہ سرکارین متعلق اسکے ہین سو ہو نو ہمال آمدنی چھتیس کروڑ نو لاکھ ستر ہزار دام

نمبر ۱۱ صوبہ دار الخیر

اجمیر قدیم شہر ہے نہایت خوش آب و ہوا بیٹھل گڈھ سے لگا ہوا سواد اسکا
صاحبان طبع کا مرغوب اور آبادی اُس کی نہایت خوب درگاہ فیض آثار خلاصہ ملت
خواجہ معین الدین چشتی کی بستی کے اندر جھالرے کے کنارے ہے اور قبر
اُسکے اوجی نواح مین سید حسین مشہدی کی بھی آسودہ عوام اُسکو خنگ سوار کہتے ہین
القصہ خواجہ ممدوح بیٹا خواجہ غیاث الدین چشتی کا اور قوم کا حسینی سید تولد
اسکا پانسو ستتیس ہجری مین سجستان کے بیچ لیکن جب پندرہ برس کا ہوا پدر
عالی مقدار اُسکا قضائے الہی سے ہوا اکثر دنون ابراہیم قندوزی کی نظر توجہ
اس بزرگ ہند بیدار طریقت نے فی الفور اُسے کھینچا دل مین پیاسا معرفت کا وہ
ڈھونڈھنے لگا ہندان سرون مین جا نکلا وہان خواجہ عثمان چشتی کی صحبت سے

بہرہ کامل اوٹھایا پھر عبادت و ریاضت میں غرق ہوا جب بیس برس کی عمر ہوئی
تب شیخ عبدالقادر گیلانی سے کچھہ فایض حاصل کیا جبکہ سلطان شہاب الدین
غوری ہندوستان کو فتح کرکے دہلی میں آیا تب یہہ بزرگ گوشہ نشینی کے قصد سے
اجمیر میں تشریف لایا ایک عالم اسکی پیروی سے منزل مقصود کو پہنچا زندگانی
اپنی دنیا میں ستانوے برس کی آخر رجب کی چھٹی کو ہفتے کے دن سن چھہ سو
ہجری میں وفات پائی مزار اسکا آج تک خلق کی زیارت گاہ ہے جتنے بادشاہ
کہ اس بزرگ کی وفات کے بعد ہند میں ہوئے اوسکے درگاہ میں نذریں چڑہاتا
گئے خصوصاً جلال الدین محمد اکبر کہ زیادہ تر اعتقاد رکھتا تھا بارہا پیادہ پا اجمیر
میں آکر زیارت سے اسکے اور سید حسین خنگ سوار کی مستفید ہوا لیکن سید
ممدوح بلاشبہہ شیعہ مذہب تھا اور خواجہ موصوف کا بھی اغلب کہ یہی طریقہ ہو کیونکہ
بعضی رباعیات سے اسکی محبت جناب امیر علیہ السلام کی تراوش کرتی ہے
والعلم عند اللہ اجمیر سے تین کوس پرے پھکر ہے عمق اس تالاب کا آج تک
کسی نے نہیں پایا تہہ کو اسکے پانون کسیکا نہیں لگا ہنود کا قدیم تیرتھہ ہے بلکہ
سارے تیرتہون کا گرو عقیدہ انکا یہہ ہے کہ انسان اگر سارے تیرتہون میں
پھرے اور روے زمین کے سمندرون کی پوجا کرے جب تک اسمین نہاویگا
تو اب کچھہ نپاویگا چیتور مشہور قلعہ ہے اسی صوبے کے متعلقات سے
اور کنسدھہ تابع اسکا ہے وہاں جب کی کھان اور چین پور میں تانبے کی
لیکن یہہ مقام علاقہ بادل سے رکھتا ہے سابق رانا کے تصرف میں تھا اکبر
نے ایک سنت لڑکر اسے لیا قصہ اسکا مشہور و معروف ہے اور زبانزد عام

یہانکے رئیسونکو راول کہتے تھے اب ایک مدت سے رانا کہتے ہین قوم انکی گہلوت
لیکن اپنے گروہ کو اولاد نوشیروان عادل کی جانتے ہین اور اس وجہ سے
کہ انکے دادا نے اپنی بود و باش موضع سیسودہ مین کی تہی سیسودیہ کہلاتے
مین ہوا ہے اسکے ایک برہمن جو انکا غمخوار ہے انہا اس جہت سے اپنے تئین
برہمن بہی ٹہہراتے ہین اور ان کے خاندان کا یہہ دستور ہے کہ رانا جب مسند جلوس
پر بیٹہے قشقہ آدمی کے لہو سے اپنے ماتہے پر کہینچتے تہے سیمنا نمکین لون وہانکا
نہایت مشہور ہے اور بیشتر کہانے مین بہی وہی آتا ہے شہر کے نزدیک چار کوس
لمبا کوس بہر چوڑا ایک چشمہ ہے پانی اسکا نہایت کہاری لیکن تاثیر اسکی یہ ہے
جہانتک مین کہود کر پالی سے اسے بہر دیا اور زمین نے جذب کیا تمام قطعہ اسکا
نمک آلود ہوتا جاتا ہے جہان کہود کر اسکو کنارے پر ڈال دیا اور پانی بہرا نکا لون
صاف اسمین سے نکل آتا ہے ہر سال لکہی لاکہہ روپی کا لون وہانکے بیوپاری بیچتے
ہین اور محصول سرکار والا مین داخل کرتے ہین الغرض تمام زمین صوبہ مذکور کی ریتلی
پانی دور تک کہودنے سے نکلے بونے جوتنے کا مدار بارش پر اسی سبب زراعت
ربیعی قلت ہوتی ہے اور فصل خریف مین باجرہ جوار موٹھ بکثرت ساتوان یا
آٹھوان حصہ غلے کا دیوان کو دیتے ہین مال گذاری کا رواج کم ہے جاڑے مین
وہان جاڑا قریب باعتدال اور گرمی مین گرمی کمال اکثر تقاسیمین جنوب کی
طرف کوہسار اور بیشتر زمین شور گذار بنا بر اسکے کچہہ واسطے اور راٹہور سیسودیے
انکے اور بہی راجپوت سلاطین سے چندان دہتے نہین لشکر بادشاہی اکیبار
وہان جا نہین سکتا علاوہ اسکے کوسون پانی نہین ملتا طول صوبے کا انتہی

سے بیکانیر و جلمیر تک ایک سو اڑسٹھہ کوس عرض نہایت سرکار اجمیر سے
بانسواڑے تک ڈیڑھہ سو کوس پورب طرف اُسکے اکبرآباد پچھم طرف دیبالپور تابع
ملتان اُتر طرف قصبات دہلی دکھن طرف گجرات اور سرکارین اسکی اجمیر چتوڑ
جودھپور ناگور وغیرہ سات متعلق اُنسے ایک سو تیس محال آمدنی چھپن کروڑ لاکھ
ساٹھہ ہزار دام *

۱۲ صوبۂ گجرات

کتب تاریخ سے خصوصًا وہ تاریخ جو سلطان بہادر والی گجرات کی تصنیف ہے
اوس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ شہر پٹن اور چندے چانپانیر بھی تختگاہ تھے جب سلطان
احمد بن سلطان محمد بن سلطان مظفر شاہ سن آٹھہ سو بارہ ہجری مین تخت سلطنت
پر بیٹھا اور دریاے سابرمتی کے کنارے ایک قلعہ سنگین بنا کیا بلکہ عمارت بھی
نئی وضع کی سنگین و رنگین بنا کر ایک شہر نہایت وسعت کے ساتھہ آباد
کیا نام اوسکا احمدآباد رکھا اور دار السلطنت اُسے قرار دیا سواے اسکے
بتیس برس اور چھہ مہینے اپنی حکومت کے ایام آبادی کے انتظام مین ہوا اُسنے
صرف کیے ایک شہر عظیم بس گیا لیکن شہر مذکور مین دیوارین تو گھرونکی خشت کی
اور چونے کی پر چھت کی جاگہہ کھپریل ہان بعضے دور اندیش تو ین تیم کر
چوڑی چوڑی قایم کرکے دیوارین کاٹھ کی بناتے ہین اور انمین مخفی راہ رکھتے
ہین کہ وقت ضرورت وہانسے نکل جائین اور بعضے اہل دولت تمام عمارت چونے
گچ کی بنا کر اسطرح کے تہخانے اُسمین بناتے ہین کہ مینہ کا پانی تھمرا رہتا ہے اُنمین جلسے
اور بہار رہے کیونکہ تمام سال اوسی کو پیتے ہین باشندے وہانکے اُسکو ٹانکہ

کہتے ہیں اور نقاش و خاتم بند سواے انکے اور بھی کاریگر وہان کے بیت کے نقشے قلمدان
اور صندوقچے نہایت خوش اسلوب و خوش قطع بسہولت بناتے ہیں اپنی ہنرمندی و دستکاری
کی طرز نئی دکھاتے ہیں اور کمخواب و زربفت و خارا و مخمل و زربافی جیسے بنتے وہان کے
عدیم المثل ہیں اُن کاریگرون حیف کسکی تاب و طاقت جو اُس قماش کا ایک صفحہ بن سکے
مگر حیرت سے ناچار ہوکر اپنا سر دھن سکے سواے اسکے تقلید بھی اُنپر ختم ہے کیونکہ روم و فرنگ
و ایران میں جو کپڑا کہ اعلے ہے یہ اسکے مقابل ٹاٹ دیتے ہیں مسعود فرق نہیں پاتا دور دور
اسکو بطریق تحفہ لیجاتے ہیں اور صاحبان نعمت سے انعام پاتے ہیں تلوار بھی وہان کی
دم خم میں مغربی تلوار سے مقابلہ کرتی ہے کناری کی آبداری سے بجلی بھی ڈرتی
اور تیر و کمان بھی زمانہ سابق میں وہان قابل تعریف بنتا ہوگا چنانچہ صاحب خلاصہ و
آئین اکبری دونو معترف ہیں لیکن ایک مدت سے کمان لاہور کی اس دیار میں مشہور ہے
اور اسکے اتر کر فرید آباد و کھچوے کی ٹھکری و پھر وہان عراق و روم وغیرہ سے لاتے
ہیں اُسکی نواح میں پیدا نہیں ہوتا اور جواہر کی بھی خرید فروخت بیشتر یہیں ہوتی ہے
غرض شہر مذکور نہایت خوش آب و ہوا اور اجناس و متاع کے بہم پہنچنے میں ہمتا ہے
باہر بھی اسکے تین سو ساٹھ مسمور خاص خاص و ضلع میرآباد ہوتے کہ ہر ایک کو شہرا
کہتے ہیں شہر و قصبے ضروریات ہر ایک میں مہیا الشکر ون کے اسباب تیار جا بجا چنانچہ
جو اسی اثر سے تو عالمگیر کے وقت تک آباد تھے سواے عمارات و باغات تیرا مسجد سنگین
سنگین و دو منیار کی امین کہتیں کتبے بھی آتے کے ایسے نادر اور خوش خط کہ اکو دیکھکر اُستاد
در و دیجے اور کندہ کار کے حق میں آفرین کہے ایک شخص کا نام ملوک سول آباد ہے شہر عالم
بخاری آسودہ ہیں اکثر اس بزرگ کی کرامت و لایت کے قائل اور بہت سے

اُنکے مرید معتقد احمد آباد سے تین کوس بٹوہ ایک قصبہ ہے نہایت دلکشا آباد
وہان بھی مدفون ہین لیکن قطب العالم شاہ بدر عالم بخاری انکے باپ کی قبر پر ہاتھ
بھر کا ایک ٹکڑا رکھتے کوئی اسکو سنگ بتاتا کوئی چوب کوئی ... خیال کرتا ہے اور عجیب
و غریب حکایات اس سے منسوب کرتے ہین پتن ایک بڑی پرانی بستی ہے اگلے زمانے
مین وہانکے سلاطین کی تختگاہ تھی قلعے بھی اسمین دو ہین ایک سنگین اور ایک خشتی
لیکن نہایت مستحکم اور گڑھا ہے جل اسکے نواح مین نہایت خوب ہوتے ہین چانپانیر
ایک قلعہ ہے پہاڑ کے ایک بلند ٹیکرے پر چڑھائی اُسکی اڑہائی کوس سے
ور درے بھی کئی لیکن پیادہ نشیب اور بہت اونچے ایک طرف سے ساتھ گز کے
قریب پہاڑ کو کاٹ کر تختون سے پاٹ دیے وقت پر اٹھا لیتے ہین بڑودہ موضع مذکور چند
مدت دار الحکومت رہا ہے بندر سورت نامی ایک شہر ہے بعضے ناود اسکے
تابع مین دریائے تپتی اسکے قریب بہتا ہوا سات کوس پر جاکر دریائے شور سے
ملا ہوا ہے اسمین اقسام کے کثرت خصوصاً اناناس بہت عمدہ خوشبو خوش ذائقہ پیدا
ہوتا ہے اور پھول بھی رنگ برنگ کے بہتایت سے ہوتے ہین ساتھ اسکے پھلیل
بھی کئی طرح کا بہتر خوشبو کھنچتا ہے اور اہل فارس مین سے ایک قوم نے آکر
وہان بود و باش اختیار کی ہے راتدن اُنکا ہنگامہ آتش پرستی کا گرم رکھتی ہے سورت
وندبار کے بیچ ایک کوہستان خوب آباد ہے بگلانا اُسکو کہتے ہین واقعی بہت
معمور آب و ہوا اُسکی نہایت خوب ہے کئی جان جسبر ہوتے ہین لیکن سفتالو
انکو سیب انناس نارنج آم سرا ایک نامی ہے اور سات قلعے نامی اُسمین ہین
اسمین مین سے سالیر اور مولیر بھی لیکن شہرت اُنکی زیادہ ہے اور میدان دنیا کی

بھکر مشہور شہر ہے ایک بڑا مستحکم قلعہ ہے دریاے سندھ اُسکے نیچے سے گذر کر سمندر سے
جا ملتی ہے کتنے شہر اُسکے تابع ہیں اقسام کا کپڑا وہاں بنایا جاتا ہے لیکن لاچہ
وہاں کا مشہور ہے سوداگر شہر بشہر لیجاتے ہیں اور دور دور سے آتے ہیں سرکار ٹھٹھہ
ایک جدا الگ تھا حاکم وہاں کا پچاس ہزار سوار و لاکھ پیادہ کا ایک مدت تک آپ
کے فرمان روا کا فرمان بردار تھا لیکن خانخانان اکبرشاہی نے اِس ملک پر
قرار واقعی قبضہ کر لیا طول اُسکا بندر لہوری سے بندر [illegible] تک سوا سو کوس عرض [illegible] کوس
دھار سے بندر دیو تک بہتر کوس آب و ہوا اُسکی مزاج کے موافق نہیں پھول پھل
بھی اپنے اپنے موسم میں بہت ہوتا ہے انگور خربوزہ سیب ناکین وغیرہ میں مشہور
لیکن اس ملک کے لوگ جھوٹے ہیں اور ہر ایک میں آتش [illegible] اِسکا درختوں کی زیادتی
اور کثرت کے ساتھ ایسے پہاڑوں کی باہم [illegible] اُنکے نہایت آباد ہیں و محفوظ
ہیں فوجیں اچھی وہاں جا نہیں سکتیں تا بقبضہ قرار واقعی کریں جونا گڈھ
ایک سنگین قلعہ ہے نہایت مستحکم جو مضافات میں [illegible]
سلطان محمود گجرات کے بادشاہ نے بہت لڑائیاں لڑکر زور سے لیا اور
پاس اُسکے ایک اور قلعہ بنایا کہ نیال ایک قلعہ ہے پہاڑ پر ہنود کا بڑا استھان
ہے بہت چشمے ہیں قریب اُسکے اکثر دریاے شور سے ملے ہیں اور
سومنات میں مچھلیاں ایسی نازک ہوتی ہیں اگر ایک دم دھوپ میں رکھے تو گل
جائیں اطراف میں اُسکے اونٹ گھوڑا نہایت قوی و چالاک ہوتا ہے سومنات
نام ایک بتخانہ ہے نہایت مشہور شور دریا اُسکے کنارے [illegible] تابع اُسکے پانچ [illegible]
[illegible] قریب اُسکے [illegible] ہندو اُسکو بڑا تیرتھ جانتے ہیں مشہور ہے کہ پانچ [illegible]

اُس سے آگے پانچ چھہ کروڑ آدمی جادوگرون کے قوم سے سرستی اور پُرانا
کے درمیان نہی خوشی آلیمن لپٹ لپٹ کر گرے اور ڈوب ڈوب گئے
سرسنات سے آدھ کوس سیانگھا ایک مکان ہے سری کشن کے پانون مین
دکھن ایک صیاد کے ہاتھہ کا تیر لگا اور سرستی کے کنارے پیپل کے درخت تلے
بیکنٹھہ باسی ہوا اُنہا پر اسکے آسمان کو سعید جاتے ہین اور اُس درخت کو پیپل سیر
کہتے ہین قصبہ سول مین ایک معبد ہے مہادیو سے منسوب ہر سال ایک تاریخ
سے پہلے روز سین ایک پرندہ کبوتر سے چھوٹا پر چونچ اُسکی ہونی رنگت سیاہ
سفید اُس دیہرے کی چھت پر آ بیٹھتا ہے اور ایکدم کلولین کر کے یہان تک
لوٹتا ہے کہ جی سے گذر جاتا ہے اُسدن شہرون کے لوگ وہان جمع ہوتے ہین
اور طرح بطرح کے تجویز کرتے ہین یعنی سیاہی و سفیدی سے اُسکی اندازہ بارش کا
یعنے سیاہی سے حصول بارش اور سفیدی سے خشکی متصل اوسکے دوارکا
جگت بھی اُسکو کہتے ہین بڑا معبد ہے جب سری کشن متھرا سے باہر نکلا وہین آکر
اُسنے بسالیا اسلیے اسکو بھی پرستش گاہ جانتے ہین نزدیک اسکی گاجی
ایک قصبہ ہے امیرون کا مسکن وے ہندوؤن کے طریقے سے خارج ہین
پر زن و مرد حسین ہوتے ہین جب تیا حاکم وہان آتا ہے اُس سے قول لیتے
ہین کہ عورات سے بدکاری کا مواخذہ کرے تب بود و باش اختیار کرتے ہین ورنہ
وطن چھوڑ دیتے ہین نزدیک اسکے ایک زمین ہے طول مین نو کوس برس
سے پہلے سمندر الٹتا ہے اور پانی مین وہ تمام ڈوب جاتی ہے جب بارہ پہر
ہوتی ہے پانی گھٹنے لگتا ہے آخر زمین نکل آتی ہے اور لوگ بہت

پچھم ایک جدی ولایت ہے عرض طول اسکا اڑھائی سو کوس کا سندہ
اوسکے پچھم طرف زمین وہانکی بیشتر ریتلی اونٹ وہان کثرت سے پیدا ہوتے ہین
اور بکریون کی بھی افراط ہے سوا اسکے تازی گھوڑے وہان کے مشہور و معروف
وجہہ اسکی یہہ ہے کہ کسی زمانے مین ایک سوداگر کتنے عربی گھوڑے دریا کی راہ سے
لیے جاتا تھا اتفاقاً اسکا جہاز ٹوٹ گیا کئی گھوڑے ایک تختہ پر بیٹھے ہوے کنارے
پر آ لگے اور ادھر ملک مین پہنچے آج تک انکی نسل اس نواح مین باقی ہے القصہ
ہوا اس صوبے کی اعتدال پر رہتی ہے جوار باجرے کی پیدائش بیشتر چنانچہ
مدار خلائق کی خورش کا اسی پر ہے اور زراعت ربیع کمتر گیہون بلکہ بیشتر غلے
مالوے اجمیر سے اور جانور لکھن سے آتے ہین اور جنگلون مین یہانکے درخت اس
کثرت سے ہین کہ لذت شکار سے لوگ اکثر محروم رہتے ہین آم کی بھی بہت افراط ہے
کہ پٹن سے تا بڑودہ سو کوس کا عرصہ ہے یک لخت آم ہی کے درخت نظر آتے ہین بلکہ
اسکے آم بہتر میٹھے اور خوش ذائقہ بلکہ کیریان بھی حلاوت سی خالی نہین انگور و انجیر
بھی علی ہذا القیاس عجیب تر یہہ ہے کہ خربوزہ گرمی اور جاڑے مین بافراط میسر
آتا ہے اور پھول بھی سرسبزی کا اس کثرت سے ہوتا ہے کہ بازار گلزار بن جاتا ہے
اگرچہ درندے اور بھی اس نواح مین ہین لیکن چیتونکا اسقدر وفور ہے کہ ہر سال صیاد
سینکڑون پکڑ لاتے ہین اور صید آھو انکو سکھلاتے ہین بیل بھی وہانکے خوب
ظاہر قوی فربہ گران قیمت چنانچہ ایک جوڑی اگر پانسے روپے سے کچھہ زیادہ
کو آئے تو سستی ہے اور چالاک بھی ایسے ہوتے ہین کہ تمام دن مین پچاس کوس
طے کرے مطلق نہ تھکے دریا چھوٹے بڑے اس صوبے مین بہت ہین لیکن نامی

سما تھی ہستی یا بجنک سندھی نربدا سیر سستی ہرن طول اسکا بیابان پور سے دوارکا تک
تین سو کوس چوڑائی پٹن جالور سے تا بندر دمن دو سو ساٹھ کوس شرق رویہ اسکے خاندیس
غرب رویہ دریا شمال رویہ جالور اور ایدر جنوب رویہ بندر دمن اور کھنبات احمدآباد پٹن
دولت بھرنچ بڑودہ چانپانیر گودھرہ سورٹھ سروہی اسلام نگر نو سرکارین تابع
انکے ایک سو اٹھاسی محال تیرہ بندر آمدنی اٹھاون کروڑ تینتیس لاکھ نوے ہزار دام

۱۲ صوبہ ٹھٹھہ

اگلے زمانے مین برہمن آباد ایک بڑا شہر تھا کہ اُسکا قلعہ تھا قلعے مین اُسکے چودہ سو
برج تھے تھوڑے تھوڑے تفاوت سے چنانچہ اب تک اُسکے برجون اور دیوارون
کا کچھ نشان باقی ہے بعد اسکے دیبل پایۂ تخت ہوا بالفعل ٹھٹھہ دار الحکومت
ہے دیبل بھی اُسیکو کہتے ہین سچ یہ ہے کہ فی الواقع ایک شہر کلان و عظیم الشان ہے دنیا کی
چیزین اسمین اتنی ہین خصوصاً سوتی سواے اسکے اکثر بادر کی اجناس میسر ہوتی
اس ملک کا یہہ ہے کہ زمیندار بیسر احسن زراعت کا سرکار مین داخل کرتے اور
دو آب لیو سے لیکن کان نمک وآہن سے تھوڑا بہت سا ہاتھ لگتا ہے اور
چھہ کوس شہر سے پیرو زرد پتھر کی کھان ہے جس مین اندر کی سنگ جا کے نکالکر
ترشوا مین او عمارت مین لگوائین لیکن مدار کار بیشتر کشتیون پر چنانچہ چار ہزار انواع و
اقسام کی چھوٹی بڑی جالسے ہنا کے قریب تک دریا مین تیار رہتی ہین اگرچہ
اسکے نواح مین شتر اقسام کا ہاتھ لگتا ہے لیکن گورخر و خرگوش و کوتاہ پاے دخوک
صحرائی دریائی کا شکار بکثرت اور خوراک انکے لوگون کی اکثر دہی و مچھلی ملک مبدا
خوبی تر کا اسی ہے یہان تک کہ مچھلی کو سکھا تیل مین ڈال کشتیون مین

اکثر بنادر و اطراف مین لیجاتی ہین اور لوگ انکو مول لیکر کھاتے ہین یہ تیل کو دوسرے
ناؤن کے کام مین لگاتے ہین اور یلو ایک مچھلی نہایت لذیذ ہوتی ہے
خاص اسی ملک مین وہ بھی نہایت مزے دار و با حلاوت سما گتہ ایسکے چار مہینے
تک گرتی ہین اور باغون مین رنگ برنگ کے پھول کی نہایت اقسام کے
میوون کی کثرت خصوصاً آم بہت خوش مزہ ہوتا ہے لطف یہ ہے کہ خربوزے
کی رنڈیان جنگلون مین خودرو پیدا ہوتی ہین دیکھنے کے لائق بلکہ کھانے کے
قابل ڈائنین بھی ٹھٹھے کی مشہور ہین کہ لڑکون کے کلیجے نشتر کے زور سے ترشتا
لیجاتے ہین اور انکی ماؤن کے دلون مین داغ دیجاتی ہین کھانا تو ان کے حضور
کسیکو کھانا لازم نہین کیونکہ اسوقت انکا تیر نظر جسپر چلے اسے ماری رکھے
سوا اسکے کبھو کبھو ایسی حالت ان پر طاری ہوتی ہے کہ اسوقت جسکو وہ تکتی
ہین ہوش مین وہ نہین رہتا چنانچہ کسی دانے انار کے مانند اسکے پاس سے اسکے ہاتھ
لگتے ہین کسی حکمت سے ایک لحظہ انکو اپنے پنڈلیون کے اندر رکھ چھوڑتی ہے
تبتلک وہ بیچارہ بیہوش پڑا رہتا ہے بعد ان آگ پر انکو رکھ دیتی ہے جب وے کھل کر
طباق کی صورت پکڑتے ہین تب اپنی بھینسون مین جمع کرکے کھا جاتی ہے
وہان اسکا کام تمام ہو جاتا ہے اتفاقاً اگر وہ بد ذات پکڑی جاوے تو لازم ہے
کہ اسکی پنڈلیون کو چیر ڈالین فوراً وے دانے نکل پڑینگے چاہیئے کہ جسکے جگر کو
صدمہ پہنچا ہے اسے کھلا دیوین خدا کی قدرت سے وہ شفا پاویگا اور کلیجا اسکا
پہنچ جاویگا اور یہ لطیفہ ہے چرخ کو بھی منتر کے زور سے ایسا رام کرتی ہے کہ آپ اسپر
سوار ہوکر دور دور تک جاتی ہے بلکہ بعضے ملکون کی خبر لاتی ہے اور جو کوئی عامل

چاہیے کہ اوسکو اس چلن سے باز رکھے تو اوسکی پٹیان باندھی اور آنکھون مین لون بھر کر
چالیس دن تک لٹکا رکھے کھانا بے نمک کھلائے ساتھ اسکے پڑھنت بھی
اسکے بطلان عمل کے لیئے پڑھے تب وہ اپنا منتر بھول جائیگی اور اس چلن سے
باز آئیگی لیکن بیشتر اس پیشے کی رنڈیان ہوتی ہین اور مرد کم صاحب خلاصہ لکھتا ہے
کہ مینے بچشم خود ایک لڑکے کا کلیجا ایک ڈائن کو لیجاتے دیکھا ہے ہرچند کہ عقل
مین نہین آتا کہ جنس بشر مین اسطرح کی عورت یا مرد ہو کہ جگر کسی کے سینے سے بدون
چاک کیے نکال لیجاے اور کوئی نہ دیکھے لیکن خدا کی قدرت سمو ہے اُسکی صنعت
سے کچھ دور نہین بعض انسان کو یہ بھی قوت دی ہو اگر ہمارے مدرکے نے ادراک
نہ کیا تو یہ لازم نہین کہ وہ حقیقت مین بھی نہووے یا اُسکی نظر مین مؤثر حقیقی نے ایسی
تاثیر دی ہو کہ جب لڑکے کی طرف نگاہ بد سے دیکھے اُسکے جگر کو صدمۂ عظیم پہونچے یا کوئی
افسون ایسا یاد ہو کہ جس مین اسطرح کا اثر ہو مجازاً اگر اہل عرف نے کلیجا لیجانا یا
کھا جانا کہا تو مضائقہ نہین سواے اسکے ڈائنین ایک منتر ایسا جانتی ہین اگر
کوئی چکی کا پاٹ اُنکے گلے مین ڈال کر ڈبو دے تو نہین ڈوبتین اور آگ مین جلا دیوے
تو نہین جلتین ہنگلاج ایک مکان ہے ٹھٹھے سے ستر کوس درگا سے منسوب اُتر
اور پچھم مین دریاے شور کے نزدیک لیکن پانی کی نایابی اور راہ کی خرابی کہ مرتبہ
سے ملاوہ اسکے بھیلون کی رہزنی کا خوف اس لیئے ہر کوئی وہان جا نہین سکتا
مگر بعضے اتیت خصوصاً سنیاسی بھوک پیاس کو گوارا کر کے وہان جاتے ہین اور
پرستش کرتے ہین غرض آتے جاتے پندرہ دن سے کم نہین لگتے سرکار سیوستان
تابع اس صوبے کو دریاے سندھ کے کنارے نزدیک اسکے ایک ٹالا ہے

طول اسکا دو دن کی راہ گنتے ہاہی گیر اسپر ایک سطح خاکی بناکر ساکن ہوئی ہین
ہر روز مچھلیان مارتے ہین اور اپنی اوقات گذارتے ہین اور اس صوبے مین ملتان
واوچ کی حدون سے ٹھٹھے و کیچ مکران تلک شمال رو بلند بلند پتھر کے پہاڑ ہین اکثر بلوچون
نے اور بعضے پٹھانون نے اپنی بود و باش وہین مقرر کی ہے اور اوچ سے تا گجرات
جنوب رخ ریتل کے پہاڑ بہتون کی گروہ نے استقامت اپنی وہان ٹھہرائی لیکن
انکے رئیسون کی سکونت جلمیر ہین ہے اور راجپوتون کی اکثر قومون نے بھکر سے نصیرپور و امرکوٹ
تک سکونت کی سوا انکے سو دو چار ریچہ بلکہ بہتیرے اشخاص وہان اکثر ساکن
ہوئے دریا بھی اس صوبے مین کئی ہین لیکن بڑا دریا سندھ چنانچہ اکثر سوداگر ملتان اور
بھکر سے اسباب و اجناس دریا کی راہ سے کشتیون مین ٹھٹھے مین لیجاتے ہین یہان ملک
عرب جیسے مسافر ملک بڑے بڑے لشکر ٹھٹھے کی طرف غیر از راہ دریا نہین جاتی البتہ وقت
کم ہوا ہوگا کہ خشکی کی راہ سے لوگ ادھر کو جائین دریا کی نایابی و راہ کی دشواری سے
رنج نہ اٹھائین طول صوبے کا بھکر سے کیچ مکران تلک اڑھائی سو کوس عرض قصبہ بندین
سے تا بندر لاہری سو کوس مشرق رو اسکے گجرات احمدآباد غرب رخ کیچ مکران شمال
رو بھکر جنوب رخ دریا سے شور سرکارین اسکی ٹھٹھہ سیوستان نصیرپور امرکوٹ چار
متعلق انکے ستاون محال اور پانچ بنا در آمدنی سو کروڑ انچاس لاکھ ستر ہزار دام

۱۴ صوبہ ملتان

قدیم شہر ہے ہر صنف کے اشخاص اسمین آباد اشیا بھی ہر ملک و ہر قسم کی بیشتر
سو خرید و فروخت کا بازار مدام گرم رہتا ہے عراقی گھوڑے قندھار کی راہ سے
سوداگر لاتے ہین اور وہان بیچ جاتے ہین جاڑون کی ہوا معتدل گرمی کے موسم

ہیں گرمی بشدت ہے بات کم زبان والا کوئی ہندوستان کی لاہوری لنگین پسند تھی اُن
ملی جیالی شعر بافان او قالین بھی گلنار وہان کی مشہور ہین سوا اسکے سلیقہ
تقلید کا اہل بغداد کے کاریگرون کو خوب ہے چنانچہ ہند کی چھینٹون کی نقل ایسی بناتے
ہین کہ اصل کیطرح دکھلاتے ہین قلعہ وہانکا خشتی اور مزار مخدوم بہاء الدین زکریا کا بھی
وہین ہے سنا ہے کہ شیخ مذکور بیٹا شیخ قطب الدین محمد بن کمال الدین قریشی کا ہی پانسو
ہجری میں کوٹ کروڑ کے بیچ پیدا ہوا اور خورد سال تھا کہ باپ اسکا اس جہان
اٹھ گیا لیکن شیخ کی طینت ازبسکہ اچھی تھی تحصیل علم میں اکثر مشغول رہا آخر بعضی
علوم کے مرتبہ کو پہنچی پھر مسافرت اختیار کی بعد ایران و توران کی سیاحت کے بغداد میں
آیا اور شیخ شہاب الدین سہروردی کا مرید ہوا چند روز میں پایۂ خلافت کو پہنچا
چنانچہ شیخ عراقی و میر حسینی شیخ موصوف ہی سے فیضیاب ہوئی پھر آخر کار
شیخ کے ارشاد سے ملتان میں آکر اقامت کی وہان بھی بہتون نے اس سے
ایک مرتبہ پایا اور فیض اٹھایا کہتے ہین کہ شیخ فرید شکر گنج سے شیخ ممدوح کو کمال
ربط و اتحاد تھا مدتون ایک جا معاشرت کی آخر ماہ صفر کی ساتوین کو سن چھ سو
پینسٹھ ہجری میں کسی پیر مرد نورانی نے ایک خط بھری لاکر اسکے فرزند شیخ
صدر الدین کی ہاتھ میں دیا اور اسنے گھر میں جاکر شیخ مرحوم کو گذرانا پڑھتے ہی
اسنے جان بحق تسلیم کی وونہین اسکے گھر سے غل اٹھا کہ دوست دوست سے ملا
سوا اسکے اور بھی حکایات عجیب و غریب اس بزرگ کی زبان زد خلائق ہین
بعد اسکے شیخ صدر الدین اسکا قائم مقام ہوا اکثر اشخاص اسکے بھی دلپذیر بیعت میں
آئے بلکہ بعضے تو صاحب حال و قال ہوئے دان سن سات سو نو ہجری میں اسنے

بھی اس سرای فانی سے رخت ہستی باندھا پھر شیخ رکن الدین نے بھی طریقہ اپنے باپ
دادا کا مدت حیات مین بخوبی جاری رکھا آخرکار منزل بقا کا رستا لیا اور شہر مذکور
مین مدفون ہوا سوای اسکے بہت سے بزرگون کے مزار پرانوار اس شہر مین زیارتگاہ
خلایق ہین اور شہر مذکور سے چار کوس کے تفاوت سے سید زین العابدین کی درگاہ سلطان
سرور پیشا اسی بزرگ کا ہے وہان بھی گرمیون مین چار طرف سے لوگ زیارت کو آتے ہین
کئی روز تک بھیڑ بھاڑ رہتی ہے اور چالیس کوس وہانسے پرے مغرب دریا کے اٹک پار
ایک پہاڑ کے دامن مین بلوچون کا شہر سلطان سرور ہے وہین مدفون ہے کہتے
ہین کہ سید مرحوم ابتداے شباب سے عبادت و ریاضت مین رہا تصفیہ باطنی اونکو
حاصل ہوا اتفاقاً ایک واردات ایسی درپیش ہوئی بسبب اس کے ایک قوم سے
لڑکر اپنے بھائی سمیت شہید ہوا پھر اسکی بیبی بھی اسکے غم مین مرگئی بلکہ ایک لڑکا
خورد سال اسکا تھا کہ شہید تھا اسنے بھی والدین کا ساتھ دیا اور سب کے سب وہین
دفن ہوئے لوگ وہان کے انکے مدفن کو مزار شہید کہتے ہین اتفاقات عجیبہ سے ایک سوداگر
قندہار سے ملتان کو جاتا تھا جس وقت اس بزرگ کے مزار کے نزدیک پہنچا اسکے
اونٹ کا پاؤن ٹوٹ گیا وہ بیچارہ گھبرایا کہ بوجھہ کس پر لادے آخر مزار شہیدان پر
جا کر منت مانی فی الفور خدا کے حکم سے پاؤن اسکا درست ہو گیا تاجر نے اوسی وقت
نذر چڑھائی اور اونٹ کو لاد کر وہان سے راہی ہوا یہہ قصہ اطراف و اکناف مین
پھیلا اور اکثرون نے سنا پھر تو مزار اسکا ایک خلق کی زیارتگاہ ہو گیا علاوہ
اسکے ایک اندھا دوسرا کوڑھی تیسرا نامرد انھون نے وہانکی مجاوری اختیار
کی تھی اسواسطے کہ اچھے ہو جائین چنانچہ قدرت الٰہی سے تینون شخص تندرست

ہوسے اس بات سے اور بھی خلق کا اعتقاد بڑہا الغرض ہر طرف سے ایک خلق
وہان زیارت کو آتی ہے اور نذرین چڑہاتی ہے خصوصاً جاڑونکے نکلتے دور
دور سے لوگ آتے ہین یہان تک کہ ملتان سے اُسکے مزار تک چالیس کوس کا
فاصلہ ہے کوئی رستا آدمیون کی بھیڑ سے خالی نہین ہوتا ہے جگہہ جنگل مین نئی نگری سی
دکہائی دیتا ہے اور قصبۂ اوچ مین قبر شیخ جلال ابن سید محمود ابن سید جلال
بخاری کی ہے مخدوم جہانیان اُسکو کہتے ہین سن سات سو سات ہجری مین شب برات کو وہ
متولد ہوا ہرچند کہ جانشین و مرید اپنے باپ کا ہے لیکن شیخ رکن الدین ابو الفتح سہروردی
سے بھی بہت سا فائدہ اُسنے پایا ہے بعد اسکے دہلی مین آکر شیخ نصیر الدین چراغ
دہلی سے بمرتبہ فیض اُٹھایا آخر چہار شنبے کو اتفاقاً عید قربان بھی اُسی دن تھی وفات
پائی ملنگ اور جلالیے فقیر اُسیکے خاندان کے مرید ہین اور

شہر پٹن کہ اجودھن

بھی اُسکو کہتے ہین دیپال پور کی وہ سرکار ہے ملتان سے پورب طرف
وہان شیخ فرید شکرگنج ابن شیخ جلال الدین سلیمان فرخ شاہ کابلی کی اولاد دفن
اُنکا قصبہ کہتوال ملتان کے نزدیک ابتداے جوانی مین طالب علمی کرنے
ملتان مین وارد ہوا اتفاقاً خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے ملا اور فیض اُسکی صحبت
سے بمرتبہ اُٹھایا آخر بمراد اُن کے دلی مین آکر کمند ارادت اپنے گلے مین ڈالی
خلعت ابدی حاصل کیا اور بعضے کہتے ہین کہ بموجب حکم خواجہ ملتان سے قندہار
وسیستان کو جا کر علم تحصیل کیا بعد اسکے دلی مین آکر اُنکی خدمت مین مشرف ہوا پھر
ریاضتین سخت سخت عبادتین شاق شاق بجالایا اور خواہش نفسانی سے ہاتھ

ہاتھہ آ دیکھا یا چند روز کے بعد خواجہ سے رخصت ہو کر ہانسی مین آیا اور سکونت اختیار
کی جو کہ خواجہ قطب الدین نے وقت رحلت فرمایا تھا کہ خرقہ و عصا وغیرہ جو مجھہ کو مجکو
پیر سے پہونچا ہے اوسکو شیخ فرید کے حوالے کیجیو یہ سنکر وہان سے پھر دلی مین آیا
اور اوس امانت کو لیکر شہر مذکور سے چل نکلا جب پٹن مین پہونچا تو وطن ہوا وہان
بھی ایک عالم اوس سے فیض کو پہونچا مشہور ہے کہ اوسکی نگاہ کی تاثیر سے خاک کے تودے
کے تودے شکر ہو گئے تھے اسی سبب سے لقب اوسکا شکر گنج ہوا اندان پانچوین محرم کو
ہفتے کے دن چھہ سو سر سٹھہ ہجری مین ہٹن کے بیچ ملک عدم کا راہی ہوا قصہ کوتاہ
سرکار دیپال پور مین دو قوم ڈوگر و گوجر سوا سے انکے اور بھی قومین کہ تمرد و رہزنی
انکی شہرت رکھتی ہے ساکن ہین جب برسات آتی ہے ستلج و بیاہ دونو دریاؤ
کی فسح پھیلتے ہین سرکار مذکور کے محالون کی زمین پر اکثر اوقات ایک سطح آب
ہو جاتی ہے غرض ہر سال وہان طوفان آتا ہے اور طوفان نوح کو یاد دلاتا ہے
پھر جسوقت دریا وہٹ جاتا ہے رطوبت و طراوت کے باعث ایسا گنجان جنگل
ہو جاتا ہے کہ پیادہ بھی راہ نہین چل سکتا سوار کا تو کیا مقدور اسی سبب اوس دیار
کو لکھی جنگل کہتے ہین اور مقسد مذکور اوسی کی پناہ کے سبب اور اس باعث کہ دریاؤ
کئی ٹکڑے ہو کر اونکی مساکن مین بہتا ہے رہزنی و دزدی بدھڑک کرتے ہین امراء
حکام بادشاہی سے اونکی تنبیہ قرار واقعی ہو نہین سکتی جاڑا اوس دیار مین میانہ
گرمی بشدت خریف مین زراعت جوار کی ربیع مین گیہون کی بخوبی ہوتی
ہے اور ملتان کے پچھم طرف پانچ کوس کے تفاوت سے دریاے جناب
پر بلوچون کا ملک ہے اوس مین انکی دو سردار ایک تو دودائی کہ تیس ہزار سوار

اور پچاس ہزار پیادہ اپنے ساتھ رکھتا ہے دوسرا ہوت کہ تیس ہزار سوار اور تیس ہزار
پیادے کا سردار تھا دونون آپس مین مخاصمت کے سبب سے اپنے سرحد پر آکر اکثر
لڑا بھڑا کرتے تھے لیکن بادشاہ کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر نہین دہرتے
چنانچہ پیشکش معمولی ہمیشہ حضور اعلیٰ مین پہونچاتے تھے اور اپنے اپنے ملک کو
تصرف بادشاہی سے بچاتے وکیل بھی ہر ایک کی طرف سے صوبۂ ملتان کے
حضور حاضر رہتا تھا کہ احکام بادشاہ کے اور امر صوبہ دار کے بخوبی بجالاوے تغافل
وسہل انگاری کا شیوہ اختیار نکرے غرض ولایت بلوچون کی نپٹ آباد اور زراعت
دونون فصلون کی اوسمین بافراط ہوتی تھی حاصل بھی علی ہذا القیاس سوائے اسکے
چورن اور رہزنون کا وہان گذر نہین کہتے ہین کہ ملتان کا ملک سلطان علاؤالدین
ثانی کی سلطنت مین دہلی کے علاقہ سے نکل گیا تھا اور اوسپر قوم لنگاہ متصرف ہوئی
تھی پھر سلطان حسین لنگاہ حاکم ملتان نے اپنی حکومت مین جتک سہراب
وغیرہ بلوچون کو کمک کے لئے کیچ مکران بلوایا گرد کوٹ سے دہنکوٹ تک
انکی جاگیر مین دیا بلکہ اکبر کے عہد سلطنت مین بھی راجہ توڈرمل دیوان بادشاہی
نے اوس ولایت کو بلوچون مین تقسیم رکھا اور خراسان و ہندوستان کے
مابین ایک لشکر جرار تعین کیا سوائے اسکے انکی حدود مین ایک دیوار مستحکم بنا کی
جنوب رخ ملتان کے بھکر ایک قلعہ نہایت متین اور نپٹ سنگین ہے
کتب تواریخ سابق مین نام اوسکا منصورہ لکھ رکھے ہین طرفہ اتفاق سے کہ دریا
سندھ پنج رود پنجاب سے ملکر قریب اوسکے پہونچا پھر دو ٹکڑے ہوکر
بقدر ایک حصے کے قلعہ مذکور کے اتر طرف گیا اور بقدر دو حصے دکھن طرف

غرض محکمی اور مضبوطی اوسکی اطراف مین مشہور ہی ہرچند فوج کثیر موسیراوسے
ز لیکے گرمی کی اوس مین افراط اور بارش کی قلت میوہ بھی اقسام کا
پاکیزہ و لطیف ہوتا ہے لیکن ایک جنگل لق و دق بھکر و سیوی کے مابین واقع
ہے گرمیون مین تین مہینے تک باد سموم وہان چلتی ہے جب دریاے سندھ برسات
کے بعد دکھن کی طرف سے شمال کے جانب آتا ہی دیہات اودھر کے خراب
ہو جاتے ہین بنابر اسکے چھپر کے گھرون مین باشندے وہان کے اوقات
گذارتے ہین رواج پکی عمارتون کا کم ہے طول صوبہ کا فیروزپور سے سیوستان
تک چارسو کوس وعرض بنطرپور سے جلمیر تک ایک سو پچیس کوس اور جو ٹھٹھے
کو اوس مین ملائین تو طول کچ مکران تک چھ سو سات کوس کا ٹھہرتا ہے شرق
کی طرف صوبہ سرکار سرہند سے غرب رود اوس کے کچ مکران شمال کی طرف پشور جنوب
سمت صوبۂ اجمیر ملتان و دیپال پور و بھکر تین سرکارین تابع اونکے چھپا لکو
میال آمدنی چار کروڑ چھیالیس لاکھ پچیس ہزار دام

۱۵ صوبہ لاہور

قدیم شہر ہے راوی کے کنارے کہتے ہین کہ راجا رامچندر کے بیٹے بلو نے
اوسے آباد کیا اور بعضی تاریخون مین نام اسکا لہور و لہاور لکھے گئے ہین جبکہ آسمان
کی گردش سے بعد گذرنے کتنے دورون کے آبادی اوس کی ویران ہوئی اور
تھوڑے سے نشان کہین کہین رہ گئے تب دار الحکومت اس ولایت کا سیالکوٹ
ٹھہرا بعد اسکے جسوقت سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان کو فتح کیا ملک
ایاز کہ اوسکا منظور تھا اس شہر کے آباد کرنے پر متوجہ ہوا یہانتک کہ ایک ایک

قلعہ بنا کر نئے سرے سے شہر آباد کیا پھر سلطان محمود کے فرزندون مین سے
خسرو شاہ و خسرو ملک دونون باپ بیٹون نے تازہ اس ولایت کو فتح کر کے
لاہور کو دار السلطنت کیا غرض اٹھتیس برس تک دار الحکومت سلطان محمود کی
اولاد کا رہا بعد انکے کسی ہند کے بادشاہ نے اس شہر مین استقامت نکی یہ سبب
اسکے بیرونق پھر ہوگیا آخر ایک مدت کے بعد تاتار خان سلطان بہلول کی ایک
امیر نے دار الامارۃ اسکو مقرر کیا اوسکے بعد بابر بادشاہ کے بیٹے کامران مرزا نے
وہان بود و باش کی پھر تو آبادی اسکی زیادہ بڑھ گئی بعد اوسکے اکبر نے اپنے
عہد سلطنت مین اسکی آبادی پر توجہ فرمائی اور ایک شہر پناہ خشتی اسکے گرد بنائی
بلکہ ایک دولتخانہ بھی تعمیر کیا وہ اسکی رونق کا موجب زیادہ تر ہوا پھر نور الدین محمد جہانگیر
نے بڑی بڑی عمارتین بناکر ایک مدت نزول اجلال فرمایا اور رونق کو اسکی
زیادہ بڑھایا چنانچہ وے عمارتین عالمگیر کے وقت تک بھی موجود تھین سوا
اسکے کچھ کچھ عمارتین حویلیان شہزادون نے بھی شہر کے گرد بنیاد کین بلکہ
امراے والا شان نے بھی خصوصاً عمارت ابو الحسن آصف خان بن اعتماد الدولہ
کی نہایت زینت بخش ہوئی اور شاہجہان کی بھی بادشاہت مین آبادی
اسکی دن بدن بڑھا کی جب عالمگیر کا وقت آیا تب دریاے راوی ایسا چڑھا
کہ شہر کے اکثر باغات و عمارات کو صدمہ عظیم پہونچا تب بادشاہ نے چوتھے
سن جلوس مین ارشاد کیا کہ ایک باندھ مستحکم بنائین کہ عمارات کو بار دیگر سیلاب
کا صدمہ نہ پہونچے فرمان بردارون نے بھی ویسا ہی باندہ مضبوط کوس بھر کے
طول کا باندہا اور اکثر جا بجا گہرے سیڑھیان پکی دریا مین بناکر کنارے کو خوش اسلوب

کر دیا بلکہ عمارتین پکی پکی اور حویلیان اچھی اچھی لب دریا بنا کر شہر کو بھی صفحۂ
تصویر بنا دیا غرض چوتھے سال کی شروع سے چالیس برس تک ہر سال
مرمت و تعمیر اسکی سرکار والا سے ہوتی رہی اور مبلغ کثیر خرچ ہوا کیے پھر تو یہ
خجستہ بنیاد ایک دست آباد ہوا لوگون کی کثرت اور ہنرمندون کی بہتایت ایسی کیا
کم کسی شہر مین ہوئی ہوگی مفلسی و تنگدستی کے دروازے یک لخت مفقود و احتیاس
ہفت کشور بلکہ اشیاے بحر و بر بافراط موجود خرید و فروخت لیل و نہار لین دین
کا ہمیشہ گرم بازار اگرچہ کوچہ و بازار مسجد سے خالی نہ تھا لیکن دریا کے کنارے
مقابل دولتخانۂ عالمگیر کے ایک مسجد سنگین عالیشان ایسی تعمیر ہوئی جسکی بنا پر
پانچ لاکھ روپیہ صرف ہوے سواے اسکے شہر کے بیچون بیچ وزیر خان عرف حکیم
علم الدین شاہجہانی نے ایک جامع مسجد ایسی خوش قطع بنائی کہ شہر کی رونق دوچند
ہو گئی مزار بھی اکثر بزرگون کے شہر مین ہین خصوصاً پیر علی ہجویری کہ جامع فضیلت
و ولایت تھے اوہ بھی وہین آسودہ ہے لیکن آنا اوس بزرگ کا شہر لاہور
مین سلطان محمود کے ساتھ ہوا بلکہ سلطان ممدوح کا عقیدہ یہ ہے کہ صوبۂ مذکور
کی فتح اونکی یمن قدم سے ہوئی اور مقبرہ جہانگیر بادشاہ کا دریاے راوی کے اوس پار
بادشاہ دری کے متصل واقع ہے لگا ہوا اوسی مقبرہ آصف خان ابو الحسن جہانگیری
کا اگرچہ حوالی شہر مین باغ اکثر پرفضا ہین لیکن باغ شالامار کہ شاہجہان نے
نقل باغ کشمیر کی بنایا ہے اوسکی سیر سے اکثر خاطر بستہ کو شگفتگی اور دل پژمردہ کو
تازگی ہوتی ہے جبکہ احوال دار السلطنت کا قدرے لکھنے مین آیا لازم ہوا کہ کچھ
قصبات کا بھی تحریر کیجیے جالندھر ایک قصبہ قدیم دوآبے مین ہے

شاہ ناصر الدین جو یہین مدفون ہوا اور مزار اوسکا زیارت گاہ خلائق ٹھہرا جمعرا
تون مین اکثر اشخاص وہان زیارت کو جاتے ہین اور نیازین نذرین اوسکی قبر پر
چڑھاتے ہین کہتے ہین کہ شیخ مرحوم اپنے وقت مین صاحب ولایت و خلافت اہل
ریاضت تھا اور مزار شیخ عبد اللہ سلطان پوری کا بھی اسی کی نواح مین ہے
کمالات و حالات اس کے مشہور و مسطور ہین خطاب اوسکا سلیم شاہ کی سلطنت
مین شیخ الاسلام تھا اکبر بادشاہ کے عہد مین مخدوم الملک ٹھہرا اور اسی [illegible]
مین **بجواڑہ** بھی ایک بڑا قصبہ ہے [illegible] و بافتہ دوریہ چھولیہ چھوٹ
سفید چیرہ دوپٹا سنہری آنچل دار وہان کا بنا ہوا مشہور ہے لیکن چھینٹ
سلطان پوری مین خوب چھپتی ہے بلکہ بالفعل وہین کا نہایت چمک کے
ساتھ ہوتا ہے اور دو آبہ مین **ہیلت پور بہتی** ایک پرگنہ ہے
وہان کے گھوڑے عراقی کی مانند ہوتے ہین چنانچہ بعضے بعضے دس دس پندرہ
پندرہ ہزار روپے کو بکتے ہین اور بہتی ہیت پور کے متعلقات سے [illegible]
لودھر گوٹ ایک مقام ہے اوسمین ایک باغ نہایت پر فضا اور ایک
تالاب نہایت خوشنما سیر کے قابل اور دید کے لایق ہے چنانچہ بیساکھی کے دن
وہان ہزارون آدمی جمع ہوتے ہین اور اوس سے دو تین کوس پر رام تیرتھ
ایک ہندؤن کی پرستشگاہ ہے ہندو وہان بھی پرستش کا نتیجہ ثواب عظیم جانتے ہین
کئی کوس وہان سے بٹالہ ایک قصبہ دلکشا اور معمورہ خوش آب و ہوا بٹالے
اوس سے شہر کا راستے رام دو لو بہتی ہے کہ مہو کتل کا زمیندار اور اپنی قوم کا سردار
تھا مشہور ہے کہ سابق اسکی ایک مرتبہ پنجاب مین اسطرح کا طوفان آیا کہ [illegible]

سے جہان تک تمام زمین سطح آب ہوگئی بسبب اسکے عمارتین ڈھہ گئین اور بستان
خراب ہوئین بلکہ ہزارون ذی حیات بھی ڈوب کر ہلاک ہوئے چنانچہ طغیان
کے جانیکے بعد بھی ایک مدت یہ سرزمین ویران پڑی رہی بعد ایک عمر کے بعضی
جاگھہ آباد ہوئی لیکن مغل بلخی و کابلی ازبسکہ ہر سال پنجاب پر دوڑا کرتے تھے اس جہت
سے یہ ولایت مدتون خراب رہی زراعت اس مین بہت کم ہوتی تھی حاصل بھی
چندان نہ تھا جب سلطان بہلول لودی کا وقت آیا تب تاتار خان صوبہ دار لاہور کا
ہوا اور اوس سے راے رام دیو بھٹی نے تمام پنجاب کو نولاکھہ تنکے پر اجارے لیا
اتفاقاً ایسی واردات درپیش ہوئی کہ راے مذکور مسلمان ہوا اور یہی اوسکی [illegible]
آمد کا باعث ہوا بعد اسکے آٹھہ سو ستہتر ہجری اور پندرہ سو بیس بکرماجیتی مین خانصوبہ
کی اجازت سے بٹالے کو کہ محض ایک جنگل تھا آباد کیا وجہہ تسمیہ اوسکی یہ ہے
کہ شہر کی بنیاد کے وقت بارشنگنی ہوئی تھی بہ سبب اسکے جاگہہ بدلی قریب ہی
اوسکی ایک ٹیلے پر بنا اوسکی پھیر ڈالی اور بٹالا پنجابی زبان مین مبادلے کو کہتے ہین
اسواسطے قصبہ مذکور کا یہی نام رکھا پھر بہت سے جنگل کٹوا کر گاؤن بسائی کھیت
بوائے آخر ایک پرگنہ مقرر ہوگیا چنانچہ تحصیل اوسکی اورنگ زیب کے وقت
مین گنج قارون سے بھی کچھہ افزود تھی القصہ قصبہ مذکور ابتدا مین چندان آباد نہ تھا
مگر جہان خوجہ اکبر کے وقت جو وہان کا کروڑا ہوا مصاحبی ایک مکان حاکم نشین
زیبا اور لطیف و باغ وسیع وہان بنا کر رونق اوسکی دو چند کر دی پھر دن
بدن آبادی بڑھتی گئی یہانتک کہ ایک شہر معقول ہوا بعد اوسکی شیخ المشائخ
[illegible] درسی نے ایک عمارت بیت الوجھی اور پھلواری بہت خاصی بنائی اور اسمین

آبادی کو اور ترقی دی اور بہا تازہ بخشی پھر اورنگ زیب کے وقت وزیر خان
عرف مرزا محمد خان جب امین ہوا اوسنے عالمگیر کے بارھوین سن جلوسی مین تمام
دکانین بازار کی پختہ کردین اور بانکے راے اور سجان سنگہ دونون قانون گو دان
سنے بلکہ اونکی بیٹون نے بھی کتنے مکانات پر فضا بنائے سواے اُنکے ایک
کاروان سرا اور پرہ بھی بنا گیا بعد اسکے قاضی عبد الحی نے عمارتین سنگین وگچین
بنائین ساتھ اسکے ایک بازار کاروان سرا بھی نہایت وسیع اور ایک مسجد جامع
عمر تبہ رفیع بنوائی بلکہ ایک باغ بھی بہت بڑا اور گلستا بنوایا پھر تو شہر کی رونق
چوگنی ہوگئی اور آبادی حد سے زیادہ بڑھی بعد اسکی گنگا دہر برانند کے بیٹے نے
ایک پکا کنوان شہر کے بازار مین کھدایا ساتھ اسکے ایک باغ معہ باولی سواد
شہر مین لاہور کے رستے پر بنایا غرض دونون سقاسون کو آبرو بخشی اور
دیا انکے باشندون کو بلکہ مسافرون کو راحت دی از لسکہ دونون کا پانی
اب گنگا سے ساوی ہے یہ سبب اس کے اُنکے پانی کا ناؤ گنگا دھر مشہور ہوا
اگرچہ اطراف شہر مین باغ بیشمار و گلزار پر بہار ہین لیکن امر سنگہ قانون گو نے
ایک باغ شالامار کے مشابہ نہایت مطبوع و عجیب بنایا اور اوسکے تین درجے
رکھے اوپر کا درجہ شمشیر خان کے تالاب پر قرب شہر سے القصہ اوسکے سیر سے کوئی
غم نہین جسے نہین کہوتی اور اوسکی دید سے طبعیت کسیکی کبھی سیر نہین ہوتی
سواے عمارات و باغات کے اندر شہر کے اور باہر اوسکی اطراف مین
بہت سے مردان خدا آسودہ ہین اونھین مین سے شہاب الدین بخاری و
شاہ اسمعیل و شاہ نعمت اللہ و شیخ الہ داد ہین کہ ہر ایک اپنے عہد مین

اہل کمال و صاحب حال تھا اور وہان سے دو کوس پر موضع ہسالی او سمین مزار شاہ بدر الدین کا ہے سلسلہ اوس عزیز کا پیر دستگیر کو پہونچتا ہے چار کوس قنبالے سے دیپال قوال اوسمین درگاہ شاہ شمس الدین دریائی کی ہے اونکی بہت سی کرامات و خرق عادات زبان زد خلائق ہین چنانچہ اوسکی حین حیات کی ایک سرگذشت یہ ہے کہ ایک ہندو دیپالی نام ہمراسخ الاعتقاد تھا جب گنگا کے نہان کا موسم آیا اور ہندو ونکے گروہ کے گروہ جانے لگے دیپالی نے بھی اوس بزرگ سے رخصت مانگی اُن نے فرمایا کہ جب وقت معہود آوے مجھے یاد دلائیو چنانچہ جب وہ دن آیا دیپالی نے عرض کی فرمایا کہ آنکھین بند کر جونہین کین اپنے تئین گنگا کے کنارے پر دیکھا اور بھائی بندون سے ملاقات کر کے اُنکی ساتھ نہایا اونھون نے بھی اوسے دیکھا پھر جو نہین انکھین کھول دین اپنے تئین اوس ہادی کی مجلس مین پایا نہایت حیران ہوا جب کہ اوسکے بھائی بند اپنے اپنے گھرون مین آے اور اوسکو وطن مین دیکھا ہر ایک نے کہا کہ دیپالی ہمارا شریک تھا چنانچہ باہم گنگا مین نہاے بھی تھے لیکن مراجعت کے وقت ہم سے پیش قدمی کر کے یہ پہلے پہونچا ہم پیچھے آئے آخر الامر حقیقت حال سے واقف ہوئے اور ایک مدت دریاے حیرت مین غرق رہے نادر تر اس سے یہ ہے کہ اوسکے انتقال کے چند سال بعد بڑھیون نے کلانور کے حاکم کے حکم سے سرس کا درخت کہ اوسکی قبر کے نزدیک تھا اوسے کاٹ کر عمارت کے واسطے ٹکڑے ٹکڑے کیا ایکا ایکی ایک آواز ہیبت ناک آئی اور زمین ہلنے لگی پھر اوس درخت کا تنہ خود بخود اُٹھ کھڑا ہوا بڑھئی اس سانحے سے ڈر کر

بھاک نے وہ شکستہ کھپر سبب ہوا اس واردات کا اطراف مین شہرت پائی اور خلق کی رجوع زیادہ ہوئی غرض اب تک بھی اوسکی درگاہ چھوٹے بڑون کی زیارت گاہ ہے ہر جمعرات کو وہان بھیڑ ہوتی ہے خصوصاً نوچندی جمعرات کو تو زن و مرد بکثرت دور دور سے بھی آتے ہین اور نذرین قسم قسم کی چڑھاتی ہین بلکہ اپنے مطلب پر نذرین مانتے ہین اور مرادین پاتے ہین پر اچنبھا زیادہ یہ ہے کہ اوس بزرگ کی درگاہ کے خادم ہندو ہین دیپالی کی اولاد سے ہر چند اہل اسلام نے چاہا کہ اوس جماعت کو وہان سے دفع کرین اور اوس خدمت کو چھین لین پر کچھ پیش رفت نہوا چنانچہ عالمگیر کے وقت تک تو مجاور ہی لوگ تھے اب کی خدا جانے قریب اوسکے دھیان پور ایک مکان ہے وہان بابا لال ایک درویش بڑا اسودہ صاحب کمال رہتا تھا باوجود اسکے سلیقہ تقریر کا بھی اوسکو خوب تھا چنانچہ وحدانیت و معرفت الہی اس خوبی سے بیان کرتا تھا کہ سامعین حظ وافر اوٹھاتے تھے اور اوسکے کلام کے سننے کو اکثر آدمی آتے تھے اور نظم ہندی بھی اوسکی اس مضمون کی بہت ہے بلکہ اکثر اشخاص اوسکو ورد و ظیفے کے طور سے پڑھتے ہین اور بہت سے خاص و عام اعتقاد اوس سے رکھتے کہتے ہین کہ دارا شکوہ کی اوس بزرگ سے بیشتر ملاقات تھی اور کلمہ و کلام عارفانہ بھی باہم اکثر رہتے تھے چنانچہ چندر بھان منشی شاہجہانی نے طرفین کی جواب و سوال کو جمع کرکے ایک کتاب عبارت فارسی مین نہایت مربوط لکھی ہے بارہ کوس بٹالے سے راوی کے کنارے بابا نانک کا مکان ہے عالمگیر کے وقت تک اوسکی اولاد وہین رہی تھی غرض اسی وقت مین وہ بڑا

تپشی دھرمی تھا ہندؤنکے اکثر فرقے اوسکی کرامات کے قائل ہین خصوصاً سکھ
اوسکو بہت مانتے ہین اور اتیتون مین ایک فرقہ نانک پنتھیون کا جو ہے اوسکا سلسلہ
اوسی کو پہونچتا ہے بہت سے دوہرے اوسکے چلینے وحدانیت و معرفت مینکی پرتی
ہے مشہور ہین چنانچہ اکثر اہل مذاق اونکو ذوق شوق کی حالتمین پڑھتے ہین اور
آنسو اونکے ٹپک پڑتے ہین قصہ کوتاہ پندرہ سو چھبیس بکرماجیتی مین مطابق جسکے
آٹھہ سو چورانوے ہجری مین تارنڈی سکے بیچ یہ تپشی پیدا ہوا اور وہین اپنے ناناکے
گھر مین پلا لیکن لڑکائی سے اسکو جپ تپ کا دھیان تھا رام سے دن رات لو
لگائے ہی رہتا چنانچہ آثار فقر کے اور کشف و کرامات کے اوسی سن مین اس سے
ظاہر تھے اور اکثر اشخاص اسکے معتقد آخر بہت سے ملکون کی سیر کرکے پیالی مین
آیا وہین کدخدا ہوا اور قصبہ کور کے ایک گاؤن مین دریا کنارے رہنا اختیار کیا
ازبسکہ شہرہ حق شناسی اور خدا پرستی کا اوس کی ملک بملک پہونچا ایک عالم
طریقت عمالک سے آکر اسکا مرید ہوا چنانچہ ایک گویا مردانہ نام اسکا ہمنفس
تھا وہ اسکے اکثر دوہرے اس لطف سے گاتا کہ ایک عالم رجھہ جاتا بلکہ اسکی
کمال کا اعتقاد لاتا ندان وہ تپشیون و ریاضتون کا پیشوا اسلیم شاہ افغان کے
عہد سلطنت مین ستر برس سے کچھہ اوپر ہوکر بیکنتھہ باسی ہوا اگرچہ لکھمیداس
اوسکا بیٹا سپوت تھا لیکن جوگ کی دولت جو اوسکی قسمت مین نہ تھی لہنا
نام کھتری کو کہ اوسکا خاص مصاحب تھا گرو انگد خطاب دیکر مرتے وقت اپنا
قایم مقام کر گیا وہ تیرہ برس اوسکا جانشین رہا جب مرنے لگا لاولد تھا بنا بر اسکے
اپنے داماد کو کہ اوسکا امرداس نام تھا خلیفہ کیا ان فی الحقیقت [illegible]

فقیر کا جاری رکھا اور ایک خلق کو گرویدہ کیا پھر بیکنٹھ کا رستہ لیا اگرچہ اولاد
اوسکی تھی لیکن آخری وقت اوسنے بھی اپنے داماد رام داس کو اپنی جاگہہ پر
بٹھلایا اوسنے سات برس تک زندگی کی اور وہی راہ چلی آخر ہستی کی بستی
تجی بعد اوسکے گرو ارجن اوسکا بیٹا اوسکے مقام پر بیٹھا آخر پچیس برس کے
بعد اوسکا بھی انتقال ہوا پھر گرو ہر گوبند اوسکا خلف خلیفہ ہوا اٹھائیس برس
تک جیا اور اوسی چلن پر چلا اوسکے بعد گرو دھر راے اوسکا پوتا جانشین ہوا
کیونکہ بیٹا اوسکا اوسکے آگے ہی مر چکا تھا قصہ کوتاہ وہ بھی اپنے گھرانے کے
مریدوں معتقدوں کو سترہ برس راہ بتاتا رہا اوسکے پیچھے گرو ہر کشن
اوسکا بیٹا خوردسال تھا تین برس تک جوگ کی مسند پر بیٹھا رہا لیکن اوسکے
بعد ایک چھوٹا بیٹا گرو دھر گوبند ہی کا تیغ بہادر نام پھر جانشین ہوا اور
گیارہ برس تک اپنے جدو آبا کے طریقے کو بدستور اوسنے جاری رکھا آخرالامر
بادشاہی امیروں کی قید مین پھنسا قصہ کوتاہ سن ایکہزار اکاسی ہجری مین کہ سال
اوسکے سترہ سن عالمگیری تھی حسب الحکم بادشاہ اوسکے جہان آباد مین مارا گیا لیکن
مصنف خلاصۃ الہند کی تصنیف کے وقت گرو دھر گوبند راے گرو تیغ بہادر کا بیٹا
باپ کا جانشین تھا اور بائیس برس اوسکی سجادہ نشینی کو گذرے تھے القصہ
بابا نانک کے اکثر صاحب حال قال ہوتے مین اور اونکی خاص عبادت یہ ہے کہ اپنے
مرشدون کے دوہرے راگ مین گائین اور لوگون کے دلون کو لبھائین نسبت
دوست دشمن کو ایک سا جانین سوا اپنے ہادیون کے کسی شے سے علاقہ نہ رکھین فی الواقع
جو نانک پنتھیہ کہ فرقہ اپنے مرشدون سے اعتقاد رکھتا ہے ایسا کوئی اور

ہین رکھنا ہوگا چنانچہ وارد صادر کی خدمت اپنے مرشد کے نام پر عبادت عظیم
جانتے ہین ہرچند کہ کیسا ہی اجنبی ہو بلکہ چور اور رہزن تک جب بابا نانک کا نام
اوسنے لیا پھر یہ اوسکو اپنا بھائی ہی سمجھین گے اور بموافق مقدور کے خدمت بھی کرینگے
پٹیالے سے دو کوس اچل نام ایک مکان ہے سیام کارتک مہادیو کے
بیٹے سے منسوب و قدیم پرستشگاہ وہان ایک بڑا گڑھا ہے آگ سی معمور لیکن آگ
اوسکی تاثیر آب سرد کی رکھتی ہے سو ہم بہار مین ہزارون اتیت جوگی اور بڑے
تپیشی ریاضتی آکر وہان اوترتے ہین سوا اونکے اور بھی ہندو چھوٹے بڑے زن و مرد
اطراف و اکناف سے آتے ہین کثرت خلائق کو سون چھہ دن تک رہتی ہے
ایک جماعت کو فقط فقراہی کی زیارت سے سرور ایک گروہ دوستون آشناؤن
کی ملاقات سے مسرور کتنے اشخاص قسم قسم کے لوگونکا انبوہ دیکھکر خالق کی قدرت
کی ندرت کے حیران بہتیرے پری وشون اور خوبرویون کے حسن و جمال پر نظارہ کنان
بعضے مہمان دوست لوگون کی ضیافتون سے شاد و خرسند بہت سے مریض فقرا
کی دوا دارو سے بہبود مند ایکطرف دور تک بازار لگا ہوا رستا زن و مرد کی کثرت
سے جہان تہان بھرا ہوا دکانون مین انواع و اقسام کی جنس رنگ برنگ کی
پھول طرح بطرح کے میوے بھانت بھانت کی مٹھائی جسوقت چاہو مہیا جدھر
دیکھو ایک عالم نظر آئے تماشا کسی دوکان کی دیوار رنگ برنگ کی تصویرون
سے لپی ہوئی کسی جگہ مٹی کی مورتونکی ایک قطار لگی ہوئی لینے دینے والون کا
اژدحام خرید فروخت کی جا بجا دھوم دھام کسی مجلس مین قصہ خوانون کی للکار
کسی مجمع مین نقلیون کی پکار کسی سمت دو چار گویئے طنبورے لئے گاتے ہین

کہیں دس پانچ فقیر نقارے ہی بجاتے ہیں کسی رستے پر تین چار عقلی زٹلی جمگھڑ
رہے ہیں ایک دنگل میں پہلوان کشتی ہی لڑ رہے ہیں ابیات کہیں ناچتے ہیں
بجو بیلے لڑکی ٭ کہیں شوشے لیتے ہیں ایک گت نئی ٭ دکھاویں کسب بھان
متیان اودھر ٭ ادھر کو چڑھیں ہیں نٹنیان بانس پر ٭ غرض جیپی جیپی پر ایک نیا
تماشا اور قدم قدم پر ایک اچنبھے کا رد لا رات دن رہتا ہے کان پڑی آواز سنی
نہیں جاتی خلق کو کھانے کی بھی سرت نہیں آتی اگر عالم علوی بھی وہاں آتا تو اوس
نظارے میں عجائب سماوی کو بھول جاتا القصہ ربع مسکون کے سیاحوں نے اور بحر و بر
کے مسافروں نے اس طرح کا میلا کسی سرزمین میں نہیں دیکھا اگر میلے کے پاس کئی
سیکڑوں کوس کی مسافت پر کیسی ہی جمعیت و حکایت و دوات سے ہوں
پر اوسکی دید کی خواہش انکو کیا یعنی جو ہو ناظرین کو معلوم ہو راقم نے میلے کا
احوال اتنا طول و طویل جو لکھا وجہ اوسکی محض خلاصۃ الہند کی مطابقت تھی اور
اوسکے مولف نے جو اسقدر بڑھایا بجا کیا یہ تمام مذکور اوسکا ہو لد تھا اور پچاس کوس
میلے سے اوسی دوآبے میں اتر طرف کے پہاڑوں کے بیچ کانگڑہ کا نگر ایک
قلعہ ہے نہایت حصانت و متانت اوسکی شہرت رکھتی ہے اور نیچے اوسکے نگرکوٹ ایک
قدیم معبد ہے ٹھکرائین دہاں کی بھوانی ہر برس میں دو مرتبے وہاں بھی خلائق کا
ہجوم ہوتا ہے لوگ ایک برس کی راہ سے بھی پوجا کو آتے ہیں اور اپنی مرادیں
پاتے ہیں بعضے اپنی حاجت روائی کے لئے زبان کاٹ ڈالتے ہیں کسیکی
تو کئی ساعت کے بعد جون کی تون ہو جاتی ہے اور کسیکی دو تین دن کے بعد
عجیب تر اس سے یہ ہے کہ بعضے اشخاص اپنے سر تن سے جدا کر دیتے ہیں اور

رفیق اونکے اوٹھا کر دھر پر دھر دیتے ہین رام کی دیا سے بدستور لگ جاتے ہین اور
دیسے پھر کر جی اوٹھتے ہین نگرکوٹ سے دو کوس پر جوالا مکھی ایک مکان ہے وہان کئی
جا گہہ آگ کے شعلے بہڑکتے ہین اکثر ہنود پوجا کو اوس مقام مین بھی آتے ہین اور طرح بطرح کی
اشیا اون شعلون مین ڈال کر جلاتی ہین اور راکھہ ہونا اوسکا اپنے حق مین اکسیر جانتی ہین
رچناو بھی دوآبے مین قدیم شہر ہے راجا شل نے اوسے آباد کیا تھا چنانچہ کتاب
مہابھارت مین کہ اوسکی تصنیف کو پانچ ہزار برس سے کچھہ اوپر ہوئے یون لکھا ہے
اور سیالکوٹ بھی اسے کہتے ہین اس وجہہ سے کہ بعضے اوسکو راجا سالباہن سے منسوب
کرتے ہین چنانچہ ایک پکا قلعہ اوسکا اتبک یادگار ہے ایک زمانے مین دار الحکومت
پنجاب کا بھی تھا تین کوس کے عرصے مین اوسکی آبادی تھی غرض عالمگیر کے وقت سے
سیالکوٹ مشہور ہوا جمیع قصبات سے یہ صوبہ زیادہ آباد تھا جب سلطان شہاب الدین
غوری نے پانچوین مرتبہ سن پانسو ہجری مین آکر لاہور کو گھیرا اور فتحیاب و سیر ہوا تب
سیالکوٹ کی طرف آیا اور وہانکی پیرانے قلعے کی پھر تعمیر و مرمت کی بلکہ کچھہ فوج
بھی اپنی وہان چھوڑی بعد ایک مدت کے راجہ مان سنگہ اکبرشاہی جمون کا فوجدار
اور سیالکوٹ کا جاگیردار قلعے کی مرمت اور شہر کی آبادی پر متوجہ ہوا اسکے بعد اوسکی
صفدر خان جہانگیری جب کہ فوجداری قصبہ مذکور کی اوسکو ہوئی اور پرگنہ مسطور
اوسکی بھی جاگیر ہوا خان موصوف نے قلعے اور برجون کو نئے سر سے بنایا بعد اوسکے
بھی اکثر حاکم مرمت کرتے رہے غرض یہ شہر فیض بنیاد دن بدن آراستہ و آباد
ہوتا رہا چنانچہ وسے قانون گو جو قوم بدیرہ سے تھے اونھون نے بھی عمارتین نہایت
مطبوع و دلچسپ بنائین بلکہ بعضے اور بھی اشخاص اکثر اوقات تعمیر مین مشغول

رہے اس سبب سے رونق مدام بہشتی گئی اور آراستگی اوسکی مرتبہ اعلی کو پہونچی کاغذ
بھی شہر مذکور مین خوب بنتا ہے خصوصاً ان سنگی اور حریری ایک کاغذ کہ جہانگیر
فرمائشی بنوایا تھا وہ بھی نہایت سفید و صاف و خوش قماش و پایدار ہوتا ہے چنانچہ
اوسکو بھی بعضے اطراف و نواح مین بطریق تحائف بھیجتے ہین اگرچہ دستکاری کے طریقے
وہانکے اہل حرفہ اکثر طرح کے رکھتے ہین خصوصاً پشمینہ و کلابتون کی چکن کے تھان لنگے
چیرے سوزنیان دسترخوان اچھے خوان پوش وغیرہ نہایت صفائی و خوبی کے ساتھ
بناتے ہین فائدے بھی اوسکی بیع و شرا مین اوٹھاتے ہین چنانچہ اورنگ زیب کے وقت
تک ہر سال مین چکن دوزون کو لاکھہ روپیہ کا انتفاع ہوتا تھا اور دستکارون مین ان
کشاری پر بھی نہایت آبدار و خوش قطع بنتی ہے باغ بھی اوس شہر کے اطراف مین
بہت سے ہین خصوصاً محمد کھوری کا باغ نہایت پر بہار و میوہ دار ہے رنگ
برنگ کے پھول اوس مین بہتایت سے پھولتے ہین ایک خلق وہان سیر کو
جاتی ہے اور حظ اوٹھاتی ہے متصل اوسکے ایک نالہ بہتا ہے کہ سرچشمہ اوسکا جمون
کے پہاڑ مین ہے غرض وہ نالہ شہر سے آگے بڑہ کر دس کوس کے عرصہ مین پھیلا ہے
اور اطراف مین متفرق ہوا ہے لیکن جب موسم برسات مین خوب چڑھتا ہے تب
شہر کے باشندے لنگیان باندہ باندہ مشکین لے لے وہان آتے ہین اور آب بازی
کی کیفیتین اوٹھاتے ہین اور اس خطہ برکت افزا مین حضرت امام زین العابدین کے
کسی فرزند کا مزار ہے چھوٹے بڑے وہان بھی اکثر زیارت کو آیا کرتے ہین کہتے ہین
کہ وہ سید بزرگ بہت سے مسلمانون کو ہمراہ لیکر بقصد جہاد ہندوستان کی طرف
متوجہ ہوا تھا اتفاقاً ایک روداد درپیش ہوئی کہ سیالکوٹ کی طرف آنکلا

قصہ مختصر وہان ہنود سے لڑکر درجہ شہادت کو پہونچا علما فضلا بھی اکثر شہر مذکور مین
وارد وصادر ہوا کئے بلکہ بعضون نے توطن بھی اوسمین اختیار کیا چنانچہ اکبر کے وقت
مولانا کمال شہرا صاحب کمال نسبدہ فضلا و خلاصہ علما کشمیر کے حاکم سے رنجیدہ ہوکر
نوسو اکہتر ہجری مین آیا اور علم کا اوسنے وہان رواج دیا طالب علمون کو سالہا سال
پڑھایا بعد اوسکے شاہ جہان کی سلطنت مین خلاصہ فضلای جدید و قدیم مولوی عبدالحکیم
کہ ایک بحر مواج تھا وہ مدرس ہوا چنانچہ اکثر کتابون پر اوسکے حاشیے مین حاصل
ہے کہ اوسکی مدرسی مین دور دور سے طالب علم آئے اور فراغ حاصل کر گئے بعد
اوسکی رحلت کے مولوی عبداللہ اوسکا دوسرا بیٹا کہ فی الواقع خلف الصدق تھا وہ
اوس کام مین مشغول ہوا طالب علمون کو درس دینے لگا ایک عالم اوس سے فیض کو پہونچا
کیونکہ صاحب علم ظاہری و باطنی تھا فضیلت اوسکی درویشی سے ہم آغوش تھی اور
علمیت معرفت کے ساتھ ہمدوش آخر قضاے الہی سے عالمگیر کے چھتیسوین
سن مین اوسنے وفات پائی اور جنت مین آرامگاہ بنائی سیالکوٹ سے بارہ کوس
پر دھوکل ایک مکان ہے کہ اوسکو سلطان سرور سے منسوب کرتی ہین
اگرچہ وہ ہمیشہ زیارتگاہ خلائق ہے لیکن گرمیون کے موسم مین اکثر ملکون سے
زن و مرد کے غول کے غول وہان زیارت کے لئے آتے ہین
بہتیری نذرین چڑھاتے مین دو مہینے تک خلق کا وہان انبوہ رہتا ہے اور بارہ کوس
شہر مذکور سے پورمنڈل ایک مکان جمون کی پہاڑون مین سے تھا کہ
اوسکا مہادیو بیساکھی مین وہان ایک دنیا دکھاتی ہے اور بہت سی خلقت
آتی ہی یہان تک کہ ایک بڑا انبوہ ہوجاتا ہے پھر بہار کا راجا بھی ایک دھوم

دھرٹلے سے آتا ہے اور اپنی تیراندازی کے کرتب اور کمال اوس جنگل کو دکھاتا ہے
اور مقام مذکور سے ایک دریا بھی نکل کر ٹھٹر ڈال وغیرہ کے دیہات و حدود مین جاتا
ہوا شاہ دولا کے پل سے نلے جا پہونچا پھر دولت آباد و فیروزآباد وغیرہ سے گذرتا ہوا
اودی سے جا ملا اور جہون مین قلعی کی کھان بھی ہے پتھریان لوہی ندی سے
لاکر مین آنچ دیتے مین ایسی قلعی سفید و پاکیزہ و صاف و پایدار بنتی ہے کہ ویسی
کہین نہین ملتی **سادھورا** ایک بڑا قصبہ چناب کے کنارے ہے یہ شاہجہان
کے وقت مین نواب علی مردان خان نے متصل اوسکے ابراہیم آباد ایک بڑا
شہر اپنے بیٹے کے نام بسایا اور ایک بڑا باغ پر فضا رشک شالامار بنایا
سوا اسکے اور بھی عمارات و مکانات عالیشان تعمیر کیے اور ایک نہر بھی
دریائی لوہی سے اوس باغ کے واسطے لایا غرض چھ لاکھ روپیہ اوسکی تعمیر و ساخت مین
خرچ ہوئے اور سادھورے کے دیہات مین سے ایک گاؤن سرکار اعلی سے
باغ و شہر مذکور کی مرمت و تعمیر کے واسطے بطریق انعام آل تمغا نواب موصوف کے
نام پر مقرر ہوا اور دوآبے مین **چھوٹی گجرات** ایک قصبہ ہے کہ اکبر بادشاہ
کی سلطنت مین بسا اور سیالکوٹ کے علاقہ سے کچھ گاؤن نکالکر اوس سے متعلق
کرکے اور ایک پرگنہ جدا قرار دیا لیکن ابتدا مین یہ قصبہ چندان رونق نرکھتا تھا
جب سے خلاصۂ عرفا شاہ دولا نے اوسمین رہنا اختیار کیا اور تالاب کنوین مسجدین
بنائین بلکہ دریا پر بھی پل بند ہوا یا تب سے آبادی اوس کی زیادہ ہوئی اور دولی
بھی کہتے مین کہ شاہ صاحب مذکور اوائل مین گکا سندھر سیالکوٹی کا غلام تھا
لیکن محبت فقرا سے بدل رکھتا خصوصاً سید ناور کی خدمت اکثر بجا لاتا

اور ہمیشہ اونکے حضور حاضر رہتا جب سید موصوف کی رحلت کا وقت پہونچا انکی
نظر توجہ اوس پر پڑ گئی فی الفور ایک حالت تاری ہوئی اور چشم باطن نے
روشنی پکڑی پھر سیالکوٹ سے گجرات مین جا کر مقیم ہوا اور بہت سے مکان
بنوائے پل بند ہوا سے خصوصاً اس آباد سے پانچ کوس دریا سے ڈیک پر لاہور
کی سمت شاہ راہ مین ایک پل بڑا محکم بند ہوایا ایک خلق کو آرام پہونچایا سخاوت
بھی اوسمین اسقدر تھی کہ حاتم کا اگر معاصر ہوتا تو کوئی اوس کا نام بھی نہ لیتا جسقدر خلائق
دور نزدیک کی اوس کے حضور نقد و جنس وغیرہ بطریق نذر لیجاتے اوس سے دگنا
چوگنا انعام پاتی آخر وہ بزرگوار عالمگیر کے سترھوین سن جلوسی مین جان بحق ہوا
قریب شہر اوس کی درگاہ آج تک زیارت گاہ ایک عالم کی ہی قصبہ مختصر طرح طرح
کے آدمی وہان رہتے ہین اور ہر دیار کی اجناس بہم پہونچتی ہے بلکہ تحائف
روزگار اگر درکار ہون تو میسر ہو وین چنانچہ تلوار جمدھر وہان بہتر سے بہتر بنتی ہین
اور کام حکین کا بھی وہان کے کاریگر سیالکوٹ والون سے بوجہہ احسن کرتے ہین
سوائے اسکے ملک مذکور مین گھوڑا عراقی کی مانند پیدا ہوتا ہے بعضا تو سو تک اس
روپیہ قیمت پر بکتا ہے اور سندہ ساگر کے دوآبے مین نمک سنگ
ایسا لطیف لگتا ہے کہ وہی زمین ہین اوسکی لطافت کا شور ہے قدرت الٰہی
سے سارا پہاڑ کا پہاڑ نون کا خلق ہوا ہے طول اوسکا سو کوس سے کچھ زیادہ
تاریخین نام اکبر نامی مین کوہ جودہ لکہا ہے اسواسطے کہ جودہ نام ایک زمیندار
جنجوعہ کی قوم کا تھا یہ پہاڑ اوسیکے نام پر مشہور ہے اولاد اوسکی اوس وقت
کے وقت تک کرچھاک دسندہ وکھا سے وغیرہ پرگنون مین سکونت رکھتی ہے

ہر کبھی کبھی اور وہ جماعت کہ لون وہان سے نکالتی ہی نام اوسکا لاشہ کش ہی الغرض
پہاڑ کے واسطے مین کتنے لاشہ کش ایک نقب تین سو گز کی گہری کھود کر کے
اور زاد ایک کدال کندھے پر رکھ کر چراغ ہاتھہ مین لے اوس اندھیری سرنگ
مین جاتے ہین اور دو تین من کا ایک لون کا ڈلا کھود کر نکال لاتے ہین ہاتھہ رات
مزدوری کا بھی منہہ مانگی پاتے ہین از بسکہ مشاق ہوتے ہین اوس اندھیری سرنگ
کی آمد و رفت سے اور لون کے کھودنے اور لانے کے رنج و صعوبت سے
خوف و تکاہل نہین کرتے لیکن ہوا اوس نقب مین ہر ایک موسم کے بیچ معتدل سی
رہتی ہی ہر چند کہ لون نکالنے کے اوسکی تمام مین پر کھود ہوا اور کھیوڑہ دونون
سرنگین شمشاد آباد کے متصل واقع ہوئی ہین ہر سال کئی لاکھہ من نمک وہان سے نکلتا ہی
اور محصول پرگنون کے حاصل سمیت سرکار اعلی مین ضبط ہوتا ہی اکثر کاریگر وہان لون
کے طبق رکابیان سرپوش چراغدان بنا بنا رکھتے ہین اور بیچتے اور دکھاتے ہین عجب
اوسکے دودھیا پتھر کی کھان سے بڑے بڑے آدمیونکی مکانات مین جونا
وہین کے پتھرون کا بنا کر پھیرتے ہین یار کابی پیالے آبخورے نفیس نفیس اوسکے
بنا کر بیچتے ہین اور متصل اوسکے گکھیاڑے کی حدون مین کٹاس چھم ایک تالاب ہے
کہ اوسکی تھاہ کسیکے ہاتھہ نہین لگی ہندوؤن کا قدیم تیرتھہ ہے جب سورج مین کا
ہوتا ہے یعنے آفتاب برج حوت مین آتا ہے ہر ایک چھوٹا بڑا اوسکا وہان
نہانے کو جاتا ہے یہان تک کہ چند روز ایک مجمع رہتا ہے غرض اعتقاد
اس قوم کا یہ ہے کہ زمین کی دو آنکھین ہین داہنے آنکھہ تالاب کنکر اجمیر کے
متصل ہے اور بائین آنکھہ یہ تالاب اور اوسی پہاڑ پر سیاست کوٹ کی ایک کھنا سر کی

ایک قلعہ سے بالا ناتھ جوگی اوسمین تپشیا کیا کرتا تھا چڑھائی اوسکی چار کوس
کی لیکن ایام معہود مین خصوصاً شیوبرت کے دن وہان بڑی بھیڑ ہوتی ہے بہت سے
جوگی اتیت بھی جمع ہوتے ہین اور پوجا کرتے ہین القصہ تھوڑا سا احوال اُنکے مشہورہ
مین سے پانچ دوآبے کا لکھنے مین آیا اب احوال چھہ دریاؤن کا بھی کچھہ کچھہ لکھنا
ضرور ہوا کیونکہ وے بھی اسی صوبہ سے علاقہ رکھتے ہین پہلا ستلج کوہ بھونٹ
سے نکلا اور کلود کی حدود مین پہونچکر شہر مین آیا بعد اسکے شیر گڈھ کے پہاڑ مین
ہوتا کہلور کی حدود مین گذرا اور ملک مذکور کو تین طرف سے احاطہ کیا بنا بر
اسکے اور چہار طرف دون کے قریب کے باعث باشندے اوس ولایت کی بادشاہی
اسیر دستی بیغی رہتے ہین پھر دریاے مذکور پہاڑ سے نکل دوگنگ ہوتا کورال و ستلہ کیر
سکے تلے آیا اور قصبہ روپڑ تک پہونچتے پہونچتے پھر ایک ہو گیا اور اوسی ہیئت
سے ماچھی واڑے کے قریب ہو کر لودھیانے مین پہونچا بلکہ شاہراہ مین واقع
ہوا پھر وہان سے قصبہ تلون و پھلور کے قریب گذر متصل موضع لوپرکے متعلق
پرگنہ ہیبت پور پٹی کا ہے دریاے بیاہ سے جا ملا اور دوآبا جو ان دو دریاؤ
کے درمیان ہے اوسکو جالندھر و سہروال کہتے ہین دوسرا بیاہ وہ بھی
بھونٹ کے پہاڑ کے ایک تالاب سے نکلا اور قصبہ کلود کے تلے بہتا ہوا منڈی
مین جا پہونچا پھر سوکھیت اور کہلوری کی حدودن مین گذرتا شہر نادون مین
کہ کوہستان کے فوجدار کی بود و باش کا مکان ہو جا نکلا پھر وہان سے اطراف
دھوال و سیبہ و گوالیار مین آیا گو کہ گوالیار کچھہ بڑا ملک نہین لیکن اجداد اُن
کا اوس دریا کے حائل ہونے سے اور پہاڑ کے اتصال کے سبب اودھر اسکے

بادشاہی سے اکثر اوقات بکار ارشاد ہے بعد اسکے دریاے مذکور اور پور کے
دیہات سے گذرتا ہوا ایک پہاڑ پر گیا پھر وہانسے زمین پر اوترا گانون آسن
کہ ایک شکارگاہ بادشاہی ہے اوسکے پائین نکلا پھر قصبہ ہلہ سر کے تلے ہوتا ہوا شہر
گوبند وال مین پہونچا اور وہان سے لوہ سر کے قریب ستلج سے ملا پھر دونون اکھٹی
ہو فیروز پور اور ممدوٹ مین جا نکلی اور وہانسے سرکار دیپال پور کے محالون مین
پہونچ دو ٹکڑے ہوئے ایک سوتا تو دکھن کی طرف گیا نام اوسکا ستلج ہوا دوسرا
اوتر کی سمت گیا نام اوسکا بیاہ ٹھہرا بعد کئی فرسخ کے پھر دونون ملک فتح پور کھرور
وغیرہ کی اطراف مین جا پہونچے نام اوس مجموعے کا اوس مقام مین گھلو گھارا ہوا
پھر بلوچون کی حد مین پہونچکر سندھ و راوی و چناب سے ملے اوس مقام مین جنت
مجموعی کا نام سندھ ٹھہرا تیسرا راوی اوس مین اور بیاہ مین ایک دوآبہ
باڑی مانجھا مشہور ہے دریاے مذکور بھی پہاڑ سے نکلا اسکا ان مذکور قدیم
سے تھا کہ وہان کا مہاولیا اور وہان سے شہر جہت کہ دار الحکومت وہان کے
حاکم کا ہے اوسکے نیچے گذرا ملک سطور کی ہوا برف کی پڑنے سے کابل و کشمیر کی
سی ہے میوے بھی اکثر لطیف و شیرین وہان پیدا ہوتے ہین حاکم وہان
کا مملکت کی وسعت سے جمعیت کی کثرت سے اور پہاڑون کی بہتایت
سے بے پرواہی بادشاہون کو کچھہ نہین جانتا اور سلطنت اونکا حکم نہین مانتا
بسولی کی بھی حدون سے گذر شاہ پور کے تلے جا نکلا اور وہان سے جا پہر
اوس سے نکلین ایک تو لاہور مین شالامار کے بیچ آئی دوسری پرگنہ پٹھان
مین تیسرے بیاسے مین چوتھی پرگنہ بیت پور مین اکثر محالون کی زراعت کو

اون سے فیض پہونچتا ہے پھر دریاے موصوف قصبۂ مذکور سے بہتا ہوا
پرگنہ متھان و کاٹھو دکلانور دہیالہ و حسن آباد وغیرہ کی اطراف مین جا پہونچا اور
وہان سے لاہور مین آیا و شاہی عمارت کے پائین بہنے لگا پھر وہان سے ستہ پہو
و فریدآباد و ڈیک دراوی مین ہوتا ہوا اسد طوسراے کے قریب ملتان سے کوس بھر
پرے چناب سے جاملا چوتھا چناب اوس مین اور راوی مین رچنا
ایک دوابہ مشہور ہے لیکن ہندی کتابون مین نام اوس دریاو کا چندربھاگا
لکھا ہی ماجرا اسکا یون ہی کہ دریاے چندر چین کی طرف سے آکر جزیر سے گذرتا ہوا
کشتوار مین کہ زعفران جہان کی مشہور ہے پہونچا اور دریاے بھاگا تبت کی طرف
سے آکر اوس سے ملا اسلئے نام اوسکا چندربھاگا ٹھہرا پھر وہان سے نیپال و کھوپیال
مین ہوتا ہوا اکھنور کہ تابع جمون اور بھوانی سے منسوب ہے اوسکے قریب آنکلا
اور وہان سے انبار آبان و اکھنور کے تلے پہونچا پھر ایک پہاڑ مین جا کر نہایت
آہستہ بہنے لگا چنانچہ مکان مذکور طرفہ سیرگاہ و نادر تماشاگاہ ہی پانی بھی
وہان کا بہتر از شربت نبات دریاسون کے حق مین اکسیر ہے القصہ دریاے
مذکور وہان سے کچھ آگے بڑھ کر اٹھارہ نکلے ہوا لیکن بہلول پور پہونچتے پہونچتے
بارہ کوس کی مسافت پر پھر اکٹھا ہوگیا بعد اسکے سیالکوٹ کے دیہات سے
گذر کر سادھورہ کے تلے ہوتا ہوا وزیرآباد مین جا پہونچا سال کی لکڑی سوداگر
کوہستان ختہ و غیرہ سے اوس سے دریا کی راہ سے وزیرآباد مین لاتے ہین اور
بہت سے انبوہ اوٹھاتے ہین پھر اوسکی کشتیان بنا کر بطور تجارت دریا کی راہ
سے ٹھٹھہ سر دا... لیجاتے ہین بعد اسکے وہ دریا جا کر تار دلودھیانہ

بھونہ منزل اور ہزاری مین آ پہونچا چار کوس پرے ہزارے سے قبر مرزا رانجھا
کی اوسی دریاؤ کے کنارے پر ہے عشق اونکا مشہور ہے تماشبیون سے اونکی محبت
و بیقراری کے بیان مین سیکڑون سدین کہین مین چنانچہ گوئیے دہاتکے اونکو اکثر
گاتے ہین اور اہل درد کو رولاتے ہین پھر وہان سے چندلوٹ کے نزدیک جھنگ سیالے دو
پہاڑون مین سے ہو نکلا شہر مذکور مین مزار شاہ برہان کا ہے اکثر لوگ اوس مزار
سے بھی اعتقاد رکھتے تھے پھر وہان سے بہتا ہوا جھنگ سیالے مین آکر دریاے
بھیٹ سے مل گیا پانچوان دریا بھیٹ ہے مابین اوسکے اور چناب کے خوشحہ ایک
دوابہ مشہور ہے غرض دریاے مذکور کوہستان تبت مین ایک حوض سے نکلا اور
کشمیر مین آکر کوچہ و بازار مین بہنے لگا چنانچہ شہر مذکور مین جابجا پل بندھے ہین
اکثر باغات و عمارات و سیرگاہین اور مکانات اوسکے کنارے پر ساتھ ایک
قرینے کے واقع ہین پھر کشمیر سے نکل کر کشن گنگا سے پکھلی مین ملا پھر وہان سے
دانگلی کے تلے آنکلا قصبہ مذکور گکھڑون کے سرگروہ کا دارالحکومت ہے پھر اوس
حدون سے او میرپور سے گذرتا ہوا جہلم کے تلے پہونچا اور شاہراہ مین واقع
ہوا نام اوسکا موضع مذکور کا ٹھہرا پھر وہان سے گرجہاک و ممدنے و غیرہ سے
گذرتا ہوا جھنگ سیال مین جاکر چناب کے ساتھ ملا ہم نام اونکا ہے اچھا محلا دریا
سندھ ہے مابین اوسکے اور دریاے بھیٹ کے ولایت ابوٹھہ ہے اور سندھ ساگر کا
دوابہ مشہور ہے اور یہی ملک ہندوستان و کابستان کے بیچ حائل لیکن چشمہ
اوسکا ظاہر نہین زبان بعضے سیاح کہتے ہین کہ قاف سے کسی پتا نہین لکھن
[illegible]

یوسف زئی کے اوسکے لگے مین جا نکلا اور دریاے نیلاب کئی ندیون
سمیت قلعہ اٹک بنارس کے تلے دریاے مذکور سے ملا از بسکہ پاٹ اوس کا
وہان چھوٹا ہے نہایت زور شور سے بہتا ہے یہانتک کہ دیکھنے والون کی
نگاہ خیرگی کرتی ہے مطلقاً و اصلاً نہین ٹھہرتی تموج کی شدت سے نہنگون کا
جگر آب ہوجاتا ہے اور پہاڑون کا سینہ موجون کے صدمے سے ٹکڑے
ٹکڑے مگر دریاے مذکور اوس جگہہ شاہراہ مین واقع ہے گذارے کی ناوین پانی
کی تیزروی کے سبب اس کنارے سے اوس کنارے طرفۃ العین مین پہونچتی ہین
مغرب کی طرف وہان جلالیہ نام ایک سیاہ پتھر ہے کبھو کبھو ناو اوس سے ٹکر
کھاکر پھٹ جاتی ہے بنابر اسکے ملاح ہمیشہ اوسی کشتی کو بچاتے ہین اور حتی المقدور
اوسکی طرف نہین لاتے وجہہ تسمیہ اوسکی بقول عوام یہ ہے کہ اوسکی اوپر ایک
بزرگ کی قبر ہے نام اوسکا جلالیہ تھا لیکن خواص اس امر مین یون کہتے ہین کہ اکبر
کے وقت مین ایک پٹھان تھا جلالیہ نام نہایت مفسد و شورہ پشت تھا اتفاقاً پادشاہ شکار
کے واسطے اوس دریا سے پار اوترتی تھی یکبیک جواہر خانے کی ناو اوس سے ٹکر کھا کے ٹوٹ گئی وہ الفاظ حضرت کی زبان مبارک سے نکلے
یہ پتھر بھی جلالیہ ہوا تبھی سے یہ نام اوسکا مشہور ہے نزدیک اوسکے راجہ ... کی
عمارات ہین نہایت سنگین و رنگین اگلے زمانے مین یہی وہان کا راجہ کرتا
تھا اور اوسی کے کنارے مشرق کی طرف قلعہ اٹک ہے وارد و صادر
اوس مین ہو کر آتا جاتا ہے کیونکہ سواے اوسکے اور رستا نہین عمارات بھی
اوسمین نہایت پرفضا و دلکشا لب دریا خصوصاً مقام حاکم نشین کہ تمام تر حسب
اقتدار نہایت ... عالی ... آب و ہوا اوسکی نہایت اعتدال کے ساتھ گویا ...

وکابلستان مین یہ ایک برزخ واقع ہے اسطرف اوسکے رہنے والے چلن ہندوستان کے اور بولی بھی وہین کی اور اوسطرف طور و آئین پٹھانون کے اور زبان اونکی السنہ یہ دریا دکوہستان افغان خٹک وغیرہ سے نکل کر سنبل کے پٹھانون کی حد مین پہونچا اور وہان سے بلوچستان و ملتان مین جا نکلا غرض پانچ دریا پنجاب کی اتر طرف کے پہاڑ سے نکلے اور اوسطرف ملتان تک ایک دوسرے سے جدا بلوچون کی حد مین اس دریا وسے ملے نام مجموعہ کا سندھ پھرا پھر وہان سے ایک دریا ے کا ان ہوا اور قلعہ بھکر کو دو کناک کے بیچ مین لیا بنا بر اسی کے وہ قلعہ بیچ لگا او اور محفوظ ہے بعد اسکے دریاے مذکور ولایت سیوستان سے ہوتا ہوا ٹھٹھے مین آیا پھر بندر لاہری کے قریب دریا شور سے جا ملا بندر مذکور شہر مسطور سے تیس کوس پر ہے حاصل یہ ہے کہ صوبہ لاہور نہایت خوش آب و ہوا و ہر تبہ فرحت افزا گرمیون مین وہان گرمی اور سردی مین سردی ہندوستان سے زیادہ خربوزہ انگور وہان مانند ایران و توران اور آم مثل ہندوستان چانول وہان کا بنگالے سے بہتر اور سگتے بلکہ سب سے اعلیٰ تر اکثر مدار زراعت آب چاہ پر چنانچہ تین سو سا کھ چھوٹی بڑی لکڑیان اور سوسے کچھ اوپر لوٹے رسون مین باندھ کر ایک بڑا چرخ بناتے ہین اور اوسکو چرخ بیل کی خدمت سے جوڑ دی ہیلون کی ایک گردش مین کوتے سے پانی بھر نکالتے ہین وقت لگی سو من پانی کھیتی کو پہونچ جاتا ہی اور زراعت کو سرسبز کر لاتا ہے لیکن مدار فصل خریف کا بارش پر ہے لعنت شو ... دریاے بیاہ او رکنیت کے کنارے پر اگر یک شوٹی

تو سونا ہاتھہ لگے اور شمالی پہاڑ و نہر بعضے مقامون مین رود یا تانبے جست کی
کھان بھی ہے نکالنے والون کو بعد محصول دینے کے بھی نفع مل رہتا ہے طول
اس صوبے کا دریاے ستلج سے تا دریاے سندہ ایک سو اسی کوس عرض
بھنبر سے چوکھنڈی تک ستاسی کوس پورب طرف اسکے سرہند پچھم طرف ملتان
اتر رخ کشمیر جنوب رخ دیپالپور متعلق اس سے پانچ دوآبے یعنی پانچ سرکارین تابع
اونکے تین سو سولہ محال آمدنی نواسی کروڑ تینتیس لاکھہ ستر ہزار دام [illegible]

۱۷ صوبہ کشمیر

دارالملک اس ولایت کا مدت سے سری نگر ہے آبادی اسکی چار فرسخ کی دریاے
بہت وغیرہ تین دریا و شہر کے اندر بہتے ہین علما و فضلا بھی یہان بکثرت رہتے
ہین بلکہ برہمنون پنڈتون کا بھی شہر ہے نہایت و فور اور یہان کے کاریگر سب پسند
جہان ہین مشہور چنانچہ پشمینہ طرح بطرح کا نہایت نفاست کے ساتھہ بنایا
جاتا ہے بیل بوٹا اوسکا عالم باغ کا دکھاتا ہے خصوصاً شال تو بیمثال ہوتی
ہے بناوٹ اوسکی دیکھنے والون کے ہوش کھوتی ہے ملک ملک اوسکو تحفہ
تحائف لیجاتے ہین اور فائدے اوٹھاتے ہین باتات شہر مذکور کی بھی نیٹ
ملایم خوشنما میوہ وغیرہ بھی نفاست لطافت مین مانند ہوا از مین خرید و فروخت
کی رسم کمتر اور گھرون مین اکثر اور گھر سب چھوٹے بڑے چوبی بناتے ہین درجے
اونکے چار پانچ سے زیادہ رکھتے ہین نیچے کا چار پاؤن اور بچھہ اسباب کے لیے دو
آسایش کی خاطر [illegible] اسباب خانگی [illegible]
[illegible] سب حویلیان [illegible] بلکہ چار دیواری [illegible]

ہین چنانچہ بہار کے دنون مین ہر شخص کا بام خانہ رشک گلزار و بہتر از لالہ زار
ہوجاتا ہے غرض شہر مذکور مین باوجود اس لطافت کے ایک خوبی یہ ہے
کہ وہان سانپ بچھو وغیرہ گزندے جانور کمتر ہین لیکن مچھر مکھی اور جوئین اکثر
نزدیک شہر کے ایک تالاب بہت بڑا کئی فرسخ لمبا ایک جانب اوسکے
پرگنہ پھاک سے متصل وہانکے لوگ اوسکو دل کہتے ہین سال و ماہ لبریز رہتا ہے
اور پانی اوسکا نہایت لطیف و شیرین مزا ہے کہ برسون نہین بگڑتا اگرچہ
لوگ بارگران کو پشتارے باندھکر گھاٹیون سے چڑھا اتارتے ہین پر پیادہ روی
کے واسطے اکثر وہان کشتیان ہین اس سبب سے برہمنون اور ملاحونکی خواہش
بیشتر رہتی ہے اور زبان وہانکے باشندونکی خاص بھی ہے لیکن ہندی
کتابین بیشتر سنسکرت کی بولی مین تصنیف کرتے ہین اور ناگری مین لکھتے
ہین بلکہ بیشتر پوتھیان ایک درخت خاص کے پوست پر چنانچہ اکثر ایسی
پوتھیان اوسی پر ثبت ہین نام اوسکا توز اور سیاہی بھی ایسی بناتے ہین کہ کتنا ہی
دھوئیے پر نہین چھٹتی ہر چند کہ اہل ہند اس ولایت کے عجیب و غریب قصے کہتے
سنتے ہین اور سب کے سب تیرتھ جانتے ہین لیکن بعضے مکانون کو بہت مانتے
ہین چنانچہ سندھیہ برارسی کے قریب ایک چشمہ ہے چھ مہینے تک خشک پڑا
رہتا ہے روز معہود کسان اوس سرزمین کے جاکر عجز و الحاح کرتے ہین بلکہ
بھیڑین بکریان چڑھاتے ہین نذران پانی اوسمین جوش مارنے لگتا ہے اور
پانچ موضع کی زراعت کو سیراب کر دیتا ہے اچنبا یہ کہ جو کچھ زیادتی اوسکی بچ رہتی ہے
اوسی طرح پھیر کر گرانے لگتے ہین فی الفور پانی گھاٹ سے پر آجاتا ہے متصل اوسکے

کوکرناگ نام ایک چشمہ ہے پانی اوسکا نہایت خنک و شیرین ہے ایک
بہوکہا پیئے سیر ہوجاتے ہیں اور کہانا پیئے بہوکہہ لگ آتی ہے **پانپور** میں بارہ ہزار
بیگہے زمین زعفران کے کہیتون کی ہے فی الواقع قابل دید لائق سیر غرض
بیساکہہ کے آخر سے لیکر سارا مہینہ جیٹہہ کا کشتکار ہل چلا زمین کو نرم کر گڈالون سے
ہر ایک قطعہ اوسکا قابل ہونے کے بیاز زعفران کے گٹھے بو دیتے ہیں ایک مہینے
کے بعد لہلہا اٹھتی ہے اور کاتک کے آخر مرتبہ نمو کا تمام ہوچکتا ہے لیکن ایک بالشت
سے زیادہ نہیں بڑھتی اور جب پوری ہوچکتی ہے تب پھولتی ہے لیکن ہر بوٹی
میں اٹھہ پھول بتدریج پھولتے ہیں پنکھڑیان ہر ایک میں چھہ رنگت اونکی بیگنی
درمیان اونکے چھہ تار ہیں تین زرد اور تین لال یہ زعفران اوچہین کی ہوتی ہے
جبکہ پھول نکلتے ہیں تب تنہ اوسکا سبز ہوجاتا ہے پر پھولنے سے پہلے سفید
رہتا ہے اور ایک مرتبہ کا بویا کہیت چھہ برس پھولتا ہے پہلے برس کم کم
دوسری برس بہتایت سے تیسرے برس کمال کو پہونچتا ہے اگر چھہ برس کے
بعد اوسکے گٹھے وہان سے اوکہاڑ کر اور جاگہہ بوئیں تو پھولنا کم ہوجاتے
اسیواسطے اوکھاڑ کر اور جاگہہ لگاتے ہیں پرلپور میں ایک چشمہ ہے اوسکے
ہر اتر کہہ جانتے ہیں اونکے گمان میں یہ ہے کہ زعفران کے بیج اسی سے نکلے ہیں
چنانچہ اسکے شروع کشتکار ہیں اوس چشمہ کے پاس جاکر بہت نذر گذاری کرتے
ہیں اور گائے کا دودہ اوسمین ڈالتے ہیں اگر وہ پانی تلے بیٹھہ جاتا ہے تو فال
نیک لیتے ہیں اور زعفران بھی خاطر خواہ ہوتی ہے اور جو پانی پر تیرتا رہے
تو تنگی جانتے ہیں کشت میں ایک ہزار سے اوسکا [illegible]

نام اوسکا اصرناتھہ اوس مقام کو بھی مسجد بزرگ جانتے ہیں جب ماہ تحت الشعاع
سے نکلتا ہے اوس جگہ مین ایک برف کی لاٹ نمود ہوتی ہے اور تھوڑی تھوڑی
بڑہتی ہے یہان تک کہ پندرہوین دن دس گز کی ہو جاتی ہے جب چاند
گھٹنے لگتا ہے وہ بھی گھٹنے لگتی ہے آخر تک اوسکا نشان بھی نہین رہتا ہندو اوسکو
مہادیو کی پیار قیاس کرتے ہین اور حاجت برار اوسکو جانتے ہین قصبہ نرناک
ایک چشمہ ہے تمام سال آب اوس مین نایاب لیکن جس مہینے مین نوین تاریخ
کے دن ہو صبح سے شام تک پانی اوس مین بہتا ہے اور دن بھر ایک عالم
وہان جمع رہتا ہے پانتھال ایک بتخانہ ہے اگر وہان کا بید کا جو کوئی اپنا
احوال اور دشمن کا جاننا چاہے دو ہانڈیون مین چانول بھر کر ایک اپنے نام پر
اور دوسری دشمن کے نام اوس بتخانے مین رکھدے اور دروازہ اوسکا بند کرکے
دوسرے دن ہوشیاری سے احوال کی تجسس کرے جسکے نام کی ہانڈی زعفران اور
پھولون سے بھرے نکلے اوسکا احوال نہایت رونق پکڑے اور جسکے نام کی خس و
خاشاک سے بھری نکلے اوسکا احوال تباہ ہو عجب تر یہ ہے کہ جو کوئی بیجا ناحق
کہ حقیقت مین حق کسکی طرف ہے اور ناحق پر کون ہے تو دونون کو دو مرغ یا دو
بکرے دیکر اوس مسجد مین بھیجے اور اونکو ذبح کرکے ہر ایک شخص اپنے ہاتھ مین پکڑے
جو شخص کہ حق پر ہوگا اوسکا جانور جیتا جیتا اور دوسرے کا مرجائیگا اور پسر ایک
حوض ہے چند سو گز کا ہوا مہو ضلع تک مین پانی اوسکے اندر گھولا کرتا ہے جو آدمی
اپنے سال بھر کا احوال نیک یا بد دریافت کیا چاہے ایک ہانڈی مٹی کی
چاولون سے بھر کر ... اوسے آکر کے اوسپر لکھ کر منہ بند کرکے اور حوض مین ڈالدے

کتنے دیر کے بعد وہ خود بخود پانی اوپر آویگی اوسکو کھول کر دیکھے اگر چاول
اوسمین سے گرم اور خوشبو نکلین وہ برس اوسکو خیر و خوبی سے گذریگا اور جو اوسمین
سے کوڑا کرکٹ نکلے تو وہ شخص خراب احوال رہے گا کوہسار مین ایک چشمہ ہے
گیارہ مہینے سوکھا پڑا رہتا ہے جب مشتری برج اسد مین آتی ہے پنجشنبہ کے دن
پانی اوسمین جوش مارنے لگتا ہے پھر سات روز تک خشک رہتا ہے جب پھر روز
مذکور آتا ہے پر آب ہو جاتا ہے سال بھر یہی طور چلا جاتا ہے مسلہاتی مین
ایک مقام ہے کہ وہان بہت سے درخت ہین عقاب اونپر بیٹھی رہتی ہے
کلگی کے واسطے پر وہین سے لیتے ہین اور خورش بھی اوسکو دیتے ہین تاکامو
مین ایک چشمہ چالیس گز کے عرصے مین ہے ویلناگ نام پانی اوسکا نہایت
صاف نیلگون وہ بھی ایک تیرتھہ ہے گرد اوسکی اکثر ہنود جاکر اپنے تئین
جلاتے ہین اور جسم کو راکھہ بناتے ہین سواے اسکے شگن بھی اوس پانی سے لیتے
ہین اس طرح کہ جو کے چار حصے کرکے اوسمین ڈالتے ہین اگر طاق اوسکے پانی
پر تیرا ہی تو نیک نہین تو بد اگلے زمانے مین ایک کتاب وہین سے نکلی تھی
نام اوسکا نیل مت کشمیر کے حالات اور خواص پر تیرتھ گاہون کی اوسمین تفصیل
وار لکھی ہے یہ بھی کہتے ہین کہ پانی کے تلے وہان ایک شہر تھا نہایت آباد وہ تمور شاہ
کی سلطنت مین ایک برہمن اوسمین گر کے غائب ہو جاتا اور بعد دو تین دن
کے پھر نکلتا بہت سے تحائف لاتا خبرین بھی اکثر دیا کرتا اوس کی اوس طرف ایک
پہاڑ بھی نہایت بلند واقع ہے اوسکے دو چشمے ہین ایک گرم حد سے زیادہ
اور دوسرا سرد اوسی طرح سے لیکن تفاوت اونکے ذکر کا اونکو بھی تیرتھہ جانتے

ہین چنانچہ استخوان اپنے جسم کے وہان بھی ایسے جلاتے ہین کہ راکھہ ہوجاتی
ہین اور وہین پہاڑ مین ایک اور بڑا تالاب ہے ہڈیان راکھہ مردون کی اوسمین
بہی ڈالتے ہین اور وسیلہ تقرب کا جانتے ہین احیاناً اگر اوسمین کسی جانور
کا گوشت پڑ جاوے تو برف شدت سے پڑے اور مینہہ بہت برسے
تارما مین ایک چشمہ ہے اگر کوڑھی اتوار کے دن صبح کے وقت اوسکے
پانی سے اپنا بدن دھوئین اچھے ہوجائین **کوسرناک** ایک بتخانہ ہے
قسم ٹھاکر وہان کا مہادیو جیکو کوئی وہان پوجا کو جاوے تمام باجون کی آواز سنے
اور کوئی نجانے کہ یہ آواز کہان سے آتی ہے **چہوٹی تبت** مین ایک بڑا
تالاب ہے اوٹھائیس کوس کے گرد مین دریاے کھبٹ جب اوسمین آتا ہی ایک
لحظہ ناپید ہوجاتا ہے مین ایک **کوگانون** دہ ہے **سوہم** نام وہان
قریب دس جریب کے مقدار ایک زمین ہے جب مشتری اسد مین آتی ہے
مہینا بہر وہ ایسی گرم رہتی ہے کہ درخت وہان ہووے تو جل جاوے نزدیک اوسکے
بہری مولی جو اوسپر رکھہ دیوین پکتا ہے ایک آمی قریب ابسی **کامرج**
ایک آباد قصبہ ہے دراوسکا ایک طرف کا شہر سے ملا ہوا غرب رو اوسکے
بتلی وہان پانی کی گذرگاہون مین درخت کے بکل ڈال کر اونکے سرون
پر پتھر رکھہ دیتے ہین اسواسطے کہ بہ نجائین بعد دو تین دن کے اٹھا کر دھوپ
مین دہرتے ہین اور خشک ہوتے پر جب جھاڑتے ہین دونین تولے
سونا جھڑ پڑتا ہے **کالکت** نام ایک اور دراہی وہ بہی کاشغر سے متصل
ہے وہانسے ہوا آرون سے دو دن کی راہ ولایت وارد ہے مدسنے نام ایک دریاو

وہین سے اودہر آیا ہے اگر نیارے ریگ شوئی وہان بیٹھ کر کرین اپنی سبھیان
سو نے سے بھرین کنارے پر اوسکے ایک سنگین بتخانہ ہے نام اوسکا سہاردا
درگا سے منسوب ہنود کا وہ بھی بڑا معبد ہے اور وہانکے پرستش کا ثواب اونکی
نزدیک بحد سرکار لگتی بھی اسی صوبے مین داخل ہے لمبان اوسکا پینتیس کوس کا
اور چوڑان چھبیس کوس توران کی طرح وہان بھی برف پڑتی ہے جاڑا بیشتر
رہتا ہے لیکن برسات ہندوستان کی مانند اور کھیتون کی شادابی کا سلیب
تین دریا کشن گنگ بہٹ سندھ زبان ملک کور کی کشمیر سے ملتی ہوئی
ہندستان وزابلستان سے باہر غلے کے اقسام مین جنا اور جو بہت ہوتا ہے ان
مین زردالو شفتالو اخروٹ لیکن خورد و ریسوہ تورنے کی رسم کم اسپ و شتر گاو
گاومیش و جانور شکاری نہ تھوڑے نہ بہت بکری اور خرگوش کی کثرت القصہ
کشمیر ایک ملک دلکشا اور باغ پرفضا ہر موسم مین وہان بہار رہتی ہے اور ہوا
باغ رضوان کیسی بہتی ہے پانی وہان کا خوشگوار ہر گلزار مین جاری انہار بلشمار
گل رنگ برنگ کے ہزارہا خصوصاً گلاب بنفشہ و نرگس خودرو صحرا صحرا عرض
اس ملک کی طرفہ بہار و عجائب خزان ہے فی الحقیقت وہ سرزمین باغ بوستان
ولایق دوستان ہے سواے شاہ آلو و شہتوت میوے بہت ہوتے ہین
خربوزہ تربوز سیب شفتالو زردالو نہایت لذیذ و لطیف انگور اگرچہ کثرت سے
ہوتا ہے لیکن اکثر بے مزہ و کثیف باوجودکہ شہتوت کے درختون کی
بہتایت سے پر ثمر اونکا کم کھاتے ہین مگر اونکے پتے ریشم کے کیڑے
کھلاتے ہین خورش وہانکے باشندون کی مچھلی اور خشک برنج

اور ساگ پات اقسام کے چنانچہ اوسکو سکہا بھی رکھتے ہین ہر چند کہ وہان کی
نہایت ہی بڑا اچہا کم ہوتا ہے گیہون بھی بہت چہوٹا سیاہ تیز قلیل اور بدبو
وہانکے باشندے کم کہاتے ہین جو تو نظر ہی نہین آتے تہین وہانکی سیلابی اور
مرطوب جو تہنے کے لیے نہایت خوب باوجود خلقت کی بہتایت کی اور وجہ
معیشت کی قلت کے چوری اور گدائی وہان نہین ہتا کچ وہانکے بیشتر
کثیف الاوقات چنانچہ ایک چارشالی ہمیشہ پہنے رہتے ہین لیکن قابل
دینداری و دنیاداری مین کامل یہ خیال ہے کہ سب کے نیک ظاہر و باطن ہوتے
مین مگر اچہے کم اور برے بہت پر اونٹ اور ہاتہی وہان نہین ہوتا ہان
ٹانگھن کثرت سے اور نہایت تیز اور چالاک سوار کر لیو گذار لیکن کامین سیاہ
رنگ پر دودہ اونکا بہت گاڑہا چکنا اور ایک قسم کی بھیڑ وہان ہوتی کہ
لوگ اوس شودر کے اوسکو ہنڈ کہتے ہین گوشت اوسکا نہایت لذیذ خوش
ذائقہ اور دادو ستد نقد کی بہت کم رائج ہے اس دیار کی ہندوستان مین زیادہ
اوسمین جھجھین لیکن کھیر و نگی ہوکر جانا بہتر یہان اتنا تفاوت ہے کہ پہلی نزد
تر اور کسی شعبے رکھتی ہے تا آمد و رفت لشکر کی بنجال کی طرف سے اچہا نالہ
وہانکے کہار پر کوئی بیل گہوڑا ذبح کرے وہین آندہی اور بدلی بکثرت نمود
پہر برف بہت سی پڑے یا مینہ برسے طول اس صوبے کا تیرہ لیکن
کشن گنگ تک ایک سو بیس کوس اور عرض اسی کوس لیکن آئین اکبری مین
پچیس کوس لکہا ہے شرقی آیکے تبرستان و چناب شرقی و جنوبی باہمہا
اور جمو کا پہار شرقی تبت کلان غربی الگلی و دریا سے کشن گنگ غربی

وجنوبی ولایت گکھڑ غربی و شمالی تبت خورد جو گرد پہاڑ متعلق اوسکے چالیس محال
آمدنی بارہ کروڑ باسٹھہ لاکھہ بچاسی ہزار دام علاوہ اسکے دو ہزار چار سو گلّی
سکے پر بھی اس صوبے کے مداخل مین ہین ×

۱۷ صوبۂ کابل

قدیم شہر ہی نہایت خوب خوش آب ہوا لیشنگ بن تور بن فریدون نے
اوسی آباد کیا اور اوسکو آباد ہوئے عالمگیر کے سن چہلم جلوسی تک دو ہزار
اور ایک سو برس کچھہ اوپر گذرے قلعہ اوسکا نہایت استوار پائدار اور اندر
کا قلعہ ایک چھوٹے سے پہاڑ پر اوسکے پیشرق ایک اور پہاڑ نام اوسکا حصار
عقابین اور بعضے کوہ صفا بھی اوسکو کہتے ہین لیکن بلدۂ مذکور کے بعضے ساکنون
کی زبانی یون سنا ہی کہ وہ پہاڑ قلعہ اول کی عمارت پر مشرف ہی غرض دامنی
مین اوسکے باغ و گلزار اکثر خصوصاً باغ شہلالہ کہ بابر بادشاہ نے نو سو چھبیس ہجری
مین بنایا تھا پھر قریب اوسکے جہانگیر نے باغ جہان آرا سن ایکہزار سولہ ہجری مین
بنیاد کیا اور بیچ باگذرگاہ مین مقبرہ بابر کا اور ہندال مرزا اوسکے خلف کا سوای
اوسکے محمد حکیم مرزا ابن ہمایون کا بھی تعمیر ہوا ہے اور اوس شہر کی نواح مین دو
دریا مین ایک جلندر سے اکبر باغ شہر آرا اور جہان آرا و شہر کے گلی کوچون
سے گذرتا ہے نام اوسکا جوے خطبان اور دوسرا غزنین و لوگدہ سی آکر دہ
یعقوب کے پاس ہوتا ہوا لاہوری دروازے کے آگے جا نکلا نام اوسکا جوے
پل مستان پانی اوسکا شفاف و خوش ذائقہ بلکہ بعضی بیماریون کے واسطے
شربت شفا تومان دامنہ کوہ خورد کابل بھی اوسکو کہتے ہین پھول پھل

اور ہمین رنگ برنگ کے خوشبو و خوش رنگ خوش مزہ کثرت سے ہین خصوصاً
سیمغان و کابدرہ و غزنہ و استرغچ و استالف وغیرہ قابل دید و لائق سیر ہین چنانچہ
سلاطین اکثر اوقات وہان سیر کیا کرتے تھے اور دیدہ دیدہ باکرتے تھے بلخ
کیطرف تومان غوربند ایک قریہ ہے وہان کے لالہ کی رنگت کو
لعل نہین پہونچتا اور ریاحین کی بو اس کو عطر نہین لگتا غرض لالہ وہان بتیس قسم کا
ہوتا ہی چنانچہ ایک قسم تو گلاب کی باس کہتا ہے بنا بر اسکے لالہ بویا اونکو کہتی
ہین اور کان لاجورد و نقرہ بھی وہان سے قریب ہے سوای اسکے ایک ریگ زار ہے
نام اوسکا خواجہ ریگ روان گرمیون مین وہان سے دھول اور نقارے کی
آواز آتی ہے اور علم اوسکی جاتی نہین جاتی یہی مقام لشکر توران کے روبرو اور
حدود بلخ کے سامنے گویا ایک دیوار مستحکم ہے تومان ضحاک و تومان بامیان
یعنی یہ دونون مقام قدما کے آثار و نشان سے ہین اور اس نواح کے پہاڑ
مین کھود کر بارہ ہزار سردابے بنا کر گچ و نقاشی انپر کی ہے سالہا سال اتنے جاڑون
مین وہان کے لوگ اپنا مال و اسباب اونمین رکہہ کر دلجمعی سے اوقات بسر کرتی
تھے لطف یہ ہے کہ ایک سردابہ کے بیچ تابوت مین ایک شخص مانند خفتگان
آرام سے سوتا ہی کہتے ہین کہ چار سو برس سے کچھہ اوپر ہوئے کہ چنگیز خان کے
عہد مین یہ بزرگ شہید ہوا تھا ابتک اعضا اسکے جون کے تون ہین اور تمام
اسکا زیارت گاہ راقم نے بھی سوا اسکے ایک عجیب و غریب نقل آغا محمد
تاجر اصفہانی سے اس تومان کی سنی ہے اتفاقاً وہ بزرگ سن بارہ سے
بتیس مین کلکتے کے بیچ وارد ہوا تھا احیاناً حقیر سے اوسی اثنا مین ملاقات

ہو گئی بعضے بلاد کا بھی مذکور درمیان آیا صاحب کابل کا ذکر نکلا تاجر موصوف کہنے لگا
کہ سنا ہو گا استے ہم کئی شخص شہر مذکور کیطرف جاتی تھے ناگاہ تومان ضحاک کی
سمت جا نکلے جب قلعے کے متصل پہونچے اندر گئے جابجا سے مکانات اوسکے
ٹوٹے پائے بلکہ کتیبین و دیوارین بھی لیکن ایک پتھر کا اندازا نہایت کلان تھا
خنک اور آب جون کا تون اوسپر دیکھا جا کھڑے رہے استے مین ناگاہ ایک عجب
کی جو اسپے اسنے کپڑون پر پڑی اونکو زمرد سے بھی زیادہ سبز دیکھا حالانکہ
سفید تھے جب قلعے سے باہر نکلے پھر جیسے تھے ویسے ہو گئے اگر یہ آثار طلسم سے
ہون تو کچھ بعید نہین الغیب عند اللہ تومان غزنین ایک قریہ زابل ہی
اوسے کہتے ہین اگلے زمانے مین سلاطین خراسان کی تختگاہ تھا خصوصاً
سلطان ناصر الدین سبکتگین و سلطان محمود غزنوی و سلطان شہاب الدین غوری
کی اور حکیم سنائی بھی وہین مدفون ہی بلکہ اکثر اولیا اوسی طبقے مین آسودہ
ہین جاڑے کی شدت اور برف کی کثرت کے سبب اوسکو برابر تبریز و
سمرقند کے جانتے ہین اژدہات بھی اوسکے اطراف مین بہت پیدا ہوتا ہے
چنانچہ ہندوستان مین بھی وہین سے جاتا ہے نزدیک اوسکا ایک
چشمہ ہے اگر بول اوسمین پڑے تو ابر و برف کے آثار نمود ہو دین غرض
یہ مقام قندہار کی حد سے قریب رکھتا ہے اسیکو دروازہ ایران کا کہتے
ہین لوہگڈھ افغان نشین ہے نزدیک اوسکے بادہ خواب سچینہ ایک
چشمہ ہے کہ گنگا اوسکو کہتے ہین لیکن کتب ہندی مین نام اوسکا الوپا گنگ
لکھا ہے ہندو اوسکو بڑا تیرتھ جانتے ہین رود بہسمین دہائن بھی شہر ہی

شہر تھا اوسمین ہوتی سے پانی اوسکا بھی گنگا کی مانند اگر مدتون باستون مین رکھے بدبو نہین ہوتا **توماں سندر اور علی شنگ** ایک قریہ ہے وہانکے زمینداروں کو کافر کہتے ہین اوس جگہہ قبر حضرت نوح علیہ السلام کے باپ کی ہے نام اوس بزرگ کا لام اور بعضے الک بھی لکہتے ہین اسلیئے وہانکی باشندے گاف کو غین سے بدلا کرتے ہین اسلیئے المغ اکثر کی زبان زدی **توماں بحر** اور ایک مقام ہے حلغوزہ وہان کا مشہور لطف یہ ہی کہ اوسکو وہان بجائے چراغ جلاتے ہین چنانچہ روشنی اوسکی نہایت نورانی ہوتی ہی اور اوسکی اطراف مین ایک جانور ہے اوسکو دباوتیران کہتے ہین لیکن اپنے مسکن سے ایک دو اڑان سے زیادہ نہین اڑتا اور ایک جو ناحق وہان مشکبو ہوتا ہے **توماں نیک نہاد** ایک مقام ہے دارو غہ نشین اگلے زمانے فیل آوینہ مشہور تھا اکبر کے وقت مین جلال آباد کہلایا آبادی اوسکی دریاے نیلاب کے کنارے پر ہے اوسمین اکثر میوے ہوتے ہین لیکن انار وہانکا لاثانی ہی اور دلکش وہان باغ صفا کہ چار باغ کر مشہور ہے اور اوسی نواح مین باغ دفا بھی ایک یادگار بابر بادشاہ نہایت پر فضا و دلکشا ہے بیدانہ انار وہانکا بے نظیر ہے غرض اوس مقام مین برف نہین پڑتی اور ٹھنڈ بھی چندان نہین ہوتی وہان کے کافر دکھی قریب ہے اسلیئے وہان کافر رہتے ہین اسلیئے یہی نام اوسکا ٹھہر گیا **توماں بجور جانب** کا شنو قلعہ وہانکا حاکم نشین قدیم سے ہی اور ہوا گرمی مین زیادہ گرم اور سردی مین بیشتر سرد لیکن تمام نواح مین ایسا جنگل کیا بہار افغان ہی بستی ہین مگر قلعے کی اطراف مین سکونت مغلون کی ہے لیکن وقتے

اپنے تئین عرب جانتے ہین اسطرح سے کہ سلطان سکندر رومی جب ادہر سے
گذرا تو کتنے اپنے خویش و اقربا وہان چھوڑ گیا تھا چنانچہ عالمگیر کے عہد سلطنت تک
اونکی اولاد وہان رہتی تھی افغانون پر بھی اوسکا غلبہ تھا اب خدا جانے ہے
کہ نہین غرض یہ مقام پچیس کوس طول مین اور دس کوس عرض مین ہے لیکن وہان
سواد یہ بھی کاشغر کی طرف ہی بہت نیچے ورے اس سے علاقہ رکھتے ہین
جاڑا گرمی وہان بہت نہین لیکن برف بہت پڑتی ہے پر صحرا مین دو تین
دن سے زیادہ نہین رہتی مگر پہاڑون پر سال سے سال تک جاڑا بہار کا موسم
برسات کی رت ہندوستان کی سی ہے پھول توران و ہند کے وہان اکثر
بنفشہ و نرگس خودرو صحرا صحرا میوہ خودرستہ بھی علی ہذا القیاس لیکن شفتالو و ناشپاتی
وہانکی مشہور بلکہ باز و جرہ شاہین بھی وہان اچھے سے اچھا بہم پہونچتا ہے اور
آہن بھی اوسکے اطراف مین سے قصبہ منگلور حاکم نشین ہے سوا اسکے
اوس تومان کا طول چالیس کوس کا اور عرض پندرہ کوس لیکن فقط یوسف
زئی اوسمین رہتے ہین تومان بگرام مشہور بہ پشاور ہندوستان کی سمت
ہے انگور شفتالو خربوزہ وہان کا توران کا سا اور گرمی جاڑا بسنت برسات
ہندوستان کیسی چانول وہان کا مشہور ہے فی الواقع ہندوستان مین ایسا کہین
نہین ہوتا خصوصاً سکہداس بلکہ اقسام کے غلے کی نہایت اور زراعت کی
کثرت وہان رہتی ہے غرض یہ تومان سب کا سب مسکن افغانون کا ہے خصوصاً
مہمند وغیرہ لیکن ہال گذرا ہین یعنی نہین پشاور قدیم شہر ہے کتب قدیم
مین اوسکو پرشاور اور فرشاور بھی لکھا ہے نزدیک اوسکی گور کھتری

ایک پرستشگاہ جوگیون کی مشہور تھی شاہجہان کے وقت مین مسمار
ہوئی لیکن پانچ مندر تھے اور نیت ولکشا وہان عالمگیر کے عہد تک تھی جسمین
جوگی سناسی بیراگی سوائے انکے اور بھی اتیت وہان ایک تالاب کے گرد حویلیان
بنوا کے بنا بنا رہتے تھے **تومان بنگش** ملتان کی سمت واقع ہی آبادی
اوسکی وسعت کے ساتھہ لیکن پٹھانون کی قومین اوس دیار مین اکثر عزتمند
بھی کثرت سی ہوتی ہے خصوصا وہان اسقدر کہ اوراطراف مین بھی جاتا ہی
سوائے اسکے کان نمک وآہن بھی اوسکے نواح مین ہے القصہ جاڑا اس صوبہ
مین بہت پڑتا ہے لیکن اگر ٹہنڈا اور گرمی ایسی کم کہ بادون اور پہلے سونیکے برف
تو این کی مانند افراط سے پڑتی ہے لیکن میدانون مین چار مہینے اور پہاڑون
مین ہمیشہ ہی ہے غرض موسم بہار نہایت طراوت وشادابی کے ساتھہ ہوتا
رنگ برنگ کے بیشمار میوے گویا گلون خوشنما اگرچہ انگور کی بہت اقسام
ہین پر صاحبی حسینی تنباری اوربی لطف ومزہ رکھتا ہے اور زردآلو کی
اقسام مین محمودی قیسی مرزائی خربوزون مین کوک نبات وماہتابی و بدخشانی
وعباسی شیری ودود چراغ نہایت لذیذ وخوش ذائقہ اور غلے کی اقسام مین چنا
گیہون زیادہ لیکن جمع زراعت کہ ندی نالون سے متعلق ہے اوسکا تیسرا حصہ
سرکار مین داخل کرتے ہین اور کاریزی سے دسوان انگور و بادام سے بھی کچھہ
اسقدر لیا جاتا تھا لیکن سردرختی کا حاصل معاف اور کسم کے پہولون کی حاصل
سے قدرے قلیل بھی نہین دیتے مگر اوسکے بیون سے تیسرا حصہ باشندی

اوس ملک کے شہر قندہار اسکے ساکنون کی مانند رکہنے کو پنجاب اور قصبے
کو تومان کہتے ہین باوجود اسکے ساکن اس صوبے کے گیارہ زبان جانتے ہین
ہندی و فارسی و مغلی و ترکی و افغانی نسائی و دتیراجی و لمغانی و عربی وغیرہ اور
مغل خاص نواح کابل مین رہتے ہین لیکن حاکم کے آگے دست بستہ حاضر اور
مالگذاری مین سب سے عاذر طرفہ تر یہ ہے کہ عورتین انکی مردون پر غالب چنانچہ نکاح کے
وقت شتیلہ مہر ایک امر محال لکہوا لیتے ہین کہ مرد اوس کے عہد سے کبہو
نہ نکلے یہ شیوہ صاحب عصمت بی بیون اور پردہ نشینون کا ہرگز نہین سوا اسکے
اسکے اپنے طور پر باغونکی سیر کو اور حمام مین نہانے کے لیے جاتیان ہین
خاوند کو اصلا و مطلقا خاطر مین نہین لاتیان صاحب خلاصۃ التواریخ لکہتا ہے
مین نے بعضی رنڈیون کو دیکہا ہے کہ ایک خصم کو چہوڑا اور دوسرا کر لیا
غرض اپنی مدت عمر مین پندرہ بیس خصم تک کر لینا اون سے دور نہین
قصہ کوتاہ اس صوبے مین کثرت ہزارا و افغان کی بہت ہے لیکن ہزارا
مغل سے ہین اولاد چغتائی خان بن چنگیز خان کی جانتے ہین اور غزنین سے
تا قندہار و تومان بنگان سے تا حدود بلخ محال دشوار گذار و جبال پیچدار مین رہتے ہین
مین اکثر سکان اونکے بادشاہون کے عمل سے خارج اور حاکمون کے احاطہ
حکومت سے باہر اور افغان اپنے تئین بنی اسرائیل کی اولاد کہتے ہین انکے
جد بزرگ کا نام افغان تہا اوسکے تین بیٹے ایک کا نام ترین دوسرے کا غرغشت
تیسرے کا بیٹن اون تینون کی اولاد بکثرت ہوئی اور ہر ایک اپنے جد و آبا کے
نام سے مشہور ہوا الغرض ترینی بریچ میانہ شرسین اوڑمڑ کاسی حمید شیرانی

خویشگی داود زئی یوسف زئی خلیل مہمند ان سب کا سلسلہ انہین کو پہونچتا ہوتی
ہین اور سوانی جاجی اورکزئی آفریدی خٹک کرانی کاکری عبدالرحمانی ہزمانی ارٹ
غرغشت کو اور شیرزاد خضر خیل غلزئی لودی لوہانی سوری شروانی گھکری
بیٹن کو اور قومین انہین کی اولاد مین الغرض یہ سب قومین دریاے سندھ
سے کابل تک سو کوس کے عرصے مین اور قندہار و ملتان کی حدود سے تا سواد
کر حدود کافرستان و کاشغر سے ملا ہوا ہے تین سے کوس تک بستی ہین
اور اشخاص اسکے کوہسار دشوار گذار کے اثنا سے بادشاہی امرا کے آگے
سر نہین جھکاتے بلکہ کچھہ روپے صوبے دار سے بطریق انعام اور مسافرون سے
گھوڑے اونٹ پیچھے بطور راہداری کے لیتے ہین باوجود اسکے کبھی کبھی مال
و اسباب کاروان وغیرہ کا لوٹ بھی لاتے ہین اور ایسے ویسے مسافرون
کو پکڑکر غلام بناتے ہین بلکہ بعضی اوقات بیچ بھی ڈالتے ہین غرض اور اقوام
مین چور کمتر ہوتے ہین اور افغان سب کے سب چور اور جوان مرد لطف
ہے کہ تمام شہر کابل انہین سے متعلق ہے اور پشاور سے تین راہین کابل
کو جاتی ہین ایک راہ بنگش ہے دور و دراز اسکے رستے بھی اوبہٹ گر
اور دوسری بہت پیچ کھینچکر منزل مقصود کو پہونچاتا ہے دوسرے خیبر سے
نکلکر جلال آباد پہونچکر شاہراہ ملتی ہے یہ بھی درون کی تنگی نشیب و فراز
کی صعوبت پانی کی قلت افغانون کی لوٹ سے خالی نہین تیسری راہ
نکلی مسجد خیبر کی چشمہ جمرود سے دیکھتے اٹک نیلاب کے کنارے درے سے
اٹھارہ کوس لیکن یہ خیبر سے دس کوس تک نشیب و فراز کے

بدشواسطے ہوتی ہے پر بہ نسبت اور راہونکے سہل چنانچہ آمد و شد لشکرون
کی اور کاردانونکی اسی راہ سے ہے خصوصاً دیکھے سے تا ملتہ تیس کوس تک
نہایت ہموار اور پکلے سے تا کابل چالیس کوس بھی چندان دشوار نہین ہر چند
ٹیلے رستے مین پڑتے ہین پر ساقہ بہت تصدیع نہین کھینچتا قصہ مختصر کابل
کے چار طرف گھاٹیان ہین بنا بر اسکے فوج غنیم کی ایکا ایکی آ نہین سکتی اور
دفعتاً ملک مذکور کو قبضے مین لا نہین سکتی اگرچہ یہ صوبہ چندان حاصل نہین
رکھتا لیکن عقلمندونکے نزدیک دروازہ ہند کا یہی ہے اسی سبب کاردانااسی
وہان کی سپاہ کے لیے مبلغ خطیر پہونچتے تھے کہ ہر ایک سپاہی ومردانگی ا
اپنی بخوبی کرے اور کسی وجہہ سے تصدیع نہ کھینچے کیونکہ بسبب اسکے ایران توران
کی فوجین مملکت مذکور پر آ سکتی تہین کہ اگلے زمانے مین کابل جو ایک بادشاہ
کے قبضہ مین آگئی تھی تو پنجاب اور ہندوستان مامون طول اس صوبے کا
اٹک بنارس سے ہندو کوہ تک ڈیرہ سو کوس عرض قراباغ قندہار سے تا چغان
سرا سو کوس مشرق رو اسکے دریاے سندھ مغرب رخ غور شمالی اندراب
و بدخشان و ہندو کوہ جنوبی قرمل و نقیر اور گردا گرد پہاڑ زمین مسطح و ہمواریت
کم لیکن کھیتیان سب جاگہہ سرکارین آٹھ اور چھتیس تومان آمدنی بارہ کرور ستہہ لاکھ
اور بیس ہزار دام بالجملہ لیکن ایک مدت سے کابل و کشمیر مین شاہ درانی کا عمل تھا
اور لاہور مین سکھون کا چنانچہ بالفعل کہ سن بارہ سے بائیس ہجری مین صوبہ مذکور کا حاکم
رنجیت سنگہہ ہی اور سن بارہ سو اٹھارہ ہجری سے صوبہ اکبرآباد و شاہجہان آباد مین
بموجب مرضی ظل اللہ شاہ عالم بادشاہ صاحبان عالیشان نے عمل کر لیا سابق

اس سے مہاراجا دولت رام سندیا بہادر کا تھا چنانچہ جرنیل ایک بہادر
رام اقبالہ نے اوسکے سردارانِ فوج کی لڑائیان مارین بلکہ قلعے بھی اون سے
چھین لیے اور اسی شان سے صوبہ اڑیسہ بھی مع الیان کمپنی بہادر دام ظلہم کے
قبضے مین آیا آگے اسکے رگھوجی بھونسلے کا امین عمل تھا وہانکا بندوبست
کرنیل ہارکٹ بہادر نے کیا قصہ مختصر ولایت ہندوستان ایک مدت سے طوائف
الملوک ہے جس شخص کے جو ملک ہاتھ لگا اوسپر اوسنے قبضہ کر لیا بادشاہ کا کسی نے
پاس کیا ہان ایک صاحبان عالیشان نے اطاعت و خدمت ترک نہین کی
چنانچہ اب بھی کئی برس بارہ سے بائیس تحریکین اور اکبرشاہ ابن شاہ عالم بادشاہ
سے فی الحقیقہ اوسکی بندگی بجالاتے ہین اور اطاعت سے ہاتھ نہین اوٹھاتے
الغرض تھوڑی سی کیفیت جب ہندوستان کی اور صوبجات کی لکھنے مین
آئی اب تھوڑا سا احوال اس دیار کے بادشاہون کا بھی ابتدا سے پانڈون
سے لکھنا ضرور ہوا کہ ناظرین کیواسطے ایک مختصر معقول ہو

آرایش اول ہندوستان کی راجاؤنکے احوال مین

راجا جدہشتر سے لیکر راجا پتھورا تک ہندی تاریخون کی کتابون سے خصوصاً
مہابھارت سے کہ بڑی تاریخ اور بہت معتبر ہے یون معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت
ہندوستان کی آغاز آفرینش سے پانڈون اور کورون کے خاندان مین چلی
آئی ہے اونکے ہی آبا و اجداد نے ملک لیے ہین اور جا بجا عمل کیے ہین جب
نوبت سلطنت کی راجا بیچ ترسیرج کہ پانڈون کا دادا تھا پہونچی اوسنے بھی مثل
وسنتو اپنے اجداد کے عدل و انصاف مین اوقات گذاری آخر [illegible]

ہوا اور کوئی اوسکی اولاد سے نہ رہا کہ کاربار سلطنت سکے جاری کرسکے اور بادشاہت
کو رونق بخشی تب ارکان دولت نے آپسمین مشورت کی کہ سوامی بیاس دیو سے
التجا کیجئے اور راجہ کی عورت کو اوسکی خدمت مین بھیجئے تا لڑکے پیدا ہوون اور سلسلہ
سلطنت کا اس خاندان مین باقی رہے القصہ پہلی عورت اوسکی پیکر مہیب کے
دیکھنے کی جو تاب نہ لائی اوسنے اپنی آنکھین بند کر رکھین اس جہت سے اوسکے
لڑکا اندھا پیدا ہوا نام اوسکا دہرتراشٹر رکھا اور دوسری اوسکے جمال کی چمک
دیکھہ سہم کر زرد ہوگئی تھی وہ لڑکا ایسا جنی کہ تمام بدن اوسکا زرد تہا نام اوسکا پانڈو ہوا
تیسرا حرم کے پیٹ سے پیدا ہوا نام اوسکا بدر تھہرا لیکن سب سے بڑا اندھا تھا اور چھوٹا
کنیز زادہ اس سبب سے سلطنت منجھلے کو ملی بجھا ہوا چراغ اوس گھر کا پھر روشن
ہوا اور مرجھایا پھول باغ سلطنت کا دوبارہ کھلا غرض راجہ پانڈو اپنے زور
اور شجاعت کی قوت سے سب دشمنون پر غالب ہوا اور ملکون پر اوسنے قبضہ کیا اور لوگون
کے نام کو جلا دی اور شیرون کی بات رکھہ لی لیکن بسکہ شکار دوست تہا روز
جنگلون مین شکار کھیلنے جایا کرتا ناگہان کیا دیکھتا ہے کہ ایک ہرن اور ہرنی
جفت ہو رہے ہین وہین تاک کر ایک ایسا تیر مارا کہ ہرن اپنی مادہ سے جدا
ہوکر زمین پر گر پڑا اور وہ ہرن نہ تھا بلکہ ایک منی تپسی تہا کہ اوسکے قالب مین
آکر اپنی جورو سے جماع کرتا تہا القصہ حالت نزع مین اوسنے یہ کہا کہ خدا سے
امید رکہتا ہون کہ تجکو بھی اسی حالت مین موت آوے اور عین لذت مین
تیری جان نکل جاوے راجا اس سانحے سے بہت مغموم ہوا کیونکہ تیر شست سے
کا اور کار دست رفتہ کا چارہ نہین اپنے فرزندے کی حالت پر ...

یقین ہوگئی بنابر اسکے سلطنت کو چہوڑ جنگل مین جاکر ریاضت و عبادت مین مشغول
ہوا لیکن بے اولادی سے کمال غمگین رہتا دونون جورو مین بھی اوسکی اس حالت
مین ساتھہ تھین ایکروز پہلی جورو سے جسکا نام کنتی تہا کہا کہ جو کوئی لا ولد مرتا ہے
وہ دوزخ مین جاتا ہے ہمارے دین مین جائز ہے کہ جو کوئی فرزند نرکھتا ہو یا پیدا
جنانے پر نہوسکے تو برہمن سے اس بات کی درخوست کرے اور فرزند بہم
پہونچاوے چنانچہ میرا باپ جو بے اولاد ہوا تب ایکان لوگون نے اس بات کی
درخوست بیاس دیو سے کی بنابر اسکے میرا تولد اور میرے بھائیون کا بیاس جی
سے ہے یہ سنکر اوسکی عورت نے جواب دیا اگر مین آتش تیز مین جلونگی تو بھی
بیگانے مرد سے ہم صحبت نہونگی مگر ایک بڑے ریاضتی سے مینے ایک منتر
سیکہا ہے کہ عالم ملکوت مین سے جس فرشتے کو چاہون بلاکر بیٹا لون
اور لڑکا جنون راجا اس بات کو سنکر نہایت خوش ہوا اور اجازت دی
وہ عورت خلوت مین گئی اور راجا دروازے پر بیٹھا کہ کوئی انسان وہان
پہنچنے نپاوے بلکہ کوئی ذی حیات بھی نہ آوے تدان وہ عورت وہان سے
حاملہ نکلی اور راجا کو یہہ خوشخبری دی جب نو مہینے گذرے تب ایک لڑکا جو
توانا جنی نام اوسکا جدہشتر رکھا دوسری بار اوسکو پھر اسیطرح پیٹ رہا اور تب ایک
لڑکا زبردست قوی ہیکل پیدا ہوا نام اوسکا بھیم سین کہا لیکن اوسکی پیدایش
کے دن طرفہ ایسا تحفہ درپیش آیا کہ ایک شیر مہیب اوس جنگل مین نمود ہوا
لوگ اوسے دیکہہ کر مارے خوف کے چلانے لگے کنتی ڈر کر بے اختیار اٹھ کہڑی
ہوئی بھیم سین اوسکی گود سے ایک بڑے پتھر پر گر پڑا اور مین اوسکے صدمے سے

پتھر پاش پاش ہو گیا دیکھنے والے متعجب ہوے راجا نے جانا کہ یہ لڑکا بڑا شہ زور
ہو گا تیسری مرتبہ اسیطرح رحم کو جنا اوسوقت آسمان سے یہ آواز آئی کہ جیسے عالم
علوی کا راجہ اندر حکمران ہے عالم سفلی میں ویسا ہی یہ لڑکا ہو گا اور لڑائی میں
کوئی اسکا سامنا نکر سکیگا بعد اسکے دوسری جورو بھی نکل اور بہادر لڑکو توام جنی
الغرض یہ پانچوں بھائی حسن و خوبی و بہادری میں بے نظیر تھے راجہ پانڈو اپنی
سمیت جنگل میں رہتا تھا اور سلطنت ہستناپور کی دھرتراشٹر اوسکا بڑا بھائی
کرتا تھا القصہ اوسکی بھی جورو کو پیٹ رہا پر دو برس کے بعد ایک مضغہ گوشت
اوسکے پیٹ سے نکلا لیکن فولاد سے بھی سخت تر تھا وہ دیکھکر بیزار ہو کر چاہتی تھی
کہ اوس لوتھڑے کو پھینک دیوے کہ اوسوقت بیاس جی آ حاضر ہوا اور کہنے لگا
زنہار اسکو ضایع نہ کیجو کہ اس سے کتنے بیٹے نر آور نامور پیدا ہونگے تم اوسپر
ٹھنڈا پانی چھڑکو جونہیں چھڑکا ویسیں اوسکے سو ٹکڑے ہو گئے پھر ہر ایک کو
ایک ایک کوزے میں گھی ڈالکر احتیاط سے رکھ چھوڑا جب دو برس گذرے
اون کوزون کو کھولا ہر کوزے سے ایک لڑکا نکلا سب سے بڑا جرجودھن
تھا جسوقت کہ وہ کوزے سے نکلا گدھے کی مانند زمین کھود کر رینکنے لگا اوسکی
آواز سنکر گدھے اور گیدڑ زمین پر گر گئے اور کوّے ہوا میں فریاد کرنے لگے
اور ہوا غبار آلود ہو گئی یہ حالت عجیب دیکھکر نظارگی حیران رہگئے سوا اون
سو لڑکوں کے دوسری جورو سے ایک اور لڑکا جحبش نام پیدا ہوا الغرض
جرجودھن کہ اون سب سے بڑا تھا اوسکے بدن پر تلوار تیر گولی اثر
نکرتا تھا کیونکہ روئیں تن تھا اور شجاعت و قوت میں بھی آخر ایسا نامزد

کو تمام لوگ شتابت کرتے تھے اور اوس تپسّی کی دعاء بد کے اثر سے لڑکے ہوئے اور دوسری
جورو اوسکے ساتھ ستی ہوئی بعد اوس کے جو تپسّی اور رشی اوسکے ہمسائے تھے
اونہون نے اوس کی پہلی جورو کو پانچون بیٹون سمیت ہستناپور میں پہونچا دیا
اکثر اشخاص نے تو ان کو راجا پانڈ کا بیٹا جانا اور بعضون نے اسبات کو تماشا سمجہا
جر جودہن دہرتراشت کے بڑے بیٹے نے ملکر یہ کہا کہ راجہ پانڈ تپسّی کی دعا
بد کے خوف سے عورت سے صحبت نکرتا تھا کیونکر انکو اوسکے فرزند جانے
وہین غیب سے آواز آئی کہ یہ راجا پانڈ کے بیٹے ہیں کہ بقدرت ملک کے وسیلے
سے پیدا ہوے پہر ہوا سے اونکے سرونپر گلریز برسا ساتھ اوسکے آواز نقارے
اور قرنا ے کی بھی آنے لگی ایک غوغاے عظیم آسمان سے اوٹھا پہر تو تمام ہستناپور
قائل ہوا کہ یہ راجا پانڈ کے مقرر فرزند ہیں اور بھیکم پتامہ کہ انکے باپ کا چچا تھا اونکی
شفقت سے انکے پرورش تربیت پر متوجہ ہوا چنانچہ بڑے بڑے تربیت
اور گنی انکی تعلیم کے واسطے مقرر کیے مشاہرے بھی اونکے ٹھہرا دیے ازبسکہ
پانڈون کی طینت قابل تربیت تھی تہوڑے دنون میں بہت سے علم سیکہ لیے بعد اوسکے
ملکہ فنون سپہ گری کے بھی اکثر حاصل کیے یہان تک کہ نیزہ بازی و تیراندازی
شمشیر زنی میں کامل ہوے ہرچند جتر کشٹ سے ٹرا کہا نپٹ خوشخو اور ہرا
کو ملکہ نیک صفات و خوش اوقات مشہور ہوا فی الحقیقت ایسا خوبصورت مرد
کسی نے بھی دیکھا ہے ایسا البتہ نہ تھی اوصاف نیک اوس میں سرتاپا نہ
براستی بنا تھا اخلاق کا نہ شوربے زور تھا بلکہ خیر خواہ تھا اور تنگی
تدبیر میں دخل غیر نہ تھا اوسکی طینت میں تھی راستی نہ کم اوسکے ہمسایہ سے

تھی بھاگتی ٭ نہ پہونچا کسیکو ذرا اوس سے رنج ٭ وہ تھا چین آرام کا ایک گنج
اور منجھلا جسکا نام بہیم سین تھا فنون کشتی و گرزبازی مین طاق اور زور و قوت
مین یگانہ آفاق ہوا بڑے بڑے درختون کو جڑ سے اکھاڑتا نخل ہاتھیون کو دوسرے
وسے پٹکتا دلاوری و زور آوری مین نظیر نرکھتا تھا قطعہ کھڑا ہوکے جنگ جا پہ
مارے وہ خم ٭ تہمتن کا دہان ڈر سے ہو بند دم ٭ کہان تاب جو اوسکے
سنمکھ ہو کوئی ٭ کہ بھاگے سے دیکھ اوسکے صورت کو دیو ٭ گر اوسدم چڑھا
ہاتھ اوسکے پہاڑ ٭ تو ایک حملے سے اوسکو ڈالے اوکھاڑ ٭ جو میدان مین
نکلے وہ گھوڑے کو داب ٭ تو یک لخت شیرونکا زہرہ ہو آب ٭ اگر
مارے وہ آتشین گرز کو ٭ تو سرمہ ہی کر دیوے البرز کو ٭ اور ارجن کہ ان دونون
سے چھوٹا تھا علم تیراندازی مین بڑے بڑے استادون پر فوقیت لیگیا اور
فن کمانداری کے نامورون مین نامی ہوا آخرش ہفت اقلیم مین اسکا چرچا پھیلا اور
ملک ملک شہرہ پڑا یہان تک کہ اوسکی مشق کی گنتی طرزون کا آپ ہو موجد
ہوا چنانچہ ایک تیر پھینک کر اوس سے کتنے تیر نکالتا اور دشمنون کو مار گراتا اگر
چاہتا تو اون تیرون سے ایک پردہ سا بنا باد و باران کا سد راہ کر دیتا اور جب
ارادہ کرتا تب ایک تیر سے اسقدر آگ نکالتا کہ ہر تر و خشک کو جلا دیتا کسیوقت
مینہ آندھی سمیت تیرون سے برساتا اور دشمنون کو خاک مین ملاتا اچانک اگر
اعدا کی طرف سے تیر آتے تو وہین ہوا ہی پر اپنے تیرون سے کاٹ دیتا
سوا اسکے الٹے پاؤن سے لڑائی کے میدان مین بنیتر کے زور سے کبھو بلند
کبھی پست گاسے غریبہ گا سے لاغر دشمنونکو نظر آتا کسی وقت ڈرانی صورت بنا کر

سوداگر ان اسی سال سلطنون سے چھپتا تا قصہ کوتاہ یہ علم ملاقات سے بہم
رکھتا ہے کہ تیر پھینک کر تیرون کی قوت سے ایسے ایسے عجیب کام
دکھاتا ہون اور ایک عالم کو دریاے حیرت مین ڈبا دیتا ہون والا ایسا
کہان کہ اس عجائبات کی اسکو خبر ہو لیکن جس سے بعید سمجھا جاتا مگر
قدرت سے نزدیک تھا نظم وہ جو ہاتھ مین لیوے تیر و کمان ۞ تو کر دے
کو غربال ساں ۞ اگر اوسکے ایک تیر کی کھائے چوٹ ۞ تو سیمرغ ہو جا
بس لوٹ پوٹ ۞ کبھو خالی پڑتا نہیں اوسکا وار ۞ ہے تیر قضا کا
شعار ۞ بجا ہے اوسے بان سے بہری ۞ کہ مکان مین اوسکے
بہری ۞ نکل اور سپہ لو کبھی اوسکے مو شگافی سے فیل و اسپ و غیرہ
مین اوستاد تھی ساتھ اسکے چار بیٹے تیر بازی اور تیغ زنی کے
اسباب سے تھے شہ زور ایسے وہ دونون جوان ۞ کہ کانپین
اونکی صورت سے یلان ۞ جو رستم سنے اونکی للکار کو ۞ دمین پھینک دے
ڈھال تلوار کو ۞ غرض یہ پانچون بھائی کسب کمال مین کامل تھے اور علم و
مین فاضل تر تھے باوجود اسکے آپس مین یگانگی و یک جہتی اس قدر رکھتے
گویا خالق نے ایک جان کو پانچ ٹکڑے کر پانچ قالب مین ڈالا اور ایسا
روح کو پانچ جسم سے علاقہ بخشا ہے لیکن جیسے شہر تو سے ترا جہاد سے ان
اوسکو اپنا سردار و مختار کار جانتے تھے اور جسکو اوسکا ہر ایک حکم مانتے تھے
نظم رکھا جسنے بزرگون کو خوشا سند ۞ اوسی سے کھائے بختون کی ہو بلند
۞ بزرگون کی اپنے جو کرتے مین خدمت ۞ وہی یاد رکھنگے دونون جگہ نعمت

جہکاتا ہے جنکا سر پیش بزرگان ہند بلند اونکی کرلگا ستان یزدان ہند اور جرجودہن
نے اپنے باپ دہرتراشٹر کا اوصاف حمیدہ پانڈون کے دیکھہ دیکھہ اور سن سن
آتش حسد مین جلتا تھا خصوصاً بہیم سین کے زور و قوت کے معاینہ سے
تو دہوان اوسکے بدن سے نکلتا تہا از بسکہ دشمن کشی سلطنت کا ایک طریقہ
ہے پانڈون کے قتل کی تدبیر مین لگا چنانچہ بہیم سین کو سبزہ شکار مین اوسنی کئی
بار زہر کہلایا اور کئی مرتبہ اوسکو سوتے پاکر ہاتہہ پاون باندہ گنگا مین گرا دیا لیکن
فضل الٰہی جو اوسکے شامل حال تہا دشمن کا کچھہ چل نسکا اور وہ جون کا تون
صحیح و سلامت رہا دہرتراشٹر نے سب لڑکون مین جدہشٹر کو جو قابل پایا تہا بنابر
اسکے اپنا ولی عہد کر کے امور سلطنت مین مختار کیا تہا اس سبب سے جرجودہن کے
دل مین آتش رشک زیادہ بہڑکی آخر باپ کو کہلا بہیجا کہ مین جدہشٹر کی اطاعت
کسی طرح نہین کر سکونگا اور جو یہ عرض پذیرا نہوگی تو اپنی جان ضایع کر دونگا دہرتراشٹر نے
بیٹے کی خاطر سے آدہی سلطنت حوالے کی اور جدہشٹر کو فرمایا کہ اپنے بہائیون سمیت
برناوت مین جا رہو جرجودہن کو جو دشمنی دلی تہی اور جدہشٹر کیجانے سے پہلے اپنے رفیقون
کو بہیجا کہ وہان گوندرال جلینٹ اور رسیون سے گہر بنا دین جب وے
پانڈو اوس ملک مین پہونچین اور رہنے لگین تب قابو پاکر کسی وقت آگ
لگا دین تا وے سب کے سب جلکر راکہہ ہو جاوین اونہون نے موافق اوسکے حکم
کے عمل کیا لیکن پانڈو وہان پہونچتے ہی اونکے مکر و فریب سے واقف ہوگئے ایک سرنگ اوس
گہر مین کہود رکہی اور ایک رات اوس گہر کو آگ لگا کر نقب کی راہ سے نکل گئے پر ایک عورت کہ نام اوسکا دہ
بہیل تہا اتفاقاً وہان آ نکلی تہی وہ اپنے پانچون بیٹون سمیت جلکر راکہہ ہوگئی جرجودہن کی رفیقون نے جانا

ویسے ہی پانچون اپنی مان سمیت چل نکلے یہ خوشخبری اس سے پہونچا لی
سنتے ہی اسکے بشاشت اوسکو آگئی اور افسردگی جاتی رہی جب پانڈون نے
اس مہلکے سے نجات پائی ایک جنگل مین پہونچکر لباس ریاضت کا پوشا اور سیاحت
اختیار کی جب شہر نکہت مین پہونچے تو جا کر سنے جس جگہہ دلپود کو پاتے جان سے
جہان گیند سے اپنے نظر آتے وہان شکار کھیلتے آخر کار کنپیلے مین پہونچے راجہ
درپد وہان کا راجا تھا بیٹی اوسکی نہایت جمیلہ و شکیلہ اور حسین و نوجوان ہو گئی
تھی اور چونہ پر چڑھی تھی بنابر اسکے راجا نے اپنے بزرگون کے دستور سے اکثر
راجاؤں کو بلوا کر ایک مجلس نشاط کی ترتیب دی جسکو وہ لڑکی پسند کرے اسی
کے ساتھ اوسکو بیاہ دلوین ہندون مین اسطور کو سینبر کہتے ہین الغرض راجا نے
ایک لمبی لکڑی پر سونے کی مچھلی باندہکر میدان مین اوسکو گڑکیا اور ایک
بڑی دیگ تیل سے بھری ہوئی تلے اوسکے چولہے پر دہروا دی سامنے اسکے
ایک کمان بھی نہایت کڑی تیر سمیت پاس اوسکے رکھوا دی اور یہ شرط
کی کہ جو کوئی اس کمان کو کھینچ کر ایسا تیر مارے کہ مچھلی اس لکڑی پر سے دیگ مین
آن پڑے اوسی کے ساتھ اس لڑکی کو بیاہ دون اور اپنی دامادی مین قبول لون
جتنے راجا کہ اس اوسر پر آئے تھے اوس سے ایمن خفیف ہوئے شرط
بجا نہ لا سکے یہ پانچون بھائی بھی فقیرون کی مانند ایک کونے مین بیٹھے تماشا
دیکھ رہے تھے ارجن نے جب یہ جو کچھ آیا تیر و کمان اوٹھا کر ایسا ہی ایک تیر
مارا کہ وہ مچھلی لکڑی پر سے جلدی ٹوٹکر اوسی دیگ مین آ پڑی وہین راجا
کی بیٹی دروپدی کو اوس دنگل سے لیگیا اور وہ پانچ حصے کا اوسکے ...

سکے دلپر دیکھیا تماشائی اوسکے زورآوری اور پھرتی دیکھہ کر بھچک رہ گئے
کسیکو جرأت نہوئی کہ اوس سے مقابلہ کرے القصہ اوس لڑکی کے نصیب
مین بدا تھا کہ پانچ مردون سے اوسکا عقد ہو بنابر اسکے پانچون بھائیون نے
اپنی ماکے حکم بموجب بیاہ کیا اور ستر ستر دن کی باری مقرر کی یہ خبر جو ہستناپور
مین پہونچی کہ راجا پانڈ کے بیٹے جیتے جاگتے ہین اور راجا دروپد کی بیٹی اونکے ساتھہ
بیاہی گئی ہے دہرتراشٹ نے اپنے ارکان دولت کی صلاح سے کچھہ لوگ
بھیج کر اونکو بلا بھیجا اور بدستور سابق آدھا ملک جو جودہن پر تمام کہا اور آدھا
اونکے حوالے کیا لیکن طرفین سے قول و قسم ہے کہ آپسمین ربط و اخلاص رکھین اور
ملے جلے رہین پھر اونکو رخصت کیا اور فرمایا کہ شہر اندرپرست مین جمنا کے
کنارے جاکر رہین وہ وہین جاکر مقیم ہوئے وہی شہر حال دہلی کر مشہور ہوا القصہ
کوتاہ راجا جدشٹر کاروبار ملکی و مالی مین لگا سواے اسکے بقوت تدبیر و بزور
شمشیر اکثر ملک لے لئے اور بہتیرے سرکش زیر کئے جب سلطنت نے اوسکی بہت ترقی
پکڑی اور دولت اوسکی ہوئی راجسوجگ کہ اوسکے آبا و اجداد کو کبھی میسر نہوا
تہا اوسنے بخوبی اوسکو اتمام کو پہونچایا اور راجسوجگ ہندوون کی اصطلاح مین ایک
بڑی تپشیا سے بیان اوسکا یون ہے کہ انواع و اقسام کے کہانے پکوا کر کئی ہزار
برہمنون کو سو سو روپیے کے باسنون سمیت بخشے اور رنگتین ہر طرح
کی غذائین اور خوشبوئین ہواے اسکے اجناس نفیس بیش قیمت آگ مین
جلاے بہر عمدہ تر یہ اس جگکی شرطون مین یہ شرط ہے کہ تمام روے
زمین کے راجا وہان جمع ہوویں بلکہ سارے کام کاج اپنے ذمے لیوین

تک کہ پانڈون کے پاس دریودهن کہ اسنے لگادین بہر گیا سامان اوسکو
دیکهنا سوجها کہ ہفت اقلیم کا ہو جو راجا جدهشٹر کو خدا نے کیا تها کہ تمام جہان
کے حاکم اوسکے محکوم تهے اس سبب یہ جگ اوس سے خاطر خواہ سرانجام ہوا
اور اوسکا تمام روے زمین مین نام ہوا جو دریودهن بهی اوس جگ کے کاروبار
مین آکر اوسکا شریک ہوا تها جب اوسکی سلطنت کی یہ کچهہ ترقی اور زر
مین اسقدر زیادتی دیکهی آتش حسد اوسکے سینے مین بهڑکی اور عداوت کینہ
کی جو اوسکے سر سے آئی اوسوقت تو جمعیت ہوکر ہستنا پور مین آیا
اور رفیقون سے اپنے دلی جو وہان گذری تهی اوس سے بیان کیا آخر جدهشٹر
کی بنیاد سلطنت اوکهاڑنے کے لیے اور خزانہ دولت اجاڑنے کے واسطے
مشورت کرنے لگا یہ ٹهہری کہ مجلس قمار کی مقرر کیجے اور دغابازی کی چوپڑ بچها
تا ملک و مال اوسکا اس حیلے سے ہاتهہ لگے القصہ کوتاہ اوسکو لطایف حیل
سے بلوا بهیجا اور بعد ملاقات کے دیر تک اختلاط باہم ہوے کا چوپڑ بچهایا
اور ہار جیت کا بازار گرم ہوا جدهشٹر کی قسمت مین سرگردانی اور دربدری
بہت پریشانی جو بدی تهی اوسکے دین عقل کے آگے پردہ پڑ گیا اور جوا
بری سوجهی سے رکهیا باوجود اس عقل و دانش کے اوسکے دم مین آیا اوسکے
مکر و دام تزویر مین پهنسا آخرالامر تمام نقد و جنس جواہر و خزاین جو تهے
ہار دیے بلکہ جتنا اسباب سلطنت اور تجمل و شاہت تها آپ سب شرط مین
جیت لیا اور یہ ہاتهہ جہان تک تها اسباب جی سے وہ ہوا جو سے پانچون
بالکل ہو گئی عقل اوسکی زایل ہو تک پاس نہ آبرو کا نہ دانائی

مین ایک تہا چوکا + دشمن سے دغا کا جال مارا + یکدست و سلطنت
اوٹہایا + دولت نہی بہان تلک گنوائی + دہی ہاتہہ سے سفت بادشاہی
یہ مرے قمار سکے ہوا مست + ہارا وہہادہ گہر کا گہر در و بست + ٹک
بہی نہ ریاست اپنی تہامی + مالی مین ملائی نیکنامی + بختون کی تہی صرف
اوسکے شامت + یکمرتبہ جو بگڑگئی مت + اقبال نے چہوڑا اوسکا دامان
ادبار نے آلیا گریبان + گہر پر پڑی دفعتہ تباہی + جاتی رہی صاحبی و شاہی
اسپر بہی اکتفا نہ کیا کہیلنے سے باز نرہا اسقدر مبہوت ہوا کہ چارون بہائیون
کو بعد اسکے اپنے تئین پہر درو پدی کو نوبت بہ نوبت ہار گیا فی الواقع کار بد کا
انجام بہی بد ہے یکے نقصان مایہ و دگر شمانت ہمسایہ حیف ہے کہ ایسا نیکنام
یون بدنام ہووے اور اپنا مال و منال ناحق کہووے بیت تماشائی جتنے تہے چہوٹے
بڑے + وہ گرداب حیرت مین بہپر پڑے + اوسوقت دساسن جو جودہن کا بہائی
بد بختی و سنگدلی سے دروپدی کو جہونٹون سے گسیٹتا اور ادل فول بکتا اوس مجلس مین
لایا حسب الامر جو دہن کے چاہتا تہا کہ ننگا کرے اور وہ حیض سے تہی خدا کی درگاہ
مین اوسنے اپنے ستر پردے کے لیے دعا کی وہین مستجاب ہوئی چنانچہ اوسکا
جو کپڑا اوسکے بدن سے اوتارا دوسرا فی الفور اوسکے تن پر غیب سے موجود ہوا
اسی عنوان دیر تک وہ چہینا کیا اور [illegible] آخر اوس اپنا کہینچنے سے
ہاتہہ اپنے کہینچا شرمندگی سے گریبان مین منہ ڈال لیا اس سے حاضران مجلس مین عجب حالت طاری
ہوئی بہون نے ماری شرم کے اپنی آنکہین موندلین اور جو دہن و ساسن کو اون کے رفیقون
سمیت سیکڑون باتین کہین لیکن وہ بے غیرت کچہ خاطر مین نہ لایا اور افعال

دسے ہاتھ نہ اوٹھایا بلکہ یہ بات ٹھہرائی کہ ایک بازی اور کھیلیں اگر جدشٹر ہو
جیتے تو اپنا سارا مال دولت سلطنت بلکہ جو کچھہ ہار آیا ہے سکا سب پھیر لیوے نہین تو
بہائیون سمیت بارہ برس تک جنگلے مین گذران کرے تیرہوین برس بستی مین
آ رہے لیکن چھپا رہے اگر اس سال بہی معلوم ہووے تو پہر بارہ برس
تک بدستور بادیہ نشین رہے جدشٹر کا تو نصیبہ ہو چکا تھا تو کہلا رہا تھا اس شرط
پر بہی کہیلا اور پہر ہارا الغرض اسکے اپنے وعدے پر بہائیون سمیت دروپدی کو
لے مستعد بادیہ پیمائی ہوا اور سوکرن نام ایک شخص پانڈون کا بدخواہ بہی
بولا کہ اے دروپدی انکے ساتھ کیون جاتی ہے راجا درجودہن کی خدمت مین رہ
وہ تجھے ایسے شخص سے بیاہ دیگا کہ جو تجھے مین تیرے تئین نہ ہاریگا پہر وساجن بہی
اسطرح سے کہنے لگا کہ راجا پانڈ کی بیٹی خواجہ سراؤن کے حکم مین ہین بیاہتا انکے
ساتھ جاوے ہم مین سے جسکو چاہے قبول کرے آسودگی سے زندگی اوقات بسر کرے
الغرض کہ لطیفے ایسی ایسی بہت باتین کہکر آپس مین ہنستے تھے اور وے بیچارے
خجالت سے اپنے سر نیچے کئے تھے مگر بہیم سین چاہتا تھا کہ انتقام سے اور ان
حرامزادگون کو خوب ہی سزا دے لیکن راجا جدشٹر نے اجازت نہ دی آخر ہستناپور
سے نکلے اور جنگل کی راہ لی کہتے ہین کہ اوسوقت بہت خلل آیا اور بے عدد برق
بدون ابر کے نمایان ہوئے اور ایک تارا کلان ہیبت آسمان پر سے ٹوٹ کر
ہستناپور کی اطراف مین پہرا صحرائی جانور بستی مین آئے گیدڑ بازارون مین
دن دہاڑے اگر چلاتے گرس گہرون کے دروازون پر بولنے لگے تیلو درخت
پہر کہیں سے درخت بے موسم پہلنے لگے گدہے کا بچہ جنی بلکہ اکثر چیونٹیون

سے نیچے بغیر جنبش سیدہا ہوے یہ حالات دیکہکر اکثر شگونیون اور نجومیون
نے کہا ان علامات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تہوڑے دنون مین دہرتراشٹر
کے بیٹون پر ایک بڑا صدمہ پڑیگا بلکہ نام و نشان اونکا مٹیگا قصہ کوتاہ
پانڈون نے یہان سے جنگل طے کیے ندان کامک بن مین اپنا بسنا مقرر کیا کئی
برس کے بعد ارجن تپسیا کے زور سے اندرلوک مین گیا اور راجا جدشٹر باقی بہائیون
سمیت تمام ستہانون اور تیرتہون مین پوجا تپسیا کرتا پہرا اسا تہہ اسکے ایک
جہان کو دید کیا ارجن بہی اون سے پانچ برس کے بعد تیراندازی کی فنون
رہنے سیکہے اور بہی فرشتون سے سیکہکر اسباب تجمل و حشم ساتہہ لیکے آن ملا
الغرض پانڈون نے بارہ برس بیابان مین بڑی محنت اور مشقت سے گذران
کی عجیب و غریب صدمے اونکو پہونچے اور طرفہ طرفہ سانحے انہون نے دیکھے
آخرکار تیرہوین برس شہر براٹ مین آئے اور اپنے نام تبدیل کرکے راجا براٹ
کی سرکار مین نوکر ہوئے ہر چند دریودہن کے رفیقون نے ہر چند اونکو ڈہونڈہا
پر کہوج بہی نپایا جب تیرہوان برس تمام ہوا تب انہون نے اپنے تئین ظاہر
کیا اور دریودہن کو کہلا بہیجا کہ مہربانی کیجئے اور ہمارے حصہ کا ملک ہمکو دیجئے اوسنے
غرور و نخوت سے قبول نکیا پہر انہون نے پیغام بہیجا کہ ہم پانچ بہائیون کی
گذران کے لیے یہ پانچ محال یعنے کیتہل کرنال اندری بیزنادہ اندرپرست
ملین تو اسی پر قناعت کرین پرخاش کا ارادہ نکرین جب دریودہن نے جہالت
و رعونت سے اس قدر سہل پر بہی صلح نمانی اور لڑائی ٹہانی تب جن راجاؤن
راجاؤن سے ارتباط و تعلق تہا اطراف و اکناف سے اونکو بلایا اور راجا

بہشت نے بھی اپنے خوش وافر پایا ہوگا۔ کہ زمانہ والی ممالک کی طلب لیے ہوے
و تو نہیں سرداران نامدار بیشمار کروڑوں پیادے لاکھوں سوار بلکہ بڑے بڑے دیو دت
راوت بہت سور ساونت اسباب جنگی و تجملات سری ساتھ لیے دونوں طرف اگر مجمع ہوے
مشہور ہے کہ اسقدر سپاہ کی کثرت اور فوج کی بہتات کسی لڑائی میں نہیں ہوئی
اور نہ ہوگی نہ اگلوں نے دیکھی نہ پچھلے دیکھیں گے نظم یہ فوجونکا انبوہ تھا آخر ہوا بند خلق پر ہوا
تل اگر پھینکا پھرے سر بسر سارے دشت جبل تک ٹڈی دل امڈا تھا ایک شیر ہول تھا
زمین پر یہ کچھ بوجھا سدم پڑا کہ گاو زمین کا بھی جھک گیا۔ بیان کچھ کیا ہے کہ پیکو
لرجا گمہ زمین پر نہ تھی دھوپ کہ ہوا اور پیاسے گئیں جائیں کب ہوکے ہی تھا گرد کیا
ڈھب یہ انبوہ حیوان و انسانکا وجہ دیکھا تسلط و دہشت زلزلوں کو ما۔ انکی ایک
طرف خوف تھا یہ بڑا نہ پڑھا ہی تھا آب اوکاوہ کا + قصہ کوتاہ کو کیست کا میں تم
کہ اب تہا نیسر کرکے مشہور ہے ہندوؤں کے نزدیک قدیم تیرتھ اور بڑا معبد ہے بلکہ
انکے کہتے ہیں کہ برہما اسی جگہ تعظیم خدا کی قدرت سے ہوا ستھ کمل ناف سے پیدا ہوا
اور خالق حقیقی کے حکم سے اس عالم کون و فساد کو اوسنے خلق کیا تہا بہ اسکے
اس گروہ کا اعتقاد یہ ہے کہ جو کوئی بشر اپنی جان اس مکان میں دیوے وہ اس جہان
میں دوبارہ جنم لیوے اور عاقبت میں بہشت کے بیچ عمدہ ترین مکان پاوے
انہوں نے بھی یہی سمجھکر رزمگاہ وہیں چالیس کوس کے عرصے تک مقرر
کی ہر طرفین سے سوار و پیادے کے غول کے غول اور غٹ کے غٹ
پرے کے پرے نمود ہوئے گرد و غبار اسقدر اوڑا کہ زمین و آسمان
نظر آنے سے رہ گیا کوس غزلی کی آواز بلند ہوئی اور طبل جنگی کی صدا ہم

اٹھنے لگی نقیب پکارنے لگے اور کڑکیت لگا رہنے صور سا وقت جنگ
بجنے لگا اور باجے ہر طرف بجنے لگے بوق و دمامہ کی صدا سے رعد تھرا
اوٹھا اور بہادرون کے نعرے سنکر جلاد فلک کانپ گیا تلاطم
اٹھی ہوئی تھی یہ کچھ وان سپاہ + غبار جو گٹا اوسے سال و ماہ +
چہارم بھی اوس کا ہوتا تمام + وہ رکہ دیتا کلک قلم لا کلام + بیابان
مین جیدہر کو جاوے نظر + سپاہی سوا کچھ نہ آوے نظر + ترہ دیو سوزان
کا اسطرح تہا ہجوم + کہ جیسے گھٹا آسمان کی جہوم + کرین اون کی تعداد
کس پہ قیاس + کہ دیکھی نہین اتنی جنگل مین گھاس + لگی پہکنے قرناے اس
زور سے + کہ ارض و سما بہر گئے شور سے ہوا اسقدر کوس جنگی کا شور
صدا پہونچی ڈنکے کی گردون سے دور + جو نالہ فلک پر گیا بوق کا + جگر ہو گیا
آب عیوق کا + جوانون کی ڈہالین کھڑکنے لگین + شجاعون کی تیغین چمکنے
لگین + الغرض باندون نے اپنے لشکر کے سات حصے کیے ایک فوج آگے
رکھی ایک پیچھے ایک داہنے ایک بائین ایک بیچ مین ایک غول
داہنی طرف کی سپاہ کا کمکی اور ایک بائین طرف کی سپاہ کا پہر
لڑائی شروع کی پہلے ہیم سین نے رزمگاہ مین آکر ایک ایسا نعرہ
مارا کہ جگر یاران منیلتن کا تڑک گیا اور دل بہادران شیر افگن کا
دہڑک گیا ہاتہی اکثر چنگہاڑ مار بہاگے اور گہوڑے سوارون سمیت
بے شمار بہاگے پہر اوس دیو ہیکل نے اپنا گرز گران پہیرا پہرا کر
ایسا مارا کہ ایک ضرب سے کتنے عرابے [illegible]

سوارون سمیت خاک برابر کر دیے اور کشتے مین ستہرو حیوان باہم ٹکرا کر مارے گیے
پھر جو لپکا تو بہت سے ہاتھی گھوڑے سوارون سمیت ٹوٹ بازو سے اوٹھا اوٹھا
اس زور سے زمین پر پٹکے کہ انکی ایک ہڈی بھی سالم نہ رہی بلکہ یہ بھی دریافت
نہوا کہ انھیں آسمان کھا گیا یا زمین کھا گئی نظم وہ میدان مین یون آیا نعرہ
کنان ؛ کہ جون ڈونگتا آئے شتربان مست ؛ تھا وہ لشکر کو للکارتا ؛ وہ
اپنے تئین آپ ہی مارتا ؛ یہ صدمہ تھا اوس لوہے کے گرز کا ؛ جسے چور کرتا فرامرز کا
نہ حفظ اوسکے حیوان و انسان سے ؛ جو آیا وہ جاتا رہا جان سے ؛ یہ مارے
سوار اوس نے گھوڑون سمیت ؛ کہ یکسر بہرا کشتگان سے وہ ہمیت ؛ پھر
ارجن بھی جیسے بھوکا شیر بکریون کے گلے مین گھستا ہے اسطرح سے فوج لعین
مین گھسا ہزارون کو اپنے عقاب تیر کا طعمہ کیا اور سیکڑون کو شمشیر آبدار کی
خاک مین سلا دیا اندان کشتون کے انبار لگا دیے اور لاشون سے پہاڑ بنا
دیے نظم لگا تیر مستک پر اوسکا اگر ؛ تو نکلا وہ ہاتھی کی دم سے اوبہر ؛
جا ہر کھینچ تلوار حملہ کیا ؛ اودہر کی صفون کو الٹ ہی دیا ؛ لگا جسکی تلوار کا اسکی
وار ؛ نہ لی سانس بھی اوسنے پہر ایکبار ؛ لگی کاٹنے پھر تو ساری کٹک ؛
گری لاش پر لاش کوسون تلک ؛ نہ تھی اتنی جا گہہ کہ رکھے قدم ؛ کہ کشتون
سے تھی جا بجا وہان الحرم ؛ غرض اسیطرح ہر ایک دلاور نے ترکتازی و جانبازی
کی شجاعت و سپہ گری کی داد دی اور جرجودھن نے بھی اپنے لشکر کی صفون
کو آراستہ کر کے کئی حلقہ فیلان جنگی کے طلب کی اور ٹھہرایا کہ ہر ہاتھی کے پیچھے
پچاس سوار مسلح و مکمل اور اونکے عقب ہزار پیادے تلوار لیے بدل مستعد

رہین جب کہ ہاتھی فوج مخالف پر ریلے جائین یہ اون سے لگے چلے آئین
اسوقت متصل یہ سمجھین یکبارگی حملا کرین اور تلوارون تلے دہلین لیکن سپہ مختار
سپاہ کا بھیکم تمامہ وردن اچاچ وکرن وساسو پشکن کو کیا اور انہین کی
سلاح سے پانچ غول بنا کر جیرہ کھڑا ہوا اوسکے ساتھہ بھی بڑے بڑے پہلوان دلاور
لوہ پیکر قوت مین فیل مست سی زورآور شجاعت مین شیر شرزہ سی بالا ہت
تلوار چلنی عرش مین جہولتی تھی دیکھے سے اونکے رونگٹے تنون کی سرت بہولتی
تھی میدان کارزار مین آتے ہی پہلے تو اونہون نے تیراندازی و نیزہ بازی کی
ایسی چاہئے ویسی کی کہ ہر دشمن و دوست کے منہہ سے بے اختیار واہ
واہ کی صدا نکلی پہر سونت سونت تلوارین پل پڑے بہتیرے نامی جوانان
کو مین سلا دیے اور کتنے ہین پہلوان مارے تلوارون کے چہا دیے بانڈو دل
کا سپاہ گہونگلٹ کھا چلی بلکہ البعض بعضی صف کائی سے پہٹ گئی نظم ادہر سے
جب حملہ آور ہوئے ٭ تہ تیغ ادہر کے بھی اکثر ہوئے ٭ یہ نزدیک تھا
کہ پانڈون کی سپاہ ٭ تزلزل مین آجائے اور ہو تباہ ٭ حیدر شیر کے اقبال کی
لی ٭ جہان سکے تہان مارے پھر جم گئی ٭ وے کوروئن کے رفیقون نے
٭ ن کی ایک ذرا ستی مین کمی ٭ خصوصاً بھیکم تمامہ ایسا لڑا کہ کوئی اوسکا
سامنا نکر سکا ہرروز اوسکے ہاتھہ سے ہزار جوان نامی کامی مارے جاتے تھے
جتم تو اوسکے ہاتھہ کا لاکھون ہین کہاتے تھے غرض دس دن کے عرصے مین
نے لاکھہ سوار و پیادے خاک تودون مین سلا دیے اور لہو کے دریا میدان
مین بہا دیے نظم لڑا اسقدر وہ تھا ور دلیر ٭ لگا ہی دیے

رن مین کشتون کے ڈہیر + کہان تک نہونہ ورگا اوسکے عمل + کیا حد
شرط خون پہ لاشون کے پل + وہ تیر وغا جسطرف پل گیا + اگر کوہ تہا
اوسطرف پل گیا + جو ہاتہی پہ ایک ہاتہہ اوسکا لگا + تو وہ کوہ پیکر بہی
دو ہی ہوا + پیادے ہزارون ہزارون سوار + لیے اونہنے بس ایک
حملے مین مار + پہر تو آتش جدال وقتال نہایت بہڑکی دہوان اوسکا
ایسا گہٹ گیا کہ اپنا بیگانہ سوجہنے سے رہ گیا بیٹا باپ کے سامنے
ہوا اور بہتیجے نے چچا سے مقابلہ کیا بہانجا ماموں سے لڑنے لگا بہائی
بہائی کا قاتل بن گیا شاگرد استاد پر چوٹ چلا گرد کے منہ چمکا آخر کار
نزدیک کا ہتیار باہم چلنے لگا ملک الموت کا بازار گرم ہوا لاش پہ لاش پڑ گئی
اور تمام رزمگاہ کشتون سے بہر گئی لہو کا دریا زور شور سے بہنے
لگا گرد وغبار نام کو کہین نہ تہا غازیان طرفین کی بہادری و دلاوری
دیکہکر شیر آسمان کا زہرہ پانی ہوکر بہ گیا اور جلاد فلک ہکا بکا سا رہ گیا
جہانتک پہیک نظر جاتے تہے اجسام پارہ پارہ ہی نظر آتے تہے اور جسجگہ رزم
مین پاؤن رکہتے تہے اعضاء کشتگان کچلے جاتے تہے ہتیار مقتولون اس کثرت سے گرے کہ
زمین گتنی آہنی پہاڑ بن گئے اور ٹوپیان بہی بجا بہتات ہوئی کہ قطعی وہان کی زمین
لنگا جمنی ہو گئی بسکہ کشتون کے گوشت و خون کی باس ہوا کے سبب سے دور دور تک پہیلی تہی چیل کوے
مردہ خوار ہتیار کہیت مین اوترکر خوب سیر ہوگئے اور چنگال و منقار اپنے مین ہانتے تہے پر اپنا
جانوران صحرائی بہی اسقدر لکڑ بگہے و شغال مردون کا گوشت کہا کہا کر تن گئے
پنڈت اور بید غوان کہتے مین کہ جہان دس ہزار جوان کہیت آتے ہیں

وہان ایک دھڑ بن سر کا اور ایک سر بن دھڑ کا رقص کنان و نعرہ زنان
پھرتا ہے پھر اس لڑائی مین تو ہزارون لاکھون مارے گئے تھے کتنے سپاہی
بے سر اور سر ہاے بے پیکر رقصان و دوان پھرتے تھے سنا تھا اسکے آواز
بزن بکش کی ہر طرف سے آتی تھی اور اوسکی ہیبت سے سننے والون
کی جان چلی جاتی تھی قطعہ لڑائی کی سیکو پھر آئی امنگ ؛ ہوا خوب ہی
گرم بازار جنگ ؛ صفون سے باہم تیر چلنے لگے ؛ لہو کے فوارے اوچھلنے
لگے ؛ لگا ایک کو ایک للکارنے ؛ پدر بھی پسر کو لگا مارنے ؛ ندان اوٹھین
تلوار ایسی چلی ؛ کہ افلاک مین بھی پڑی کھلبلی ؛ جہان تک تھی آپسمین لڑ لڑ موے
؛ ہر ایک سمت کشتون کے پشتے ہوئے ؛ ہوا بحر خون دشت مین موجزن ؛
اور اوسمین لگے تیرنے کشتون کے تن ؛ چلی آتی تھی وہ بزن کی صدا ؛ شست در دز
زن بولتا تھا بڑا ؛ قصہ کوتاہ اٹھارہ دن تک بازار قتال علی الاتصال گرم
رہا اور ہتھیار آپسمین چلا کیا سچ تو یہ ہے کہ طرفین کے بہادرون کی دلاوری و
بہادری کی تعریف و توصیف احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے کہ بندی کی
کیا طاقت جو بیان کرے اور لکھنے والے کی کیا قدرت کہ لکھ سکے لیکن
فتحنامہ دیوان قضا و قدر نے جو راجا جدہشٹر کے نام پر لکھا تھا بنا بر اسکے
اپنے اقبال کی یاوری و کد سے اور طالع کی یاری و مدد سے لڑائی مار
چلائی جر جودہن بہیم سین کے ہاتھ بڑی طرح سے مارا گیا اور اپنے اعمال بد کی
سزا کو پہونچا اور اوسکے بھائی بندون کے بھی بند بند جدا سے ہوئے اور کتنے
کی موت موئے قصہ مختصر طرفین کے لشکر مین اٹھانوے لاکھہ اٹھائیس

رن مین کشتون کے ڈہیر + کمان تک نوبت وہرکا اوسکے عمل + کیا ہی
شعلۂ خون پہ لاشون کے پل + وہ شیر وغا جسطرف پل گیا + اگر کوہ تہا
اوسطرف پل گیا + جو ہاتہی پہ ایک ہاتہہ اوسکا لگا + تو وہ کوہ پیکر بہی
دو ہی ہوا + بیادے ہزارون ہزارون سوار + لیے اونسے بس ایک
حملے مین مار + پہر تو آتش جدال و قتال نہایت بہڑکی دہوان اوسکا
ایسا گہٹ گیا کہ اپنا بیگانہ سوجہنے سے رہ گیا بیٹا باپ کے سامنے
ہوا اور بہتیجے نے چچا سے مقابلہ کیا بہانجا ماموں سے لڑنے لگا بہائی
بہائی کا قاتل بن گیا شاگرد اوستاد پر دوڑ پڑا چیلا گرو کے منہ چڑہا آخر کار
نزدیک کا ہتیار باہم چلنے لگا ملک الموت کا بازار گرم ہوا لاشین پڑ گئین
اور تمام رزم گاہ کشتون سے بہر گئی لہو کا دریا زور شور سے بہنے
لگا گرد و غبار نام کو کہین نہ رہا غازیان طرفین کی بہادری و دلاوری
دیکہ کر شیر آسمان کا زہرہ پانی ہو کر بہہ گیا اور جلاد فلک ہکا بکا سا رہ گیا
جہانتک بیک نظر جاتے تہے اجسام پارہ پارہ ہی نظر آتے تہے اور جس جگہ بینہ
مین پاؤن رکہنے کو جگہ نہ تہی کشتگان کی لاشون پہ ہتیار مقتولون اس کثرت سے گرے
تہین کتنی آہنی سارے جب گئے اور ہڈیون کا بہی پتا نہ ہوئی کہ قطعہ میدان کی زمین
لنکا جمنی ہو گئی بسکہ کشتون کے گوشت و خون کی بہاس دل کی سبب جہی دور دور تک بہ نکلا
مردہ خوار ہتیار کیسی میان و تر کر خوب سیر ہو گئے اور جیگال و منقار اپنے نمنما
جانوران صحرائی بہی ما نہ کیتا و ستعمال مردون کا گوشت کہا کہا تن گئے
میدٹت اور سہ جوان کہتے ہین کہ جہان ہور ہزار جوان کہیت آئے تہے

وہان ایک دھڑ بن سر کا اور ایک سر بن دھڑ کا رقص کنان و نعرہ زنان
پھرتا ہے پھر اس لڑائی مین تو ہزارون لاکہون مارے گئے تھے کتنے ہی ہاتی
بے سر اور سر ہارے سے بیکر رقصان و دوان پہرتے تھے ساتہ اسکے آواز
ہزن بکش کی ہر طرف سے آتی تھی اور اوسکی ہیبت سے سننے والون
کی جان چلی جاتی تھی نظم لڑائی کی سیکو پہر آئی امنگ ؛ ہوا خوب ہائی
گرم بازار جنگ ؛ صفون سے بہم تیر چلنے لگے ؛ لہو کے فوارے اوچہلنے
لگے ؛ لگا ایک کو ایک للکارنے ؛ پدر بہی پسر کو لگا مارنے ؛ بدان اور تن
تلوار ایسی چلی ؛ کہ افلاک مین بہی پڑی کہلبلی ؛ جہان تک تہی آپسمین لڑ لڑ موے
؛ ہر ایک سمت کشتونکے پشتے ہوئے ؛ ہوا بحر خون دشت مین موجزن ؛
اور اوسمین لگے ترنے کشتونکے تن ؛ چلی آتی تہی وہ ہزن کی صدا ؛ شب و روز
زن بولتا تہا پڑا ؛ قصہ کوتاہ اٹھارہ دن تک بازار قتال علی الاتصال گرم
رہا اور ہتھیار آپسمین چلا کیا سچ تو یہ ہے کہ طرفین کے بہادرون کی دلاوری و
بہادری کی تعریف و توصیف احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے گوینده کی کیا
کیا طاقت جو بیان کرے اور لکہنے والے کی کیا قدرت کہ لکہہ سکے لیکن
فتحنامہ ہیران قضا و قدر نے جو راجا جدہشٹر کے نام پر لکہا تہا بنابر اسکے
اپنے اقبال کی یاوری و کد سے اور طالع کی یاری و مدد سے لڑائی مار
پلائی جر جودہن بہیم سین کے ہاتہ بڑی طرحسے مارا گیا اور اپنے اعمال بد کی
سزا کو پہونچا اور اوسکے بہائی بندون کے بہی بند بند جدے ہوگئے اور کنبے
کی موت ہوگئے قصہ مختصر طرفین کے لشکر مین اٹھانوے لاکہہ اٹہاسی

ہزار ایک سو ساٹھہ سوار و پیادے کی بجز اسکے کہ سوائے ہاتہی گہوڑے کی نسبت
کے تھی اونمین سے ہر جہت گیارہ آدمی جیتے بچے پانچ تو یہ بھائی اور چھٹا شخص
اور سوائے انکے سب حیوان و انسان کھیت رہے واقعی تو یہ ہے کہ اتنی
فوج کی کثرت اور کشت و خون کی شدت کسی لڑائی مین نہین ہے کہ خلقت آدم
سے آج تک نہین ہوئی اور کسی مورخ نے اس طرح کی جنگ و جدال دوسری
کسی تاریخ مین ثبت نہین کی تھا کہ نوع انسان مین عجیب جانستان ہوا اور اکثر اطراف
مین ماتم پڑا ہزارون مائین اپنے بیٹون کو رو بیٹھین اور لاکھون عورتین اپنے خاوندون
سے ہاتہ دہو بیٹھین انکے رونے پیٹنے کا شور و غوغا یہ بلند ہوا کہ فلک تک نہین
پہونچا اور اسقدر خون جگر آنکھون سے جاری ہوا کہ ایک دریاے عظیم بہ چلا ایک
کتنی رنڈیان شدت غم سے ہلاک ہوگئین اور بہتیری جلکر خاک ہوگئین اکثرون
نے کھانے پینے سے ہاتہ اوٹھایا ہزارون نے اپنے تئین کو کنوون کی تہ مین گرایا
رباعی یہ شور و فغان جہان کے بیچ ہوا اوستی کی صبح و شام گریہ و زاری کی صدا
آواز سنی جاتی نہ تھی کان پڑے یہ دن روز نشور گشت ایک برپا تھا جب فتح
کے بعد راجا جدہشٹر نے یہ احوال دیکھا نہایت متاسف ہوا خصوصا چچا
واقربا کے مارے جانے سے اور دوستون کے مرکہانے سے ہر ہون مرشد و
اوستادون کے بھی کہیت رہنے سے بہر تنہا در ماندہ تھا مگر حیات مستعار کی بے بقائی
اور دنیا کی بیوفائی باقی ماندون کی کم ثباتی کا دہیان کرکے سمجہتا تھا کہ ملک و مال
سے ہاتہ اوٹھاوے اور ریاست چہوڑ کر گوشہ ریاضت پکڑے کہ اسمین اگلے
عظم کی مکافات مافیت مین ہو لیکن بہیکم پتامہ نے سمجہا کر

کی کہ زنہار سلطنت کو ہاتھ سے نہ کھونا اور بادشاہت سے کنارہ کش نہونا
ہان مردم آزاری نکرنا اور رعیت پروری پر دھیان دھرنا کہ بادشاہون کو اسکی
ترک مین عذاب ہی اور بجالانے مین ثواب بعد اسکے کئی وضع کی خیرات اور
کئی قسم کے تصدقات بتلا دیئے تفصیل انکی اس فن کی پوتھیون مین لکھی ہے
راجا جدشٹر نے بھی اوس بزرگ کے کہنے پر عمل کیا اور انتظام اوس سلطنت پر
دھیان دہرا پہلے تو راجا دھرتراشٹ کی خدمت مین ہستنا پور سے بھیج آیا اور خود
اوسکے بھائیون سمیت پربیا دیا بہت سی معذرت کی بعد اسکے چچا کی اجازت
سے راج پر بیٹھا ملکی مالی مقدمات کو انتظام دینے لگا اور چارون بھائیون کی
اتفاق و معاونت سے چند روز مین ہفت اقلیم پر قبضہ کیا اور روی زمین
کے سلاطین پر غالب ہوا اور باغی سرکش جو تھے انکا سر جھکایا اور سینہ تیز
کو شغال کر دکھایا اوسنے آباد نہو تمام عالم کیونکر ہر ایک خرابی کو بسایا اور
لیکن بیاس جی نے جو کہا تھا کہ جگ اسمید کے بجالانے سے بھائیون کی
مارے جانے کا قلق و تکدر جو دل پر ہے بالکل رفع ہو جائیگا اور گناہون کے
کفارے کو بھی یہی کفایت کریگا جگ اسمید ہندؤن کے نزدیک ایک عبادت و
خاص کو کہتے ہین طریقہ اوسکا یہ ہے کہ ربع مسکون کے عمل کرنے کے ارادے سے
گھوڑا کہ کتنے اوصاف رکھتا ہو اوسکو مطلق العنان کر چھوڑ دیتے ہین اور ایک
لشکر عظیم و فوج سنگین اوسکے عقب تعین کرتے ہین گھوڑا جدہر جدہر جاتا
ادہر سے ہر شہر کا حاکم رئیس کہ اوسکے آنے سے مطلع ہوتا جاتا ہے
استقبال کو نکلے اور کچھہ پیشکش دیکے اپنا نا اگر کہین کا حاکم یہ امر بجا نلاوے

اور پھر جاوے تو سردار فوج کو لازم ہے کہ گھوڑا اوس میں باندھ کر اوسکو ہمیشہ
قرار واقعی کرے حاصل یہ ہے کہ حکام روے زمین سے نعل بندی لیتا
اپنے مکان میں پہونچے لیکن یہ جگ اوس سے ادا ہو جو حکمران ہفت
اقلیم کا ہو سو راجا جدشٹر تھا بنا بر اسکے نسبے وعدہ جگ اسمیدہ کے بجالانے
پر مستعد ہو کر تیاری کی اور ایک گھوڑا اچھی اوسی رنگ کا بہم پہونچایا
اور اوسی روش پر چھوڑ دیا عقب اوسکے ارجن کو ایک فوج قاہرہ دیکر
متعین کیا اسپ مذکور جس ملک میں کہ پہونچا وہان کا حاکم پیشوائی کیلیے
آتا اور اطاعت قبول کرتا کسیکو مقدور نہوا کہ سرتابی کرسکے اور تقدیم
میں کمی کرے ابیات جس جگہ جاتا وہ اسپ خوش خرام ۞ چومتا آکر
قدم ہر خاص و عام ۞ وہان کا حاکم پیشکش گذرانتا ۞ اوسکا آنا فخر اپنا
جانتا ۞ ملک اوسکے لوگ ہتھیار نکلین ۞ پیرو مین جاتا غلام کشورین ۞
القصہ ایک برس کے بعد ارجن متوجہ اسپ و فوج سیر ربع مسکون کی فراغت
پایا اور شاہان ہفت کشور کو اپنا فرمان بردار بنا بعد و جشن کے انتہا سامان ہم
سے جدشٹر لحیثیت میں صرف ہوا اور روے زمین کے سلاطین کے
مطیع ہونے کی خبر پہونچائی راجا نہایت خوشوقت ہوا اور مال و دولت
برہمنون محتاجون کو ایسا بخشا کہ ہر ایک تونگری کے مرتبے کو پہونچا اور
بے نیاز ہوا راجا بھی مال و زر سیم اوسنے یہان تک بخشا کہ پھینکنے لگا راج
مندر میں ڈھیر کہا ۞ تا روز سال ہوا جہان میں ہر ایک گدا ۞ کیا اون
کرے کوئی کہ منگتا نہ رہا ۞ بعد اسکے امور سلطنت و حکومت کو خاطر خواہ

احتشام دیا اور نور عدل و انصاف سے جہان کو روشن کیا سواد ظلم
ہفت اقلیم مین کہین باقی نرکہا خاص و عام سپاہ و رعیت سے کمال آسودہ
ہوے اور چین کرنے لگے اہل حرفہ و صناع اپنے کسب و اکتساب کی بدولت
مرفہ احوال ہوے سوداگر مہاجن اپنی تجارت و سود کے نفعے سے مالا مال
اوسکے وقت مین مینہہ اپنے وقت پر برسا کیا قحط کبھی نہ پڑا زراعت
افراط سے ہوا کی زمین اناج سے بوجہون سوا کی درخت میوہ دار بخوبی
پہلا کیے پہول اقسام کے کثرت سے پہولا کیے وحش و طیور بہی دشت
و باغ مین کلانچے بہرتے کلولین کرتے تہے گزندے و درندے سے
مطلق نہ ڈرتے تہے جوگی جتی تپسی ہر ایک اپنی اپنی تپسیا اور جوگ
مین فراغت سے لگا ہوا پنڈت گنیشر جوتکی بلکہ ہر ایک گنی طالب علم مشغول
اپنے کام مین سدا ہیبت کسیکو نہ تہا عہد مین اوسکے دکہہ ہر ایک
شخص کرتا تہا دن رات سکہہ چوری اور رہزنی فساد و عناد جہگڑا قضیہ
جہان سے اوٹہہ گیا تہا محبت شفقت اختلاط ارتباط آپس مین دن بدن بڑہتا جاتا
تہا شہری بیابانی بکری بری مدام چین کرتے تہے ضعیف و ناتوان کسی
شہ زور و پہلوان سے نہ ڈرتے تہے ہمت کسیکی نہ تہا دلمین خوف و خطر
ہر ایک شاد رہتا تہا شام و سحر سخی ایسا تہا کہ اسی ہزار برہمن اوسکے
رسوئی خانے مین کہاتے تہے عادل ایسا کہ اوسکے وقت مین دادی
فریادی تلاش سے بہی ہاتہ نہ آتے تہے ابیات نہ فریادی آتا نہ دہا
داد خواہ ؛ فقط ایک گہنٹے کو تہی عدل آگاہ ؛ سخاوت کا یہ ایسکے

پایان نہ تہا۔ کہ گوہر فشان ایسا نیسان نہ تہا۔ ایک عہد مین اوسکے تھا سو برس
در تجلی رہتا تہا دن رات بند۔ راست گو اسقدر تہا کہ کبہی بہول کر بہی جہوٹ نہ
بولا اور سواے سخن حق کے اوسنے لب نہین کہولا۔ بیت۔ نہ نکلے کبہی اوسکے منہ سے
اپنے حرف دروغ۔ کہ دونون جہان مین ہو تیرا فروغ۔ حق رسیدہ و حق شناس
اس مرتبے کا کہ آج تک ہنود انکا فرقہ اوسکے طریقے پر قائل ہے اور اوسی کا چلن عمل
قابل خرق عادت اوسکے چہوٹے بڑے کہا سنتے ہین۔ اور اوسکے اوصاف کا بیان عبادت
جانتے ہین۔ بیت۔ سمجہتے ہین سعادت اوسکی توصیف۔ اسی خاطر کیا کرتے
ہین تعریف۔ بعد اوسکے الی الآن کہ چار ہزار برس سے اکاون اوسکے راج کو گذرے
ہین ویسا والی مملکت کا دوسرا دنیا مین پیدا نہین ہوا اور اس اوصاف حمیدہ اور اخلاق
پسندیدہ کے ساتہہ کوئی صاحب تاج و تخت کسی بشر نے نہین دیکہا۔ ابیات
تہی اوسکی ذات صفات کریمہ کی منشا۔ بجا ہے جتنی کرے کوئی اوسکی مدح و ثنا۔
جب اوس مین ملنے مین اوسکا نظیر کوئی نہ تہا۔ تو کسطرح سے ہوا ہو دہر مین عدیل اوسکا۔
باوجود اس قوت و قدرت کے دہتراشٹ کی خدمت سعادت جانتا تہا اور اوسکی
رضامندی سب امور پر مقدم رکہتا ساتہہ اسکے سارے کاروبار ملکی موافق اوسکے
حکم اور صلاح کے سرانجام دیتا اور اہل کارون سے سلوک اوسکے امر کے کام لیتا۔ بسبب
مرتبہ اوسکی خدمت گذاری و فرمان برداری کی کہ اپنے بیٹون کی سلطنت کا اسکو
بہول گئی کیونکہ اتنی حکومت اوسکی انکے دور مین کبہو نہ ہوئی تہی اور ایسی باتین
اوسکی کسنے نہ سنی تہی۔ جب سولہ برس اسطرح گذرے ایکدن بہیم سین کو دہتراشٹ
کے مرگ و شکست کا ہتا تہا غم ٹہونک کر بولا بہنا دو دست مین جسکے زور سے

سو بیٹے دہرتراشٹ کے مع فوج سینے مارے اور تیغ تیز سے اونکے سر اوتارے
یہ سنکر وہ نہایت آزردہ ہوا اور وہانکے رہنے سے درگذرا نیت یہ ہو سکے
تلوار کی ضرب کہا وے پر مرد کڑی بات کسیکی نہ اوٹھاوے آخر دنیا سے دست بردار
ہوکر اپنی زوجہ اور پانڈون کی ماں کنتی کو ساتھ لے چچا سمیت جنگل کیطرف چلا گیا
عبادت اور ریاضت مین مشغول ہوا بعد تین برس کے تھانیسر کے تالاب کے کنارے
یا ہردوار مین لگ لگ اس جہان سے راہی ہوا چنانچہ بیاس جی نے یہ احوال تمام کیا
اور کورون پانڈون کا سارا ماجرا بلکہ اونکے اجداد کی بھی روداد سوا اسکے اکثر
قصے نادر وعجائب بتفصیل لکھے ہین اور اوس مجموعے کا نام مہابھارت رکہا ہے
وہ متضمن لاکھ اشلوک اور اٹھارہ باب کو ہے اوسمین سے چھیاسی ہزار اشلوک بیان
مین ان امور کے یعنے حقیقت طریقت وحق جوئی وخدا طلبی اور بعضے عدل وداد
نصایح مین کتنے متضمن مذہب وملت کے رولون کو اور گہٹتی عالم کی کیفیتونکو
باقی رہی چوبیس ہزار سو دلاورون بہادرون کے جدال وقتال مین اور اوس کتاب
کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مہا بزرگ کو کہتے ہین اور بہارت بمعنی جنگ چنانچہ اوسمین جنگ
عظیم کے مذکور سطور ہین اسی جہت سے مہابہارت اسکا نام ہوا اور دوسری تقریر
اوسکی وجہ تسمیہ کی یون ہے کہ پانڈو اور کورو راجا بھرت کی اولاد مین چنانچہ بارہوین
پشت اونکے اجداد کی اوسکو پہونچتی ہے اور وہ راجا عظیم الشان تھا ہفت اقلیم
اوسکے تصرف مین تھی اسلئے یہ کتاب اس اسم سے موسوم ہوئی اسمین بیاس جی نے
اپنی ماں کی پیدائش کی حقیقت اور اپنے پیدا ہونیکی کیفیت بھی اسطرح لکھی ہے
کہ چندر بنسی مین ایک بہت بڑا راجا تھا کسی دن جنگل مین شکار کو گیا

اوسکو اپنی ایک باہمی چوپر دکا یہانتک دھیان بندھا کہ مارے شہوت کے
منزل ہوگیا پہر اپنی منی کو ایک پتے مین اوسنے لپیٹ کر شاہین شکاری کے
حوالے کیا تا محل مین جاکر اوس محبوبہ کو پہونچا دیوے وہ اوسکو چونچ مین لیکر اڑی
جب دریا پر پہونچی کہ ایک اور شاہین اوسے دوچار ہوا جانا اوسنے کہ اوسکی چونچ
مین طعمہ ہے آکے جھپٹا تھا اون دونون مین ایسی لڑائی ہوئی کہ وہ پتا
منقار سے چھوٹ گیا منی ایک مچھلی کے منہہ مین جا پڑی قدرت خالق سے اوسکا
پیٹ رہگیا بعد دس مہینے کے ایک چھیورے کے جال مین وہ پھنسی اوسنے پیٹ
اوسکا جو چاک کیا ایک لڑکا ایک لڑکی دوگانہ پیدا ہوئے نہایت متعجب ہوا
اور دونون کو راجا کے روبرو لیگیا ماجرا کہا سب راجا نے لڑکا تو اپنی حمایت
مین لیا اور متسیہ اسکا نام رکھا جب بڑا ہوا ولایت دریاے ستلج کی اوسکی جاگیر
کردی چنانچہ وہ اسی سبب ماچھی راجا کہلائی اور لڑکی اوسکو چھیری ماہی گیر نے
اوسکو پالا پرورش کیا از بسکہ اوسکے بدن سے مچھلی کی باس آتی تھی بنا براسکے
مچھودری اوسکا نام ٹھہرا دریا پر اکثر اوقات رہتی اور ایک ڈونگی پر وارد و صادر انکا
اوتار کرتی تھی ایک مدت اسیطرح گذر گئی کہ ایکدن پراسر منی شکت بن بشسٹ کہ
کہ بڑا عابد و ریاضتی تھا اوس دریا سے پار اترنے لگا ناگاہ اوسکی آنکھ اوس
لڑکی کے جمال بے مثال پر جا پڑی زمام اختیار کی ہاتہ سے چھوٹ گئی اسقدر تحریک
ہوا کہ اوس سے ارادہ مباشرت کا کیا وہ لڑکی اوسکی عظمت و جلالت سے ڈر کے
بولی کہ مین تو حاضر ہون پر لوگون کی شرم دامنگیر ہے اوس مرتاض نے کچھ
افسون پڑھکر دمین ایسا سیاہ ابر اٹھایا کہ دونون کے آگے ایک پردہ ایسا ہوگیا ہاتہ کو ہاتہ

سے ریاضت اور سے اوس نازنین سے ساتھ مقاربت کی فی الفور وہ حاملہ ہوئی
اور ایک لڑکا جنی بلکہ اوسی وقت وہ چودہ برس کے لڑکوں کی مانند ہوگیا اور اپنی ماں باپ
کی تعلیم و تکریم بجا لاکر رخصت ہو کے جنگل میں جا جپ میں مشغول ہوا القصہ پراسر
کی کرامت سے کسی سبب سے کسی نے اوس خضر کو اگر حالت مجامعت میں نہ دیکھا اور بیاس
جی کی ولادت سے بھی کوئی واقف نہوا اسکے وہ کواری کی کواری رہی مگر
مچھلی کی بو جو اوسکے بدن میں تھی وہ خوشبو سے بدل گئی لطف یہ ہی کہ ان ہو
کو پہر کے عرصے سے زیادہ نہ لگا بعد اسکے وہ عورت راجا سانتن کی زوجہ ہوئی
اور راجا چتر بیرج کورون پانڈون کا دادا اوس سے پیدا ہوا القصہ مختصر جبکہ بیاس جی کو
کثرت اشتغال و اعمال سے حالت کشف کی حاصل ہوئی اور انکہ اوس کی دل کی
کہل گئی تب طبیعی و ریاضی و منطق و مناظرہ بلکہ سارے علوم متعارف و غیر متعارف اسکو
بدون تحصیل حاصل ہوئے آخر الامر اسرار ستادی و ارضی بھی اوسپر کہل گئے فی الواقع بید
ابتدائے خلقت میں الہام سے برہما کی زبان پر جاری ہوا لیکن بیاس جی نے اوسکے
چار حصے کر کے ہر ایک کا ایک نام جدا رکھا یعنے سام بید و رگ بید و ججر بید و اتھرون
بید پھر چاروں کو کائنات میں مشہور کیا سوائے اسکے وہی کتابیں کہ ریاضت کیسے ساتھ
پوتھیوں سے بید سے استنباط کی تھیں بعضی اونمیں سے صحیفہ عالم سے ناپید ہو گئی
تہیں بیاس جی نے از سر نو اونکو لکہا اور ترتیب دیا کتاب مہابہارت کہ جمیع علوم
کی جامع ہے اوسکی تصنیفات کا ایک جز ہے بیدانت شاستر کہ علم الہی و تصوف
میں اوس سے بہتر کوئی کتاب نہیں وہ بھی اوسکے تصانیف سے ہی ہوا
اسکے وحدت وجودی کا انتظام ایسی دلائل روشن و واضح سے لکہا کہ قائل ...

اکثر ہندوؤن کے دلون سے جاتا رہا القصہ اعتقاد اس گروہ کے دانشمندون کا
یہ ہے کہ بیدون کے رسالون مین سمرت اور بیشے تواریخ کے جو پران کر مشہور ہین اور کتب
حقیقت اور اکثر صحایف نجوم و حکمت سوا اونکی بہت سی قدیم کتابین کہ جو تصنیف
بیاس دیو کے ہین مشکور و معتبر اور عمل اونپر کرنا نہایت بہتر کہ نتیجہ اوسکا خیر و برکت دنیا
و خوبی عقبیٰ ہے سوا اسکے ونکے جو کتابین کہ اور پنڈتون داناؤن نے اپنی جودت
طبع و حدت ذہن سے تصنیف و تالیف کی ہین محل اعتبار نہین اور عمل کرنا اون پر
سزاوار نہین اسواسطے کہ آخرت مین وہ نتیجہ نیک نہین بخشتا انسان اوس سے سود مند
نہین ہوتا اور اس جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ بیاس دیو حیات ابدی رکھتا ہے
اب تک نہین موا بلکہ عالم علوی و سفلی مین سیر کرتا پھرتا ہے سبحان اللہ اوس زمانے
کے لوگون کو فیضان و عنایات الٰہی سے کسقدر قدرت تھی کہ بہتیرے عجائب
و نوادر اون سے ظہور مین آتے تھے اور مشکل کام اون کے ہاتھ سے آسانی
ہوجاتے تھے بیاس دیو بھی انھین مین سے ایک مخلوق ہے کہ بارہا اوسنے
گذشتہ و آیندہ سے خبر دی اور جس بات کی کہ اوسنے خواہش کی وہ فوراً صورت
پذیر ہوئی چنانچہ حالات و خرق عادات اوسکے ہندی کتابون مین مسطور
ہین سوا اسکے اکثر اشخاص نادرہ کار ہاے مشکل مثل ہری کشن و بھیم و ارجن
و جرجودہن وغیرہ کے ہاتھ سے بھی بارہا ہوے اگرچہ کتابون مین بیان انکا بہت ایسے
ثقات کے نزدیک مقبول پر اس زمانے کے لوگ اپنی کم قدرتی و بے ہمتی
پر قیاس کرکے غیر معقول جانتے ہین اور طاقت بشری سے باہر سمجھکر نہین مانتے
لیکن وے بھی اسمین ناچار ہین کہ ہر ایک دور مین خلقت بطرز دیگر پیدا ہوئی

ہے اور قوت و قدرت بھی علحدہ رکھتی ہے غرض علم اگر دش روزگار کا علما و حکما
ہند کے نزدیک چار جگ پر ہے پہلا ست جگ وہ سترہ لاکھہ اٹھائیس ہزار
برس کا ہے لوگ اوسمین چھوٹے بڑے غنی غریب سبکے سب راستی و درستی سے
موصوف و تقویٰ و طہارت سے مالوف عمر طبیعی اونکی لاکھہ برس دوسرا ترتیا وہ
بارہ لاکھہ چھیانوے ہزار برس کا اثر اوسکا اس سے قریب آدمی اوسمین بھی نیک ذات
و خوش صفات ہوتے ہین لیکن عمر طبیعی اونکی دس ہزار برس تیسرا دواپر وہ اٹھہ لاکھہ
چونسٹھہ ہزار برس کا لیکن اوسمین قوت اور نیکیان لوگون سے بہ نسبت دوسرے
جگ کے نو حصے گھٹ جاتی ہین اور عمر طبیعی ہزار برس چوتھا کل جگ یہ چار لاکھہ
بتیس ہزار برس کا ہر اس دور مین اخلاق پسندیدہ اور اوصاف حمیدہ لوگون مین تیسری
جگ کی نسبت دسوان حصہ ہے ہین اور عمر طبیعی سو برس کی حاصل یہ ہے کہ یہ جگ
سب سے برا ہے لوگ اسمین بیشتر بدچلن بد اطوار و دروغ گو و دغاباز ہوتے ہین اور اس
مین جو اگلون کیسی طاقت و قدرت نہین دیکھتے اونکے واقعات و حالات کو
مافوق طاقت بشری ٹھہرا منجملہ محالات سمجھتے ہین اور قائین گویا وہ گو قصہ کوتاہ
یہ درجہ بدرجہ تک کہ استداد اس عالم سے پایان کا برقرار ہے آیا جایا کرینگے اور لوگونکی اطوار
و اوضاع بھی موافق اونکے تبدیل پایا کرینگے کہتے ہین کہ پانڈون کا راج دواپر کے
آخر مین ہوا تھا چنانچہ وہ چند روز ہی مین نشر گیا پھر کل جگ نے اپنا عمل دخل کیا
خلق کے اطوار و اوضاع اور ڈھنگ سے نظر آنے لگے آثار و علامات فساد کے
ہویدا ہوئے چنانچہ یہ قصہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ کل جگ کے آنے سے
پہلے ستنا پور مین ایک شخص نے کسی سے ایک حویلی مول لی اور اوسکی

تعمیر گھر کی شروع کی وہاں کی زمین کو جو کھدوایا اتفاقاً ایک دفینہ روپے اشرفیوں
کا نکل آیا اوسوقت تک دام قیمت مسی کا باقی تھا خریدار سے شور شدت سے جا کر کہا
کیا کہ اس مکان کی زمین سے ایک گنج نکلا ہے ملکر اوسکے اسواسطے کہ میں نے اوسکے
مکان اور زمین کے کسی چیز کا مالک نہیں ہوا بے شبہ وہ تیرا مال ہے اوس مرد نے کہا
کہ جب کہ اوس گھر کو تمام و کمال تیرے ہاتھ بیچا پھر اسکے دفینے سے مجھکو کیا اگر میری
قسمت کا ہوتا تو اس سے پہلے نکلتا غرض کسی نے قبضہ اوسپر نہ کیا آخر اوسی بحث
و بدل کرتے ہوئے راجا چندر شیکر کی عدالت گاہ میں آئے اور راجا نے یہ کل
قضیہ بیان کیا راجا دانا نے وقت تھا جی میں جانا کہ عنقریب کلجگ آیا لوگوں
کی یہ نیتیں جبتک رہینگی کہ بالفعل اس نقد کو بطریق امانت رہنے دو چند روز
بعد اسپر حکم ہوگا اور یہ قضیہ چک جائیگا بعد تھوڑے دنوں کے کلجگ آ پہونچا
اشخاص کا احوال دگرگون ہو گیا ایکدن وے ہی دونوں اوسکے برعکس جھگڑتے
ہوئے وہاں آئے بیچنے والے کی گفتگو یہ تھی کہ میں نے عمارت زمین بیچی ہے نقد دفینے
کو بیع سے کیا علاقہ وہ میرا ہے میں لونگا اور لینے والا یوں کہتا تھا کہ میں نے جب گھر کو
مع دفینے وغیرہ قیمت لیا پھر جو کچھ اسمیں ہے اوسکا مالک میں ہوں تو کون ہوتا ہے
اس تقریر کو سنکر مہاراج کو یقین ہوا کہ یہ آثار کلجگ کے ہیں دنیا سے دل برداشتہ
خاطر ہوا انھیں میں ہرکیش ادھلیہدر کے مرنے کی خبر اور چاروں گردوں کی ہلاک ہونے
کی خبر گذشت جسکی شرح و بسط کہ مہابھارت میں ہے اوسکے کانوں میں پہنچی زندگی
سے تنگ آیا اور جہان اوسکی نظروں میں ہیچ ہوا سلطنت کی باگ اپنے
بیٹے پریچھت بن ابھیمن بن ارجن کو کہ پانڈوں بھائیوں کی اولاد میں تھا مالک جو اسے

کیا ماتھے پر اوسکے راج کا ٹیکا دیا اور بخش بن وہر تراشت کو وزارت کا کام سونپا
پھر لباس ملوکانہ جواہر سمیت گلے سے اتار کر پوست درخت سے پوشش بدن پر کی
اور چارون بھائیون نے بھی یہی صورت اپنی بنائی آخر دروپدی سمیت شہر سے چلے
زن و مرد بھی ہمراہ نکلے اونکے پیچھے بے اختیار روتے ہوے نکلے راجہ نے اون سبکو
دلاسا دیکر رخصت کیا اور سمت مشرق روبجنگل کی طرف روانہ ہوا چنانچہ بنگالے کے تمام
ملک کو دیکھتا بھالتا دکھن مین آیا وہانکی سیر کرکے گجرات مین پہونچا پھر وہان
سے دوارکا مین آکر سرکشان اور ملیچھون کو برباد کرکے بہت دیا آخر وہان بھی استقامت
نکی اور ملتان و پنجاب مین پھرتا ہوا کوہ بدری مین جاکر بڑی بڑی عبادتین اور
کڑی کڑی ریاضتین گناہون کے کفارے کے لیے کرنے لگا آخر کار سب کے
سب ہمالہ چل مین جا نکلے اور اپنے اجسام بخوشی برف مین گلا دیے دنیا مین
نیکنامی حاصل کی اور عقبی مین سربلندی پائی نسبت معتبر وہ دونو جہان مین
ہوے سچ ہے مقبول رہے اور مقبول ہوگئے ۔ ربے ہمالہ ہمیشہ وہ بااحترام ہے لیا
وہان بھی اعلے سے اعلی مقام ہے پر راجہ جدشٹر کا بدن برف مین نہ گلا اون کا
اور وہ مجسم بیکنٹھ مین پہونچا قصہ مختصر کورون اور پانڈون کی سلطنت سے اسو برس
رہی باتفاق یکدیگر چھتیس برس لیکن پانڈون کے نکلنے بعد جرعودھن کی تیرہ برس
حکومت رہی اور جنگ مہابھارت کے بعد راجہ جدشٹر نے چھتیس برس راج کی

احوال راجہ پرکھت بن ابھمن بن ارجن

جس وقت کہ پانڈون اور کورون مین لڑائی ہوئی پانچون بھائیون کے بیٹے مارے
[illegible]

الم سے مضطر ہو رہے تھی مگر خدا سے امید رکھتے تھے اور تقدیر مین تھا کہ ایک
مدت مدید بادشاہت پانڈون کی نسل مین رہے اس سبب چکابوکی لڑائی مین
جو ابہمن بن ارجن مارا گیا اوسکی جورو پیٹ سے تھی چنانچہ نو مہینے کے بعد ایک
بیٹا سعادتمند اوس سے جنا اندھیرا گھر اوسکا اوجالا ہوا اور رشتہ سلطنت کا باقی
رہا
بپت مین یاس کو دلمین جا نہ دینا ہر ایک وقت مین رہو امیدوار ؎
سبحان اوسکی قدرت سے ہرگز یہ دور نہ کہ ظلمات مین گر چہ آب جا سے نور ؎ القصہ
وہ لڑکا سیرت صورت مین لاثانی تھا اور بڑا ہو کر بعد پانڈون کے جانشین تخت
سلطنت پر بیٹھا عدل و انصاف سے جہان کو انتظام دیا اور داد و دہش سے
محتاجون کو نوازا نام اپنے جد و آبا کا روشن کیا ابیات گہر کی آبادی بچون سے
اولاد سے ؎ لاولد کی زیست بے بنیاد ہے ؎ اسے خوشا احوال گر ہو نیک
ذات ؎ پہر تو ہے وہ باقیات الصالحات ؎ اوسکے ہوتے غیر کب ہو
جانشین ؎ واقعی بیٹے سے بہتر کچھ نہین ؎ لیکن وہ بھی راجا پانڈ اپنے
جد کی مانند شکار سے شوق رکہتا تھا اسی سبب اکثر اوقات صحرا نوردی کرتا
تھا باوجود اسکے رعایا کی خبرگیری و سپاہ کی سرپرستی تفتیشون کی نگہبانی سے
کبھی غافل نہ تھا ایک مدت اسی وتیرے پر اوس سے گذری ایکدن اپنی عادت
پر شکار کو سوار ہو کر کسی جنگل مین گیا اور جانور شکاری پرندون چرندون پر چہوڑے
چیتا گوزن پر لپکا سیاہ گوش ہرن پر دوڑا کتا خرگوش پر جا لگا باز فاز پر اور جرّہ
نے تیتر پکڑا باشا سرک پر جھپٹا بحری زرٹے سے جا لپٹی شاہین نے
کلنگ کو جا مارا حاصل یہ ہے کہ درندون نے پرندون چرندے مار لیئے اور

جنگل گیروں نے سیکڑوں پرندے سطح ہوا سے زمین پر اوتار لیے ابیات
١٢٩ ہوئے شیر بیشہ بھی یہان تک شکار ÷ کہ باہر پڑے تھے ز حد بیشمار ÷ بچہ
اوس دشت مین جتنے پکھہ سکے درند ÷ کمند اجل سے کئے پا سے بند ÷ زمین
سے فلک تک جو پہونچا یہ ذکر ÷ پڑی اپنی ہیج اسد کو بھی فکر ÷ نہ تھا صید
بری ہی پر عرصہ تنگ ÷ نہ ماہی بچی بحر مین سے نہنگ ÷ چھوڑا ہوا جب
چرندوں سے سیر ÷ پرندوں مین سے تا تدرو اور بٹیر ÷ اتنے مین ایک ہرن
کے راجا نے تیر مارا وہ زخمی ہو کر بھاگا اور راجا اوسکے پیچھے لگا یہان تک اوسکا
پیچھا کیا کہ فوج سے دور جا پڑا ماندگی بمرتبہ ہوئی پیاس شدت سے لگی چارون
طرف پانی ڈھونڈھنے لگا قضارا ایک درویش ریاضت کیش کے آستانے
پر جا نکلا وہ اپنے آسن پر عبادت مین مشغول تھا بلکہ اوقات عزیز اپنی مدام یاد
الٰہی مین بسر کرتا اور شام اپنی قیام و قعود مین سحر کرتا پیشانی اوسکی نور ریاضت
سے انور اور صورت اوسکی ضیا سے عبادت کی مظہر نظم جنگل مین تھا کشور کلان
وہ ÷ ویرانے مین بلکہ تھا جہان وہ ÷ اوصاف حمیدہ سے بھرا تھا ÷ تھا
گنج وسلے چھپا ہوا تھا ÷ جا بن مین لیا تھا اوسنے گوشہ ÷ رکھتا تھا بس
عاقبت کا توشہ ÷ دھیان اوسکا لگا ہوا ادہر تھا ÷ وہ بیخبر اور باخبر تھا
تھی اوسکی فقط نظر خدا پر ÷ پھر دیکھتا غیر کو وہ کیونکر ÷ راجا اوسکو دیکھتے ہی
گھوڑے سے اوتر پڑا اور پانی مانگنے لگا وہ جو اپنے معبود سے رجوع کیے اور خلق
سے لو لگائے بیٹھا تھا تجانا اوسنتے کہ یہ کون ہے اور کیا کہتا ہے راجا اوسکی
بے اعتنائی پر نہایت غضب ہوا اور شعلہ اوسکے غصے کا بھڑک اوٹھا اور غرہ

ایک موے سانپ کو کمان کے گوشے سے اوٹھا کر اوسکے گلے مین ڈالدیا
اور اپنے محل کا رستا لیا اوس عابد کو اسکے بھی خبر نہوئی جسطرح وہ یاد الہی مین
مشغول تھا رہا چند روز کے بعد اوسکا ایک بیٹا کہ ہرنی کے پیٹ سے پیدا
ہوا تھا سرگذشت اوسکی پیدایش کی مشہور ہے چنانچہ سر پر اوسکے ہرن کیسے
سینگ تھی اسیواسطے اوسکو سرنگی رکھہ کہتے تھے کسی جنگل مین تپشیا کر رہا تھا کو
دن اوس سے فارغ ہوکر خوشی خوشی اپنے باپ کی ملاقات کو آتا تھا راہ مین اوسکو
کسی دوست نے کہا کہ تو جو ایسا شاد و شاد آتا ہے شاید تو نے نہین سنا کہ راجا پریچھت
نے ایک موا ہوا سانپ تیرے باپ کے گلے مین ڈالدیا یہ سنکر وہ رشی
نہایت غضبناک ہوا اور تالاب کے کنارے پر جاکر نہایا بعد اسکے یہ دعا کی
کہ جسنے میرے باپ کے گلے مین سانپ ڈالا ہے سات دن کے بعد اوسکو
تچھک سانپ کاٹے اور وہ مر جاوے وہین اوس سانپ کو حکم الہی پہونچا اور
تیر دعا اوسکا کارگر ہوا جب مناجات سے فارغ ہوا باپکی خدمت مین گیا دیکھتا ہی
کہ وہ عبادت مین مشغول ہے اور گردن مین سانپ پڑا لٹکتا ہے بے اختیار
پکار پکار رونے لگا آخر باپ اوسکا متوجہ ہوا سرنگی رکھہ بولا اے بابا
تیری گردن مین سانپ ڈالا جسنے اوسکے حق مین بددعا کی وہ بزرگ نہایت
غمگین ہوکر کہنے لگا کہ بہت برا کیا تو نے کہ ایسے راجا پر کہ جسکی ہم رعیت ہین اوسکے
حق مین بددعا کی سواے اسکے اوسکی یہ حرکت ناشایستہ اوسکے حق مین [illegible]
ایک اپنے خادم کے ہاتھ راجا کو سارا یہ احوال کہلا بھیجا کہ حقیقت اوسکو
آگاہ کیا [illegible]

ہوا کیونکہ اوس پر حالی ہو گیا کہ سات دن کے بعد یہ امر مقرر ہوگا پیغام مرگ
بالجزم پہونچا خادم کو اوس کے رخصت کیا اور ارکان دولت کے مشورے سے
ایک بڑا ستون طویل و عریض گنگا مین استادہ کروا کے ایک چھوٹی سی
عمارت اوس پر بنوائی اور اپنی بود و باش چند مصاحبون سمیت تا انقضاے
مدت دعاے بد وہین ٹھہرائی اور اوسکی اطراف مین بھی بہت سی افسون
خوان اور مار گیر واسطے حفظ کے رکھے تریاقی دوائین بھی مجرب مجرب اپنے
پاس جمع کین باوجود اسکے قدغن کیا کہ بدون حکم ایک مکھی اور مچھر بھی اوس
تک نہین پہنچنے پائے سارے کاروبار دنیا کے ترک کئے جپ تپ مین
دھیان لگایا چھہ دن تک کچھ نکھایا جب ساتوان دن پہونچا تچھک سانپ
آدمی کی صورت پکڑ راجا کے ڈسنے کے لئے اپنے مکان سے چلا اتفاقاً راہ
مین اوسکو کشپ حکیم مل گیا وہ فن طبابت مین ایسا کامل تھا کہ اکثر بیمار زندگی
سے مایوس اوسکے ہاتھ سے شفا پاتے تھے اور ہزارون مرض مرن اوسکی
تدبیر سے فوراً اچھے ہو جاتے تھے خصوصاً سانپ کے ڈسے ہوؤن کے
حق مین دوا اوس نیک صفات کی تریاق حیات تھی اور اوسکے زہر اتارنی
اوسکے آگے ایک بات تھی قصہ مختصر تچھک نے اوس سے پوچھا کہ تو کون
ہے اور کہان جاتا ہے حکیم نے کہا مینے سنا ہے کہ ایک درویش نے راجا کے
حق مین بد دعا کی ہے چاہے کہ راجا کو ایک سانپ کاٹے اور وہ ایسا عادل
ہے کہ زیر دست اوسکی حمایت سے زبردستون سے نہین ڈرتے اور مفلس
اوسکے دست کرم سے محتاج نہین رہتے اسلئے مین جاتا ہون لعلہ

اوسکے دیکہنے سے دوا کی قوت اور افسون کی قدرت سے واقف ہو کر حیران ہوا اور
اوسکا زہر منترون کے زور سے اترا اوس دن وہ بولا کہ جو راجا کو کاٹیگا نہ جانے میں ہون
اگر تو یہ قدرت رکھتا ہے تو ابھی میں اس درخت کو کاٹ کر اکھیڑ دیتا ہون اس بات میں
کو کہ ہے یہ درخت سر بفلک ؛ شاخ پہونچی ہے اسکی طوبی تک ؛ اسکی پالو
ن زور چڑہانے ؛ گا و چرخ اپنا پیٹ بھرتا ہے ؛ دور اوسکا نہیت گران ہیگا ؛ سایہ
اسکا جہان تمام ہیگا ؛ بہاپ سے شہر کی پر جلا دونگا ؛ اوج یہ خاک میں ملا دونگا
دیکہون تو تو اپنے منتر سے اوسے پہر ہرا کرتا ہے یا نہیں یا اسے اپنا افسون آزما اور مجھکو
اسکا اثر دکھا یہ کہکر اوس درخت سبز سایہ دار کو کاٹا اور اپنے زہر کی آگ سے جلا کر کوئلہ
کر دیا حکیم کامل نے بھی بلا تامل و تعجیل اپنے افسون کے اعجاز سے اوسی کوئلہ کو پہر
درخت کر دیا بلکہ جتنے آدمی کہ اوسکی ڈالیان کاٹ رہے تھے اور وہی پر ٹوٹ پڑے کہ جنکے
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے اونسے بھی بلکہ ہو دو گمس و حشرات الارض سے کہ اوسکی شاخون پہ
بسیرے لیتی تہی اوسی انداز اوسی وضع سے بدستور اپنی حرکات کرنے لگے تب تو
سانپ اوسکی کار پردازی و فسون سازی دیکہکر شرمانے لگا اور لوٹ کر کہنے
کہ راجا کو حکم الہی سے مارنا ضرور ہے پر یہ حکیم مسیحا دم اگر وہان پہونچا تو ممکن نہیں
کہ وہ ہلاک ہو اور اوسکا جسم میرے زہر سے جلکر خاک ہو یہ سوچ کر تب حکیم کی
تعریف کرنے لگا اور یون کہنے لگا تو راجا کے پاس اسواسطے جاتا ہے کہ میرے زہر سے
اوسکو نجات دیکر بہت سا مال و متاع لیوے اگر یہی تجہکو درکار ہے تو مجہسے
لے بیچ سے پھر جا تب لوٹ کے اپنے وطن میں جا کیا جو راجا کی اجل ہی آئی ہے
تو اسکے سر پر اثر کرے یا دوا جیسا ہو جائے اور نفع مجہکو بہت سا لیکن

یہ نقد کہ جہاک اپنی خواہش سے دنیا سے اسی جہوکر ایک نسبہ کے واسطے
محنت کہینچی پیشت نادانی ہی غرض طمع نے اوسکا گریبان کہینچا اور راجا کے پاس
جانے سے باز رکہا جہاک سی کہنے لگا جو کچہہ دیا چاہتا ہی مجہے دے کہ مین اپنے
گہر چلا جاؤن پہر کہ راجا سے مجہے کیا کام جہاک نہایت شاد ہوا اور ایک تسبیح
جو کہا ہوا ہر اوسکو مرحمت کیا اور یہ کہا کہ اسکی خاصیت یہ ہے کہ جو کچہہ تو اسسے
مانگیگا بلا تاخیر پائیگا سوا اسکے عہد کرتا ہون کہ جسوقت تو مجہے طلب کریگا
تیرے پاس پہونچونگا اور جو کام فرمائیگا اوسکو بجالاونگا آخر اس جواہر کو وہ لیکر
گہر گیا جہاک یہ کچہہ تمام وہان سے روانہ ہوا جب شالیور مین پہونچا راجا کو دیکہا
کہ ایک مکان محفوظ مین رہتا ہے سپہر اور فسون ساز حکیم طبیب اوسکی گرد و پیش
دا انحراف نکرسکا ہے کہ کوئی دہندہ گزندہ چہوٹے سے چہوٹا اوس تک پہونچ
سکے احوال یہ ہوئی بلکہ اوس تک پہونچون اور کانون جب یہ دیکہا منہہ بسدخوان راجا
خبر چیدہ گہات رکہتے ہین جہاک نے بہی اپنے فرزندون کو بلا کر ایک کو اپنی جگہ
پیشوا بنایا اور ہاتہ مین اوسکے میوہ دیگر دربانون سے اجازت لیکر اندر بہیجا
اور آپ بہی کرمک کی شکل بنکر کسی میوہ مین پوشیدہ ہوگیا جون ہی نے راجا
کو اسمین دے میوے گذرانے راجا نے اپنی مصاحبون کو عنایت کئی فقط ایک میوہ
کہ جسمین جہاک چہپا تہا اپنے واسطے اوٹہا لیا کہ ایک کرمک صغیر اوس مین سے نکلی
راجا نے اوسکو دیکہہ کر حاضرین مجلس سے کہا کہ درویش زادے کے بموجب کہے
سے آج ساتوان دن ہے اب افتاب غروب ہوتا ہے شاید اوسکا کہا جہوٹ
نہوا وہی کرمک جہاک ہوا اور مجکو ڈسے غرض کہتے ہی اوس کرمک نے

اوٹھاکر اپنی گردن پر رکھ لیا وہین تچھک اپنی صورت اصلی پر آگیا اور ایک
بڑا اژدہا بنکر راجا سے لپٹ گیا اور گردن اپنی بلند کی نداں راجا کی گردن مین کاٹ کر
ایسا گیا کہ ہوا سب لوگون نے یہ سانحہ دیکھا پہر اوسکی زہر کی تاثیر سے وہ مکان
سمیت جلنے لگا باسنہ وغیرہ جتنے کہ وہان تہے جلدی سے بہاگے اور مکان راجا
سمیت بسم ہوگیا اور اوسکے ستون ایسے زور سے گرا کہ اوسکی آواز نے صاعقہ کے
مات کیا تمام رات اوسکی صدا سے وہیب کی وحشت سے سنا اور اوسکے [illegible]
ہوئے دوسرے دن راجا کا جسم سوختہ نکال کر گنگا مین ڈال دیا اور پہر ایک
[illegible] مشغول ہوا ہر چند راجا نے اپنی رکہیا کے لئے بود و باش [illegible]
[illegible] ولیکن [illegible] نتہی لیکن اجل آئی [illegible]
[illegible] کہ اوسکی ذوالسان کاٹ [illegible]
[illegible] حشرات الارض سے کہ اوسکی [illegible]
[illegible] اپنی حرکات کرنے لگے
[illegible] لیکن [illegible] کا [illegible]
[illegible] لیکن [illegible] آسکے موت کی تدبیر کچھہ نہین چل
[illegible] لیکن جب سے راجا اوس مکان مین [illegible]
[illegible] شاستر کی سماعت کیا
[illegible] اور [illegible]
[illegible] جیسے مین [illegible]
[illegible] راجا کی
[illegible]

وہ حقیقت طریقت کی کیفیات کو شخص اور سری کشن کی حالات کو شامل ہے
نے شکلت و شبہہ انسان اوسکی حقایق کے دریافت سے قید علایق سے رہائی
پاتا ہے اور خانہ دل اوسکا نور معرفت سے منور ہو جاتا ہے چنانچہ اوسیوقت سے
اس جہان مین اوسکی شہرت ہوئی اور ایک جم غفیر کو اوسکی طرف رغبت ہوئی

احوال راجا جنمی جی بن راجا پریچھت

جب راجا پریچھت نے اس جہان فانی کو تجا اور بیکنٹھ مین جا لیا تب امیرون
وزیرون نے متفق ہوکر اوسکے بڑے بیٹے کو راج پر بٹھایا اطاعت اوسکی قبول
کی اور خدمت کی پابندی اگرچہ یہ راجا خوردسال تھا پر بندوبست مملکت کا اور انتظام
سلطنت کا اس خوبی کے ساتھہ کیا کہ کوئی سر چہاندیدہ اوسکا اس امر مین خلاف
و انحراف نکرسکا ملک آباد ہو گئی مفسد برباد ہو گئی رعیت خوشحال ہوئی سپاہ مرفہ
الحال ہوئی راجا اس دیار کے بعضے حکام کہ اوس سے نہ ملتے تھے اور باغی تھے
اونپر چڑہ گیا قرار واقعی اونکو تنبیہ کی ملک پر اونکے قبضہ کر لیا بعد اسکے عشاق الہی
مین داخل ہوا اوسوقت اتنگ نام ایک منی اپنے عصر مین بڑا صاحب کمال و صاحب
قال تھا راجا کی مجلس مین وارد ہوا راجا نے آنا اوسکا مغتنم جانا کمال فروتنی
و خلق سے پیش آیا منی نے کہا اے راجا کیا طریقہ ہے کہ جن راجاؤن سے
سے کچھہ بدی برائی نہین کی اونکو ناحق رنج پہنچاتا ہے ملک چھینتا ہے
و ہنگامے بازار جنگ گرم ہوتا ہے بندے خدا کے مارے جاتے ہین رعیت
پامال ہوتی ہے اپنی گردن پر ظلم لیتا ہی اور جس کام سے کہ دنیا مین نیکنامی اور عقبی
مین خوشحالی ہو اوسکی طرف دھیان بھی نہین کرتا راجا اس بات کو سنکر بھونچکا سا

دیکھا بعد تامل کے بولا ارادہ کون سا کام ہے کہ جسکو خواہ مخواہ کیا چاہتے
کہا اگر تیرا باپ نہایت عادل نیک شعار رعیت نواز سپاہ پرور تھا تجہکو لازم ہے
اوسکو مارا اور کیا وجہ اس قدرت و قوت کے اپنے باپ کا اوس سے انتقام
نہیں لیا اور اوسکو اس عمل بد کی سزا نہیں دیا کہ تا قیامت تیرا نام دنیا میں رہ
اور طبیعی میں کچھ ضرر تجھے نہ ہو سکے اوسکے کلام درد آمیز کا باثر ہوا راجا کے آتش
کرکے دیا کہ حمیت سے جوش مارا شعلہ غیرت کا بلند ہوا ناگاہان ارادہ کیا کہ
سانپ کو اوسکی قوم سمیت جلا کر راکھ کر دیجئے بلکہ ایک تخم اژدہے کا
دنیا میں باقی نہ رکھئے ابیات یہ سنکر اوسے سخت غیرت ہوئی
سانپوں سے رغبت ہوئی جیسے مرد کو شیر سے ... اوٹھا
انہ غیرت نہ چھوڑے غرض یوں لگا کہنے ہو کر غضب ... کہ تجہک
لیتا ہوں اب یہ نہ کہوں گا سانپونکا دنیا میں نام دون جلاؤں گا میں
سب ایک ٹھاؤں پھر اسکے بڑے بڑے جادوگر ساحر افسون د
بلاے اونمیں ایک نے ایسا تھا کہ عالم علوی کو حاضر کرے آگ
کو آسمان سے اوتارے اور جو کچھ اسباب و لوازم سانپوں کے مارنے
کے لیے چاہئے تھا سو جمع کر دیا ساحروں نے ایک مرحلہ آتش کا اوسکے
بعد اسکے منتر پڑھنے شروع کئے اونکی تاثیر سے سب سانپوں اژدہوں کے دلوں
میں عجیب طرح کی وحشت مستولی و دہشت غالب ہوئی کہ ہزار
سے بانبیوں غاروں سے گھبرا گھبرا نکلے اور اوس آگ میں گر گر کر جل
گئے یہاں تک کہ تحت الثرا و عالم بالا میں بھی جو سکونت رکھتے تھے

ان پہونچے اور اس جلدی سے آتے تھے کہ آپسمین لپٹ لپٹ جاتے تھے مرتبہ
اول بیس ہزار سانپ آنکر جلے پھر ایک لاکھ اوس آگ مین راکھ ہوئے بعد اسکے
گیارہ لاکھ پھر دس کروڑ بعد اسکے انگنت آئے اور جلنے لگے کتنے اونمین گہوڑ مونہے
تھے اور کتنون کی ہاتھی کیسی سونڈین تھین اور بہتون کے ناک اور کان مین منہہ بہتا
اکثرون کے دو سر بہتون کے چار چار تھے بعضے ایک کوس کی لنبائی مین بعضے
دو کوس کے عرصے مین بعضے ایسے کہ جو شکل چاہین بن جائین اور جس جگہہ ارادہ
کرین اپنے تئین وہین پہونچاوین غرض اسقدر جلے کہ اونکے بدن کی چربی سے جوئیان
بہین اور آتش ایسی مشتعل ہوئی کہ اوسکے دہوئین سے ایک طبقہ دخانی فلک تک
اور پیدا ہوا اندان سنہرون نے یہ اثر کیا کہ شیش ناگ مضطرب ہوکر چاہتا تھا کہ زمین کو
اپنے دوش سے رکھدے اور اوس آگ مین آپڑے لیکن حکم الٰہی نہ تھا کہ تختہ زمین
یکبارگی پاش پاش ہووے اور سانپونکا بیج دنیا مین رہے اس باعث سے وہ بہزار
جد و کد ٹھہرا رہا اس ہنگام مین استیک نام اتیت ترا تیشی جوگی راجا کی مجلس مین وارد
ہوا اور راجا کو اسپر و یکر سانپون کی شفاعت کی تقصیر اونکی معاف کروائی جنکی
قضا آئی تھی جلے بالقیہ سانپ اوس آتش جانگداز سے سبکے سب بچ گئے جنکو خدا بچاوے
اوسے کبھی نہ آفت آوے تچھک سانپ کہ جسکے واسطے آتش کدہ مشتعل ہوا تھا وہ بھی
جان سلامت لیگیا اور دیش کے طفیل سے اوس نار سوزان مین نہ جلا نظم
ہوئی اوسکی شفاعت آپ رحمت ؛ کہ باقی لیگئے جانین سلامت ؛ ہوئی جلکر
دہی جنکی قضا تہی ؛ نہ بچے جتنے وہ سب جنکی لقا تہی ؛ کہا بردیش کا راجا نے
ملنا ؛ کیا موقوف سانپون کا جلانا ؛ صفت بخشش کی اوسکو بہی خوش آئی ؛

اونھین اشلوکون سے ستدی بانی ۔ غرض جسنے مراجنش کا پایا ۔ مہرش لینے سے
ہاتھ اوسکے اوٹھایا ۔ پھر راجا سنے مراجنش کیا ۔ اور کئی ہزار برہمنون کو لذیذ
نفیس کھانے کھلائے ظروف نقرئی و طلائی بھی بخش دیے اور بھاری بھاری
جوڑے پہنائے نقد و جنس بھی بہت سا بانٹا روپے سونے کے ہاتھ بھی
دیے غربا فقرا پر احسان بہت سے کئے اور اسی جشن مین راجے بالو کہ مہمان
آئے تھے اونکے رو برو کشتیان پوشاک جواہر وغیرہ کی رکھین بلکہ ہاتھی گھوڑے
بھی ساز و یراق سمیت لطف فرمائے اور بخشے بھی اور شہریار کے عطا لیکر
سبکو خوش و خرم رخصت کیا چار ہزار آٹھ سو برس کچھ اوپر گذرے مین سوائے
کے کسی سے یہ جگ ادا نہین ہوا بلکہ اسکے جد آبا و جدواس قدر
کہ آسمان پر جاتے تھے اور قعر زمین کی خبر لاتے تھے لیکن مرتکب اس امر کے
اور کسی طرح سے ہوتے اپنی قضا و قدر سے اتمام اسکا راجا جنمیجی کے ہاتھ لکھا
چنانچہ پیش از وقوع اس واقعے کے ماضی و مستقبل کے خبر دہندے کتب تواریخ
اس امر کا التزام با نام راجا جنمیجی کے ہاتھ سے تحریر کر گئے تھے بیت یہ سر نوشت
مین تھا وہ کرے اسے اتمام ۔ کسیکے ہاتھ سے پھر کسطرح یہ ہوتا کام ۔ جب راجا
اس کام سے فراغت پا چکا انتظام امور سلطنت مین مشغول ہوا عدل و انصاف
کرنے لگا بعد مدت کے اتفاقا بیاس دیو راجا کی صحبت مین آنکلا راجا نے اوسکا
آگاہ اسرار غیب سے سوال کیا کہ میرے بزرگ اسقدر انا و دانا تھے کہ اسرار غیب اور
کہاں سے تھے اور یہ ایک لڑکا بھی جانتا ہے کہ حیات مستعار ہے ہمیشہ کوئی
نہین جیا دنیا مین سدا کوئی نہ رہیگا پھر ایسی لڑائیان لڑے کہ ہزارہا

پیوند خویشی و اقربا سے ہیچ ہوسکتے بلکہ بیشمار ذی حیات حیوان و انسان سے ہوئے
دفعیہ اسکی کیا ہے بیاس دیو نے کہا کہ ارادہ الہی یون ہی تھا کہ یہ امور انکے ہاتھ سے
ظہور مین آئین پھر راجا نے کہا باوجود اس آگاہی کے تدارک اوسکے دفعیہ کا کیون
نکیا بیاس دیو بولا کسکی قدرت ہی کہ تقدیر الہی کو پھیرے جب کہ حکم بادشاہ مجازی
کا کم پھرتا ہے تو بادشاہ حقیقی کی قضا مبرم کسطرح ٹلے اور کسکی مجال ہی کہ اوس سے
نیچے ہم طلسم تقدیر الہی نہ فرشتے سے ٹلی گی ٭ تدبیر کوئی سامنے اوسکے نچلی گی
خالی نہ گیا تیر کا اوسکے تو کبھو وار ٭ چوگانہ لشا سنے کو تین اسپے وہ ایکبار ٭ ممکن نہین
جو اسپے نیئن اوس سے بچا وسے ٭ فرصت شہوانی جو سپر دو سکتے پاوسے ٭
بالفعل ایک امر پردہ غیب سے بزرسے لیئے وقوع مین آتا ہے تو ایک گناہ عظیم مین
گرفتار ہوگا اور مین علاج بھی اوسکا بتا دیتا ہون اگر تجھہ سے ہوسکتا ہے تو کر اوس سے
بچ رہ راجا یہ بات سنکر حیران رہ گیا بعد تامل کے سایل ہوا کہ وہ کونسی بلا ہے
کہ میرے واسطے مقدر ہوئی ہے اور میری سرنوشت مین لکہی گئی ہے خدا کے
واسطے مجھہ پر رحم کر اور اوسکے مدافعت کی تدبیر بتا دو کہ پیش از وقوع اوسکا تدارک
کرون تا اوسکے شر سے بچ رہون اسبات پر اے خدا مجھہ کو جلدی بتا دو کہ
میرے لیے کیا مقدر ہوا ہے پہر اوس سے بچون کسطرح یہ بھی کہہ ٭ خوشی کا موقع
نہین جب ہنرہ ٭ کہ پہلے ہی مین اوسکا چارا کرون ٭ ابھی سے مین اس سے
کنارا کرون ٭ یہ ممکن ہے آفت سے بچ جاؤن مین ٭ جو تیرے کرم سے
امان پاؤن مین ٭ وہ آگاہ دل تو اوسکی ماہیت سے کما حقہ آگاہ تھا بیان
لگا کہ فلانی تاریخ ایک سوداگر خوبصورت گھوڑا ایسا اچہا لائے گا

[illegible]

زنہار سوار نہو جیونکہ اگر تو سوار ہوا تو وہ دیو وقت جنگل مین لیجائیگا اور وہاں تجہکو
ایک عورت نہایت حسین و جمیل تجہے نظر آئیگی ہرگز تو اوسپر شیدا نہونا اور
اوسکے ساتہہ سنجوگ نکرنا اور جو لیون بہی ہوا تو اوسکا محکوم ہوجائیگا وہ صورتیکہ
وہ عورت تیرے گہر مین آوے تو اوسکی متابعت نہیجیو والا تجہہ سے ایک گناہ
عظیم ہوگا یہ کہکر بیاس جی تو نظرون سے غائب ہوگیا جب وہ زمہود ہونچا سودا
ایک گہوڑا پری پیکر نہایت خوش اسلوب و خوش رنگ مرد و مار ایک
اران سنگ قطعہ خندق و قلعہ ہنوا اوسکی ڈپٹ کی حائل ہے جون سوار و
مساوی نہا نشیب و فراز ہ کرکے اوسکی نہی جو سرپٹ مین اسنے کہیئے لیا
باج وہ جسکی شین صاعقہ کی سی آواز ہ اڑسکے رہ جاتی جہان اوسکی لگا پونا کردہ
ما بر دم کو ہونچانی نہ وہان تک پروانہ راجا کے در دولت پر لایا جاوے ہجوم عام
کا ازدحام ہوگیا رفتہ رفتہ راجا کو بہی خبر ہونچی اوسکے دیدۂ بصیرت سے آنسکے پر
پڑگیا سچ ہے کہ ہونی والی بات بن ہوئے نہین رہتی سلے اختیار اوسکے
دیکہنے کو محل سے باہر نکل آیا اوسکے رعنائی و زیبائی دیکہتے ہی زمام اختیار کی ہاتہہ
سے چہٹ گئی جہٹ سے اوسکی پیٹہہ لاگا اور وہ باد پا فورا اوسے لے بہاگا ایک
ایسے بیابان ہولناک مین پہونچا کہ اژدہون کے جگرے وہان کے درختون کی
عظمت و ہیبت سے ترک کئے جاتے تہے اور اوسکی درندون وحشیون کی آوازون سے
شیرون کے دل دہلے جاتے تہے راجا کا رنگا سا رہگیا یہان تک ڈرا
اِدہر اُدہر کا شنے لگا اور اوپر اودہر تکنے کہ وہان ایک پریزاد جودہ برس کی جوان

رات کے چاند سے رنگ روپ مین اعلی بلکہ سورج کی چمک بہی اوسکی طلعت کے روبرو زرد اور اندر کی اجہرا اوسکے حسن کے آگے گرد معظم کرے قتل عالم کو ایک آن مین ⁂ یہ عالم کہان نوع انسان مین ⁂ نہ پہول اوسکے مکھڑے کے آگے پہلے ⁂ نہ کبک اوس سے ہوکر مقابل چلے ⁂ نہ نرگس کو انکہون سے دعوی زندی ⁂ نہ سنبل کو بالون سے تک ہمسری ⁂ اگر حسن کا اوسکے دیکہے سماں ⁂ تو سنا طرین جائے حورجنان ⁂ قضارا مہاراج کو نظر آئی فی الفور سدہ بدہ سی جاتا رہا حواس نے کنارا کیا عشق گریبان گیر ہوا اوسن تحمل ہاتہ سے چہٹ گیا کشور صبر وسکون یک لخت لٹ گیا بے اختیار گہوڑے سے اوترا اوسکے پاس جا پہنچا اور یون پوچہا کہ اے پری پیکر رشک قمر تو یاسمن کس گلشن کی ہے اور سنبلستان کون سے چمن کی کیا جوگ پڑا کہ تیرا آنا اس جنگل و بیر مین ہوا ایسا لگتا ایک ایک بستی مین گیا ہر باغ و صحرا مین پہرا ⁂ پر گلبدن تجہسا کہین دیکہا نہین اور نہ سنا ⁂ واللہ سے تیرا سب جہان پہر تو کہان جنگل کہان ⁂ چشم و دل تیرا مکان تو شوق سے اب اس مین آ ⁂ اوس غنچہ دہن نے مسکرا کر عشوہ و ناز سے اپنا حسب اور سبب بیابان مین آنے کا بیان کیا راجا اوسکی گفتار شیرین پر کلام نمکین سنکر اور بہی میٹہا ہوا ندان موافق اپنے آئین کے اوسی مہہ جبین سے بیاہ کیا اور دہین آغوش مین اوسے لیا ہونٹہون سے ہونٹ ملا دیئے اور بوسے ہزارون لیئے پہر شراب وصل اوسکے ساتہہ پی اور لکار شا اوسکی لی دو اس صحرا الا گون کیا آخر ایک عالم کا خون کیا فقط ہر ایک نے لب سے لب باہم ملائے ⁂ مزے آپس مین کیا کیا کچہہ اڑائے ⁂ وہ زہرہ ماہ کی پہر مین

اسکے : جو لذت تہی اوٹہائی سو اوٹہائی ؛ اچہی لی غرض یہ بات ایسی ؛ صدمے

سے نے لعل اگلکر پائی ہوتی ؛ بعد اسکے راجا اپنے دار السلطنت میں اوسکو لایا اور پلنگ

محل کی عورات کا اوسکو سردار بنایا یہانتک اوسکا محکوم ہوا کہ اوسکے بن کہے بلکہ

پانی بہی نہ پیتا سچ ہے کہ جو کام نیک یا بد کسی کے ہاتہ سے ہوا چاہتا ہے اسباب

اوسکے پہلے مہیا ہوتے ہیں خواہ مخواہ وہ اوس امر کا مرتکب ہوتا ہے ہر چند بچاو

بیچ نہیں سکتا راجا کی سرنوشت میں ثبت تہا کہ وہ عورت باعث ایک گناہ عظیم کا

ہو یکی باوجود آگاہی کے باز نرہا اتفاقاً ایکدن بہت سے برہمن اوسکے گہر میں انواع

اقسام کی نعمتیں کہانے شیرین و نمکین کہا رہے تہے اور ایسے کام و زبان پر لذتیں

اٹہا رہے تہے راجا بہی ثواب کے لیے وہان حاضر تہا بیت ہر ایک سمت تہی

خوانچے زرنگار ؛ وہ اقسام کی نعمتیں بیشمار ؛ جو کہا وے اونہین عمر میں ایکبار نہ

بہولے مزا تا بروز شمار ؛ کہ وہ نازنین غارت گر دین غیارت قیامت سیمین بر پری

پیکر خرابی ایمان غارت کن گبر و مسلمان نہایت بنا و سنگار سے گہنے میں لدی

ہوئی پوشاک بہاری پہنے ہوے کنگہی چوٹی کیے ہوئے دولت سرا سے باہر

نکل اوس مجمع میں چلی آئی اوسکو دیکہتے ہی وہ بیچاری سکتے کے عالم میں آگئی ؛

بہیک سے رہ گئی نیز غمزہ اوسکا کہایا اور کہانے سے ہاتہ اوٹہایا بیت عقل سب

ہاے ایک اپنے تئین تو سنبہال ؛ گنہگار ہے تیغ کو مت نکال ؛ بہت جلد ظلم

جسکی سے چلے ؛ وہی ہاتہ حسرت سے اکثر ملے ؛ راجا اس احوال کو دیکہتے ہی آگ

ہوگیا شعلہ غیرت اوسکا بلند ہوا ایک مارنے میں برہمنوں کی جماعت خاک

میں ملا دی دنیا میں بدنامی لی اور عقبی میں عذاب کی سختی اٹہائی چنانچہ جونکہ

وہ رشک زہرہ جلوہ گر ہو لئے یک مرتبہ سب بیخبر ؛ گر پڑے بیہوش ہو
بر روے خاک ؛ ہو گئی سب کی قبائی صبر چاک ؛ گرچہ دل ہر ایک کا جون
سنگ تھا ؛ لیک اوسدم موم کا سا رنگ تھا ؛ شعلہ روی گئے اوسکے پگہل
آئے بند صبر سے باہر نکل ؛ آپ سے آخر وہ بیچارے گئے ؛ مر چکے تھی لیک
پھر مارے گئے ؛ بعد اسکے نہایت پچتایا افسوس سے ہاتھہ ملنے لگا اور زار زار
روئے کہ مجھسے ایسا بڑا کام ہوا تمام عمر کی نیکنامی جاتی رہی بدنامی حاصل ہوئی سوائے
ساتھہ اسکے مکافات آخرت مین اسکے نہایت بد ہوگی ہر چند غم و غصہ کہاتا تہا
اور ندامت کہینچتا تہا پر کچھہ فایدہ نہوتا تہا اتنے مین بیاس دیو پھر حاضر ہوا اور
کہنے لگا اے راجا باوجود اسکے کہ مینے تجکو اس بات سے آگاہ کیا تہا پھر اسکی
کو تو نے کیون نہ روکا اور دفع نکیا راجا بہت نادم ہوا اور بہت سی منت و
معذرت کی بعد اسکے التماس کیا کہ اس گناہ عظیم کا تدارک و تلافی مجھے بتا کہ
عاقبت مین اسکے عذاب سے رہائی پاؤن اور گرفتار نہون بیاس دیو نے کہا کہ
بہت سی خیرات و تصدقات کے بعد کتاب مہابھارت کو پڑھوا کر گوش دل
سے سن اور اوسکے معانی پر دھیان دہر البتہ نجات پائیگا اور یہ گناہ تیرا بخشا
جائیگا چنانچہ راجا نے تمام خزانے و دفینے جتنے تھے بلکہ سارا اسباب فقرا
و مساکین کو بخش دیا اور کتاب مذکور کو سناتن کہ شاگرد رشید بیاس دیو کا تھا
اوس سے پڑھوا کر رجوع قلب سے سنا گناہون سے پاک ہوا عذاب آخرت سے
بچا اوسی وقت سے یہ کتاب تمام عالم مین مشہور و معروف ہوئی جب اسسے
فراغت حاصل کی بدستور امور مملکت مین مشغول ہوا عدل و انصاف کرنے

اسکے بعد مدت گذری سب لیتا اوسکا ستارہ فنا مین غروب ہوا جہان رعیت و
سپاہ کی نظرون مین تاریک ہو گیا اوسکی سلطنت کی مدت چوراسی برس رہی
تھی راجا رسمیدر بن راجا جمنی جیٹھے سب مین بڑا تھا بعد اپنے باپ کے
راج پر بیٹھا عدل و انصاف سے جہان کو روشن کیا مانند اپنے جد و آبا کی
امور مملکت کو انتظام دیا مدت اوسکی راج کی بیاسی برس اور دو مہینے راجا
دوسن بن راجا رسمیدر نے اٹھاسی برس دو مہینے راج کیا اور رعیت و سپاہ
کو بہت سا آرام دیا راجا مہاجیت بن اودسن نے اکاسی برس اور گیارہ
مہینے ریاست کی اور تخت سلطنت کو زینت بخشی راجا جسرت بن مہاجیت
نے فرمان روائی اور مملکت ہرائی دو مہینے چہتر برس کی راجا دشت
دان بن جسرت نے چہتر برس تین مہینے راج کیا اور ایک جہان آباد
کیا راجا اگرسین بن راجا دشت دان بعد اوسکے راجا ہوا رعیت پروری
و مملکت ستانی کا نقارا اوسنے بجایا آخر اٹہتر برس اور آٹھ مہینے کے بعد اس
جہان سے گذر گیا پہر راجا سورسین بن راجا اگرسین اسی برس تک
راج کی مسند پر رونق افزا رہا ملکی کاروبار کو خوبی انتظام دیا اوسکے بعد
راجا سونت سین بن راجا سورسین نے چھپن برس دو مہینے راج
کیا رعیت اور سپاہ کو چین سے رکھا اوسکے بعد راجا سکھ بن راجا سونت
نے اٹھتر برس پانچ مہینے راج کی مسند کو رونق بخشی اور جہان مین بخوبی حکومت کی
اوسکے بعد اوسکے راجا جیپال بن راجا سکھی تخت حکومت پر بیٹھا اور
ستر برس آٹھ مہینے تک مملکت کو آباد رکھا اوسکے بعد راجا ہوشہ بالی

بن راجا کیر جبل باسٹھہ برس اور ایک مہینے راجا رہا جہان کو فتنہ و فساد سے
پاک کیا پہر راجا نرسہر دلو بن راجا سو بہم پال اکاون برس گیارہ مہینے حکم
رانی و ملک ستانی مین مشغول رہا بعد اسکے راجا سوجرتہہ بن راجا نرسہر
دیو نے بیالیس برس اور گیارہ مہینے جہان بانی کی اور حسن سلوک سے زندگانی
کاٹی پہر راجا بہوپت بن راجا سوجرتہہ راجا ہوا اٹھاون برس اور تین مہینے
امور سلطنت کو انتظام دیا بعد اوسکے راجا سوین بن راجا بہوپت راج
پر قایم ہوا پچپن برس اور آٹھہ مہینے حکومت کرتا رہا پہر راجا سیدہادی بن راجا
سوین باون برس اور نو مہینے فرمان روائی و کشورستانی کرتا رہا آخر اس جہان سے
راہی ہوا بعد اوسکے راجا سمرون جیت بن راجا سیدہادی نے پچاس برس اور
چھہ مہینے ریاست کی اور مملکت کو رونق بخشی پہر بعد راجا بہیکم بن راجا سمرون
جیت نے سینتالیس برس اور نو مہینے راج کیا سپاہ و رعیت کو خوشنود رکہا اور جہان
عدل و انصاف سے آراستہ کر دیا بعد اوسکے راجا پدارتہہ بن راجا بہیکم
اکتالیس برس گیارہ مہینے سپاہ رعیت کو پالا اور عالم کو نوازا پہر راجا سوان
بن راجا پدارتہہ راجہ ہوا اور چالیس برس ... مہینے سپاہ و رعیت کو اوسنے
امن مین رکہا راجا آودہی بن راجا سوان نے چوالیس برس راج کیا اور خلق
کی تالیف قلوب کرتا رہا اوسکے بعد راجا آہنی بن راجا آودہی اکاون برس
تک راج پر قایم رہا سپاہ و رعیت کو داد و دہش سے نوازا گیا پہر راجا دنیاپال
بن راجا آہنی اڑتیس برس نو مہینے راجا رہا اور خلق کو آرام دیا گیا راجہ مہالک
بن راجا دنیاپال نے پینتالیس برس تخت حکومت پر جلوس فرمایا خلایق کو اپنے

سپاہ جماعت مین آرام سے رکہا اور گردن کشون کو سرنگون کیا بعدہ راجا شنسارک
بن راجا درسال چہتیس برس اسنے سلطنت کو انتظام دیا کیا اور شغل خوش تقریبات
کا ہوا کیا بعد اسکے راجا کہم بن راجا کہیم راج پر بیٹہا لیکن امور سلطنت مین کم تہا
اور عدالت کے طریقے مین سستی کرتا تہا مطابق حال باتی کہ سون کی طرف دہیان نہ فرماتا
سے بے پروائی والا وبالی اوسنے اپنا شغل کیا بندان سلطنت کو ہاتہ سے کہو دیا بلکہ اپنی جان
بہی دی خلاق کون مکان سنے جہان کو جیسے پیدا کیا سررشتہ انتظام امور خلائق کا
شاہان عظیم الشان کے ہاتہ مین دیا ہیں انکو لازم ہے کہ خلق کی رفاہ پر آئین جہانبانی
اور عدل انصاف سے چلین کہو بیٹہا مین بہین تو سلطنت چہن جاتیگی بلکہ جان بہی
بہی آفت انکی بہت ضرور ہوا جو شہ کو ملامت کی ہر ایک کو جو نصیب ہو وکی نشست
کی ہے جب راجا کہیمن کو امرا و وزرا نے بمرتبہ غافل پایا اور امور ملکی و مالی مین کاہل پایا جو
کہ کاروبار سلطنت کا مختار تہا اوسکو اسد و اسلطنت کیا بندان اوسکو بہی حرص سلطنت
کی ہوئی سو ان طمع نے چشم مروت اوسکی بہی دوی ایکدن قابو پاکر اوسنے راجا کو مار ڈالا
اور آپ راج پر قایم ہوا غرض راجا کہیمن نے اٹہائیس برس اور گیارہ مہینے راج کیا
پانڈون کے خاندان مین سلطنت اوسی تک تہی قضا و قدر سے اٹہارہ سو چونسٹہ برس
اوسکے گہرانے مین بادشاہت رہی راجا جدشتر سے لیکر راجا کہیمن تک تیس
شخص اوسکے ریاست کی آجا بسرا دکہ مرتبہ وزارت سے پایہ سلطنت کو پہونچا اور چلو
پر بیٹہا اکثر اوقات کاروبار سلطنت مین مشغول رہتا اور ہمیشہ اسلیے خلق کی محبت
ہوتا لیکن ہرگاہ کہ احوال اوسکی اولاد کا مفصل معلوم نہ تہا اسواسطے مختصر کیا فقط
ہر ایک کا نام اور مدت سلطنت لکہدی تبصرہ مختصر راجا بسرا اوسنے ستر برس چار

مہینے راج کیا پھر راجا سورسین اوسکے بیٹے نے اپنے باپ کے بعد بیالیس برس
اور آٹھ مہینے رعیت و سپاہ کو اپنے سایۂ عدالت میں آرام سے رکھا آخر ملک عدم
کو اکیلا چلا گیا پھر راجا بیرسناہ راجا سورسین کا بیٹا باپ کی مسند پر بیٹھا اور
باون برس دو مہینے اوسنے خلق کو اپنی پناہ میں رکھا بعد اوسکے راجا آدھنک سناہ
بن راجا بیرسناہ تخت نشین ہوا سینتالیس برس اور نو مہینے اوسنے بھی عدل گستری
کی رعیت پروری کی اوسکے بعد راجا بیرجیت سناہ بیٹا راجا آدھنک سناہ
کا تخت نشین ہوا پینتیس برس گیارہ مہینے اوسنے راج کیا اور رونق افزاے مملکت
رہا بعد راجا دھیر راجا بیرجیت کا خلف راج پر بیٹھا چوالیس برس اور تین مہینے
حکم رہا بعد اوسکے راجا سودیال بن راجا دھیر نے تخت سلطنت پر جلوس
فرمایا مملکت کو بخوبی لیا بعد تیتیس برس نو مہینے کے اس جہان کو تجا بیکنٹھ میں جا بسا
اوسکے بعد راجا پورست راجا سودیال کی بیٹے نے تخت سلطنت کو
زیب دیا اور آوازہ عدل و انصاف کا بلند کیا آخر بیالیس برس اور دو مہینے کے
بعد ملک بقا کا راہی ہوا پھر راجا سنجی راجا پورست کا پور اپنے باپ کے مقام
بیٹھا تیتیس برس تین مہینے وہ بھی امور ملکی کے انتظام میں مشغول رہا بعد اوسکے راجا
امرجودہ بن راجا سنجی فرمان روا ہوا اور ستائیس برس چار مہینے آٹھ دن جہانبانی
کے بندوبست میں رہا پھر راجا امین پال بن راجا امرجودہ فی الفور
سلطنت کا بجا لایا بائیس برس گیارہ مہینے تک قضیہ جھگڑا خلق اللہ کا
واجبی چکایا بعد اوسکے راجا سدھی بن راجا امین پال نے کشورستانی
و ملک گیری میں اوقات گزاری آخر سینتالیس برس سات مہینے کے بعد

سنگھہ راجی ہوا پھر راجا پدارتھہ بن راجا مردنی سنگ ایالت فرمان دہی
بلند کیا پچیس برس پانچ مہینے عدل و انصاف کا ڈنکا بجایا بعد اوسکے راجا
نہ پل راجا پدارتھہ کا بیٹا مسند حکومت پر بیٹھا لیکن سپاہ و رعیت کی طرف سے بے توجہ
ہو عیش و عشرت میں پڑگیا بھنگ پینا اختیار کیا نشے میں غرق رہنے لگا اور
ایسی بدسلوکیاں شروع کیں آنکھیں بکرتبہ بند کرلیں راہ و رسم ریاستون کی بھلا دی نہایت
تاؤ بتر کی آپ مین نرے خبطی سا ہوگیا شخص کو لازم ہے کہ کسی نشے کی کثرت
نکرے اور عادت نڈالے نہیں تو خاصیت جمادی پیدا کریگا اور انسانیت سے جاتا
رہیگا خصوصاً بھنگ بدترین نشہ ہے اگرچہ ابتدا مین قدرے سرور لاتی ہے کچھ بھوک
بھی لگاتی ہے لیکن آخرکار لوبانی ہے سدہ بدہ ساری بھلاتی ہے بدمزاجی اور کم ہمتی
کو گھٹاتا ہے رنگ نیم کا پتا سا ہو جاتا ہے اگر شراب سے پیچ بکری سے ویسے
اور جو کینہ اوسکا عادی ہو تو بہتر ہے بھاگا کرے ابیات جسے بھنگ پینے کی عادت
ہوئی اوسے جود و حب سے نفرت ہوئی ۔ اگر چہ وہ کیسا ہی چالاک چست
پر اوسکو پئے تو وہ ہو جاوے سست ۔ نہ چہرہ ہی اوسکا نقطہ زرد ہو ۔ جو کثرت کرے
تو اوسکی نامرد ہو ۔ سمجھنے لگے پھر تو مٹی کو ناگ ۔ اگر ایک سے دو تو بس جاوے بھاگ
القصہ جب راجا بھنگ کی اقبال سے از خود رفتہ ہوگیا ارکان دولت سے بدخو ہونا
شروع کیا تب سپاہ و وزیر نے لوگوں کے ورغلانے سے قابو پا کر ایک دن اوسکو مار ڈالا
اور ایک کالا ایک ہیتا وانٹی جب پاست سے جس سلطنت آدمی کو حقوق محسن کے
بھلا دیتی ہے بلکہ خوف الٰہی دل سے اوٹھا دیتی ہے تب بیان بوجہ کر اوسی امر کا
مرتکب ہوتا ہے جسکے سبب خونی حقیقی کرتا ہے قدر مختصر اس مقتول نے اٹھارہ

برس اور آٹھ مہینے راج کیا اسکے بعد راجا ابسر اولی اولاد سے سررشتہ سلطنت منتقل ہوا
اور خاندان مین گیا بیت نہ بد ہی رہا اس جہان مین نہ نیک کہانی رہی اونکی
عمر لیک حاصل یہ ہے کہ راجا ابسر اد سے لیکر اس راجا تک چودہ شخصین سنے پانسو
ایک برس سلطنت کی پھر راجا سیرماہ پایۂ وزارت سے جو مرتبہ سلطنت کو پہونچا
پینتیس برس تخت نشین رہا بعد اوسکے راجا جنجاب سنگہ راجا سیرماہ کا بیٹا تیرہ
برس اور سات مہینے راج کرتا رہا آخر اس جہان کو تج گیا پھر راجا شیر گھن بن
راجا جنجاب سنگہ مسند نشین ہوا اور اکیس برس اوسنے راج کیا اوسکے بعد راجا
مہی پت بن شیر گھن چھبیس برس اور چار مہینے اپنے باپ کا قایم مقام رہا
اور اسو ملکی کو انتظام دیا کیا بعد اوسکے راجا بہار مل مہی پت کا بیٹا تخت
پر قایم ہوا اور چونتیس برس آٹھ مہینے طریقے ریاست و حکومت سے نباہا پھر راجا
سروپ دت راجا بہار مل کا بیٹا راجا ہوا اٹھائیس برس اور تین مہینے جیا
بعد اوسکے راجا تتر سین بن راجا سروپ دت سنے چوبیس برس تین
مہینے مسند حکومت کو زینت دی اسپاہ و رعیت کی پرورش و درستی مین اوقات
گذاری پھر راجا سکھدان راجا تتر سین کا بیٹا حاکم ہوا اور ستائیس برس دو مہینے
اوسنے راج کیا بعد اوسکے راجا ججے مل بن سکھدان اٹھائیس برس
دو مہینے راجا رہا آخر آگ مین جلکر راکھہ ہوا اوسکے بعد راجا کل نک راجا
ججی مل کا پوتا اپنے باپ کی مسند پر بیٹھا اور اوتالیس برس چار مہینے حاکم رہا پھر
راجا کل مین راجا کل نک سنگہ کے نور چشم سنے جگ اوجالا کیا چھیالیس برس
ہوا ظلم کو مملکت مین آنے نہ دیا بعد اوسکے راجا سمر [illegible] برس [illegible] راجا [illegible]

نے تخت سلطنت کو آرایش دی آٹھہ برس گیارہ مہینے دنیا مین حکومت کی اوسکے
راجا جیون جات راجا ستر مردن کا بیٹا قایم مقام اپنے باپ کا ہوا آٹھ
برس نو مہینے خلق کو اوسنے فیض پہونچایا پھر راجا ھرن جاک جیودن جات
کا بیٹا راجا ہوا اور تیرہ برس دو مہینے تک امور ملکی کو انتظام دیتا رہا اوسکے بعد
راجا بیر سین بن راجا ہرن جاک نے تخت حکومت پر جلوس فرمایا سترہ
برس دو مہینے تک لوازمے ریاست و حکومت کے بجالایا بعد اوسکے راجا ادہت
بن راجا بیر سین رئیس ہوا لیکن اوسنے جوانی و فرمان روائی کے غرور سے امور
مملکت کی طرف سے غفلت کی عیش و عشرت مین اوقات کاٹنے لگا اکثر اوقات
محل مین رہنا اختیار کیا فی الواقع عیش و عشرت جوانی مین مناسب ہے تو بہ جوانی کہ
جوان کو مغرور ہے خصوصا جسکو جوانی مین دولت ہوا اوسکے توجہ کی طرف ست
لیکن جنکو خدا نے عقل دی ہے وے سوچ سمجھکر عیاشی کرتے ہین اسقدر کہ نہین
پڑتے امور مملکت کو سب باتون سے مقدم جانتے ہین اور کہا اپنے دولت خواہون
کا جان و دل سے مانتے ہین جو حاکم عیاش ہوا وہ دین و دنیا سے گیا نتیجا عیا
غفلت ست اور کاہلی کا ذلت اکثر تخت نشین غفلت کے باعث صاحب خصم ہوئے
بہتیرے سلاطین کہالت کے سبب حقیر ہوئے القصہ سب بے پروائی و لا ابالی
راجا کی دہشت بڑہ گئی اور نارسائی اوسکی سبکے نزدیک ثابت ہوئی ارکان دولت و
واعیان سلطنت نے وزیر سے اتفاق کیا اور راجا کو مار کر اوسکو راج پر بٹھا دیا
حاصل یہ ہے کہ غفلت بادشاہون کی اونکے تخت سلطنت کو خاک مین ملاتی
ہے اور وزیرون کو پایہ وزارت سے اورنگ شاہی پر بٹھاتی ہے غرض راجا

اودہت نے تیس برس کیا و سنے راج کیا آخر اپنے کئے کی سزا کو پہونچا قصہ کوتاہ راجا
بیرماہ سے تا راجا اودہت سولہ اشخاص نے سلطنت کی چار سو چالیس برس کے
بعد انکے خاندان سے ریاست گئی نظم تو دنیا کو ایک فاحشہ کر قیاس ۔ ہے
آج اسکے پاس اور کل اسکے پاس ۔ اسے نت نیا یار درکار ہے ۔ وفا سے بجا شبہ
بیزار ہے ۔ زیادہ کبہو اس سے تو لگ نہ چل ۔ بجز داغ حسرت ندیگی یہ پہل ۔ یہ پہول
اسکے یہ کر و فر دیکہکر ۔ کہ ہے داغ حسرت ہی اسکا ثمر ۔ جب راجا وبلدہر منصب وزارت
سے درجہ سلطنت کو پہونچا اکتالیس برس چھ مہینے سپاہ و رعیت کی تمہور و پرداخت
کرتا رہا آخر نقارہ رحلت کا بجا گیا پہر راجا سیین وہوج بن راجا وبلدہر راج پر
بیٹھا پینتالیس برس خلق کا کام اوسکے ہاتھ سے جاری رہا بعد اوسکے راجا مہا
بنات راجا سیین وہوج کا بیٹا حاکم ہوا اور اکتالیس برس دو مہینے کے بعد
اوسنے رخت ہستی کو باندہا اوسکے بعد راجا مہا جود بن مہا گنگ تیئیس
برس اپنی سلطنت کو انجام دیتا رہا پہر راجا ناتھہ بن راجا مہا جود
اٹہائیس برس حاکم رہا آخر پیمانہ اپنی عمر کا بہر گیا اوسکے بعد راجا جیو راج
بن راجا ناتھہ راج پر قایم ہوا پینتالیس برس سات مہینے کاروبار سلطنت کا کرتا رہا
اوسکے بعد راجا اودے سین راجا جیو راج کا بیٹا تخت حکومت پر
بیٹھا اور چھتیس برس پانچ مہینے دنیا میں رہا پہر راجا انند چل اودے
سین کا بیٹا اکاون برس حکومت کرتا رہا آخر تخت سلطنت کو چھوڑ گیا پہر
راجا راج پال بن راجا انند چل نے تخت حکومت پر جلوس کیا الغرض
کہ ازانجملہ جہانبانی و ملکستانی پر صرف وقت ہوا اور تشہیر ہمت سے ملک

پر قبضہ کرلیا اور اکثر گردن کشون کو اپنا مطیع کیا تب تو شراب نخوت کا نشہ خوب سا چڑہا اور تکبر حد سے زیادہ بڑہا چنانچہ اکثر بادشاہون کو خاطر مین نہ لاتا تہا اور سلوک متکبرانہ سے پیش آتا نظم ہوا جاہ و دولت سے یہان تک دماغ ؛ کہ مہر کو لگا وہ سمجھنے چراغ ؛ جو درگہہ تھی اوسکی زراہ غرور ؛ سمجھتا تہا اوج فلک سے بہی دور ؛ حاصل یہ ہے کہ کثرت لشکر و تسلط سلاطین پر بغرور زندگانی کرتا تہا حکما و عقلا نے فرمایا ہے اور تجربے مین بہی آتا ہے کہ جن نے تکبر و نخوت و رعونت کی اونکو زمانے مین ایسی سر خجلت کہائی کہ خاک مین مل گیا اور جسنے غرور سے گردن پہیر کہی وہی بگڑی اوسکی فوراً الٹو گیر ہوئی گلا اوسکا گہونٹا اور دم خفا کیا آخر کار خجالت و ذلت پر وہ گرا نظم تکبر ہوا جسکو حق کے سوا ؛ یہ ٹہوکر لگی اوسکو ہے خطا کر گیا تکبر نے پہینا اوسکے تئین سزاوار اوسکا تو بندہ نہین ؛ قصہ کوتاہ سہسانہوت نامی راجا کہ وہ شکوہ کا اون مین تہوڑے سے ملک پر متصرف تہا ساہتا اسکو خراج بہی اوسے دیتا تہا ایکدن وہ اپنے ارکان سلطنت و وزراے مملکت کو لیکے معہ لشکر مہوبا پر چڑہ گیا اور فتح یاب ہوا خدا کی قدرت سے عجب کیا ہی اگر وہ ارادہ کرے تو پشہ کو مرگ کا ہاتہی کہا دے اور بیمار کو مار سلے چنانچہ راجا راج پال باوجود اس قدرت و قوت کے اوس ضعیف کے ہاتہ سے مارا پڑا اور وہ ملک کا مالک سہسانہوت ہوا نظم جو چاہے خداوند چرخ برین ؛ تو دشوار یہ بات ہرگز نہین ؛ قوی کو کرے خوار ناتوان ڈالے مار ؛ کرے شیر کو پشہ سے داغم فرار ؛ راجا راج پال نے چہبیس برس راج کیا حاصل یہ ہے کہ راجا نندہ سے لیکر اس راجا تک تو مختصر حال ان لوگون نے ریاست کی اخیر سلطنت اونکے خاندان سے بعد راجا راج پال کے منتقل ہوئی

بیت نہ دیکھا جہان مین کوئی خاندان ؛ کہ دولت رہی ہو ہمیشہ یہان ؛ نہ لینا
نہ خواہش کبہو اوسکا نام ون ؛ کہ یہ بیوفا ڈہلتی پہرتی ہے چہاؤن ؛ جب راجا سکہو
کو ہی والی ممالک محروسہ کا ہوا اوس کے مزاج مین بہی نہایت غرور آگیا امرا
وزرا سے سلوک ناشایستہ کرنے لگا نشہ سے سلطنت کا سنبہال لنکا کم ملک
تو ہاتہ ہی آمل چلا بدست ہو گیا اور یہ حالات بادشاہون کے شایان نہین بلکہ
خوش خلقی و سپاہ پروری و رعیت نوازی و قدردانی اون کو لازم ہی جیس
سلطان نے ان فعلون کو ترک کیا سررشتہ سلطنت کا اوسکے ہاتہ سے
گم ہوا اور یہ تو اس بدکرداری اور ناہنجاری کے ساتہہ پوستی بہی تہا بسبب اسکی
افراط کے عقل اسکی بالکل زائل ہو گئی تہی اکثر اوقات نشے مین سرشار بیخودی
مین لیل و نہار رہتا تہا حاکمون کو کوئی نشا کہانا پینا سزاوار نہین خصوصاً پوست
کہ فقط پوست و استخوان ہی باقی رکہتا ہے قوی کو ضعیف بناتا ہے اور صحیح
تو مرلنس ہمہ قامت اوسکی کثرت سے کبڑے ہو جاتے ہین اور تنومند تنکا سے
بن جاتے ہین گردن جہکی جاتی ہے پینک چلی آتی ہے رات کو جاگا کرتا ہے
اور دن کو سویا کرتا ہے صورت اصلی پر نہین رہتا مسخ ہو جاتا ہے القصہ راجا
مدہوشی کے باعث چڑچڑا ہو گیا تہا رعیت پر تندی اور سپاہ کے حق مین
ناخوشندی شروع کی سردار تو اوسکی بدسلوکیون سے ستائے تہے ہی منحرف
ہو گئے بیت جو حاکم ہوا عدل کر اختیار ؛ کہ ظالم کی دولت نہین پایدار حسب
الطرافت مین مشہور ہوئی ہے راجا بیر بکرماجیت اجین کا راجا فوج کشی کرکے
اوسپر چڑہ آیا اور یہ بہی اپنی فوج لیکر اوسکے مقابل ہوا دونون لشکر آپسمین

توپ تفنگ اور تیر اڑنے لگے یہانتک کہ سارے میدان دریائے خون ہو گیا رزمگاہ کا عالم
دگرگون ہو گیا اجسام بہادروں کے تیروں کی کثرت سے نیستان بن گئے اور سینے
دلاوروں کے پیکانوں کی بہتات سے پلٹن چھن گئے آب تیغ کی موجون نے
فوجون کو موت کے گھاٹ لگا دیا بلکہ رخت ہستی ہر دو جانب کا ایک لخت بہا دیا
آفرین صد آفرین دلاوران طرفین کی جرات و شجاعت پر کہ ہر ایک نے حیات کی
رشتے کو توڑا لیکن دم واپسین تک دم خنجر و شمشیر سے منہ نہ موڑا آخر راجا سکھونت
اوسکو مقاومت کی تاب نہ رہی پاؤن دست سے اٹھ گئے لیکن رزمگاہ ہی مین مارا
پڑا اور راجا بیر بکرماجیت فتح یاب ہو کر پھر اوس راجا سکھونت کی حکومت چودہ برس
رہی قطعہ اگر شیر سے گرگ آکر لڑے ؛ بمقدور نا فہم ایسا پڑے ؛ چو جنگ
شہ زور سے ناتوان ؛ تو جاتی رہے جان اوسکی ندان ؛ راجا بیر بکرماجیت
بن گندہرپ سین اوسکی ولادت کے احوال مین اختلاف بہت سے
اور صاحب خلاصة الہندیہ لکہتا ہے کہ بعضے تاریخون اور اکثر ناموں سے یون دریافت
ہوا ہے کہ آبا و اجداد سے براہمن کا راجا تہا باپ اسکا گندہرپ سین لیکن سنگہاسن
بتیسی کے ترجمے سے یہ بوجہا جاتا ہے کہ ایکدن مجلس نشاط مین راجا اندر کے سامنے
رنتی اچہرا مین ناچ رہی تہین عجائب سمان بندھ رہا تہا کہ عین مزے مین گندہرپ سین
سین اندر کی نگاہ ایک اچہرا پر پڑنے لگی بلکہ دم بدم اوس سے آنکھ لڑنے لگی اور
راجا کی منظور نظر تہی راجا اس حالت کو دیکھ کر نہایت برہم ہوا اور وہین اوسنے
بیٹے کو سزا دی کہ عالم علوی سے عالم سفلی مین جا کر دن بہر گدہے کے قالب مین
اور رات بہر انسان کے بیان تک کہ راجا حاکم الت اوسکا بیٹا

آگ مین جلاوے تب اپنی صورت اصلی مین آکر پہر عالم ملکوت کی طرف مراجعت
کرے فی الفور گندہرب سین اپنے مکان سے جدا ہو گدہے کی صورت بن متصل دہارا
نگر کے ایک تالاب مین گرا اور وہین ساکن ہوا اس ارادے پر کہ یہان کے راجا کی
بیٹی لیجئے تا اس جثہ حماری سے نجات پاؤن کیونکہ راجا اسکو بقدر جلا دیگا اور مین شکل
اصلی سے متشکل ہو کر اپنے مکان مالوف کو راہی ہونگا وہ اس اندیشے مین تہا کہ ایک
برہمن نہانیکو اوس تالاب کے کنارے وارد ہوا گندہرب سین اوسکی آہٹ سنکر
پانی مین سے بولا اے باسنہہ مین گندہرب سین راجا اندر کا بیٹا ہون یہان کے راجا
سے جاکر کہہ کہ اپنی بیٹی کو مجھہ سے بیاہ دے پہر جو کچھہ اوسکی حاجت ہوگی اوسے بر لاونگا
اور جو امیدات کو تمانیگا تو اوسکی ساری مملکت خاک مین ملا دونگا باسنہہ نے اوس دن
تو اوس آواز کا اعتبار نکیا جب تین روز یہی سنی ناچار ہو کر راجا دہار سے اوسکی
حقیقت کہی راجا متعجب ہو کر آپ اوسکے کنارے پر آیا اور اوس صدا کو بگوش خود
سنا لیکن اسکے یون کہا کہ اگر واقعی تو راجا اندر کا بیٹا ہے اور قدرت امور عجیبہ کے
سر انجام کی رکہتا ہے تو ایک شہر پناہ آہنی اس شہر کے گرد بنا دے تا مجھکو تیرے
قول کا اعتماد ہووے پہر اپنی بیٹی کی شادی تجھہ سے کر دون گندہرب سین نے
فی الفور قاضی الحاجات کی درگاہ مین مناجات کی معمار حقیقی کی قدرت سے بدون
معمار اور لوہار کی مدد ایک حصار آہنی نہایت مستحکم شہر کے گرد نمود ہوا بیت
حصار سطح کا عریض و بلند ؛ نہ پہونچے جہان وہم کی ہی کمند ؛ نہ دیکہا کسی نے
کبہی نہ سنا ؛ سو لوہے کا ایک آئین بن گیا ؛ خلق اس بنا کو تعجب سے
دیکہہ کر اچنبھے مین پڑ گئی اور راجا کی عقل جاتی رہی وہین وفا سے وعدہ کے لیے

اب تیری خدمت مین التماس کرتا ہون پہلے ایک بیٹا جعفرنزری نام ہے کے بحیثیت
یہان ایک چیری سے پیدا ہو چکا ہے اب تیری بیٹی جو پیٹ سے ہے سے یہ نکریا
ایک لڑکا جنے گی ہزار ہاتھی کا زور اوسکے جسم مین ہوگا غرض صفحہ روزگار پر اون دونون
کا نام تا روز قیامت ثبت رہیگا اب اثر اندر کی دعا سے بدکا نہ بڑھیگا ہے مجھے عالم
علوی جانا چاہیے بس تم سے رخصت ہوتا ہون یہ کہکر آسمان کی طرف اوڑا اور نظر
سے غائب ہوا راجا اس امر عجیب کے مشاہدے سے ہکا بکا سا رہگیا تدان پچتانے
لگا کہ اس قدر سے تراوکی مجھ سے افسوس کہ کچھ خدمت نہو سکی اتفاق جس وقت
یہ اس عالم مین وارد ہوا تھا ساتھہ اوسکے جب یہ دھیان کیا کہ میری بیٹی سے اسکا اگر
ایک لڑکا ایسا شہ زور پیدا ہوگا کہ ہزار ہاتھی کی قوت اوسمین ہوگی تب ڈرا کہ جیا نا
اوسکا تسلط جو اس عالم مین ہوا تو اپنے قوت بازو سے میری سلطنت چہین لیگا
اور مین اوس سے مقابلہ نکر سکونگا کتنے اشخاص تعینات کیے کہ جب یہ لڑکی بیٹا
جنے اوسکو میرے پاس فی الفور اوٹھا لاوین کہ مین اوسکا کام تمام کرون اور اوسکے
سر سے چہوٹون وہ لڑکی ایک تو گستہر کی آتش فراق سے جلتی بلتی تہی
جب دیکہا کہ یہ گروہ اسبات پر تعین ہوا ہے کہ جس وقت مین لڑکا جنون اوسکو ہم کا
لگاوے زندگی اوسکو اوپر ہی دوبہر ہوئی دیکہا کہ اس صدمے کی تاب نلا سکونگی
تو پیش انکے آنیکے ایک چہری سے اپنا شکم چاک کر ڈالا اور رشتہ حیات کا قطع کیا
اتفاقا نوزاد بیٹا لگ چکا تہا اور ارادہ الہی مین یہ ٹھہرا تہا کہ یہ لڑکا دنیا مین پیدا ہووے
اور ایسے کام کرے کہ کسی بشر سے نہو سکے ہون اور نہو سکین بنابراسکے بشر کو
اوسکے پیٹ سے جیتا نکل پڑا اور تو بیدا لیش بچون کی مانند یہ رونے لگا مگہیا

اوسیوقت راجا کے حضور اوسکو لیکے گئے اوسکی مان کے مرنیکی اور حقیقت اوسکی
پیدایش کی سب عرض عرض کی راجا گندہرپ سین کے مرنے سے پہلے سے مغموم تہا اب
جو بیٹی کا مرنا سنا غم اوسکا زیادہ ہوا غرض اوس طفل یتیم کو دیکہتے ہی مہر ولطف آگئی اور
اوسکی پرورش کے لیے دو تین دودہ پلانی دائیان کئی رکہدین زمانیکی تو بہول سکے بہی ستم
ضعیفون پر کرسے آہ سحر مین اونکی شعلے کا اثر ہے زنہار صغیرون کو ایذا دینا وکر
بین ترحم اونپہ سے شیر واثر دہا اور اسی طرح بہرتری کی بہی پرورش و تربیت ہونے
ہوا بفضل الہی سے دونون بہائی ہوشیار ہوئے دونون مین بڑے ہوئے لیکن بکرما
کی جبین سے جو علامتین سلطنت وریاست کی ہویدا تہین اس سبب راجا
اوسکو بہت پیار کرتا تہا جب جوان ہوا صوبہ داری مالوے کی اوسکے لیے مقرر کی
پہر بکرماجیت نے راجا کی خدمت مین درخواست کی کہ بڑے بہائی کے ہوتے
مین حکومت کا سزاوار نہین بہتر یہ ہے کہ ناظم وہ ہو اور دیوان مین ہون راجا نے
یہ بات اوسکی نہایت پسند کی حکومت وہان کی بہرتری کو بخشی اور دیوانی بکرماجیت
کو پہر دونون کو رخصت کیا جب یہ صوبۂ مذکور مین پہونچے بہرتری نے اجین کو
دار الامارت مقرر کیا وہین مسند حکومت پر بیٹہا اور بکرماجیت بہی پایۂ وزارت
قائم ہوا النظم والنسق امور ملکی ومالی کے بخوبی کرنے لگا رفتہ رفتہ دونون بہائیون
نے اکثر ملک جو متصل اوس ولایت سے تہے اوسپر قبضہ کر لیا اور کتنے عالم مین
لوا بیٹا مجاگ کیا پہر تو حکم اونکا اکثر ملکون پر جاری ہوا اور آبادی اوجین کی ملک
پیرہ کو پہنچی اور عرصہ مین لوگون شہری راجا بہرتری اوس لیکا اپنی رانی کو کہ نام اوسکا
ستیا تہا پنگلا رانی اوسکو کہتے تہے بہت چاہتا تہا اسی واسطے اکثر محل مین بیٹہا

اوقات عزیز اپنی اوسکے ساتھ عیش و عشرت مین و تا ملکی و مالی مقدمات کی
طرف متوجہ کم ہوتا بالکل مدار مہمات حکومت و سلطنت کا بکرماجیت بھائی پر
وہ خیرخواہی سے راجا کو بیشتر نصیحت کیا کرتا کہ محل سرا مین بیٹھے اوقات
کرنا امور سلطنت پہ دھیان نہ دہرنا مناسب نہین رانی اسواسطے اوس سے
یا اس لیئے کہ مدار المہام سلطنت کا تہا آزردہ تہی سخت سست راجا کو کہکر اوس
پہلا لی کہ بکرماجیت کو مملکت سے اخراج کرے اور خدمت مختاری کی
اس سے لے لے وہ مسلوب العقل محکوم زن بہائی سے ایسا پھر گیا کہ برادری
کا لحاظ کیا نہ حقوق جانفشانی کے سمجہا ایک عورت خانہ برانداز ناقص العقل کی
خاطر سے اوس انسان کامل کو شہر بدر کیا اپنے ہاتہ سے اپنا بازو توڑ دیا فی الحقیقت
محبت بے عورت کی ہرگز بجا نہ کہ انجام اوسکا نہین جز وفا نہ لگاوٹ ہی اوسکی سراسر
فریب نہ نکہا اوسکا تو اسے برادر فریب نہ اگر مکر کا اپنے پہیلا سے دام تو لوگ
پہنس جائین دنیا کے دانا تمام نہ قوی اوسکا ہے مکر شیطان سے چند ارک
ہر یک اوسکا انسان سے جب ایک مدت اسیطرح گذری اتفاقا ایک
برہمن کے قوت ریاضت سے ایک ایسا پہل ہاتہ لگا کہ جو کوئی اوسکو کہاتے
حیات ابدی پاتے چنانچہ اوسنے وہ امرت پہل وجہ معاش کی امید پر اپنی
جورو کی کہنے سے راجا کی اگے نذر کیا اور اپنی مراد کو پہونچا راجا نے بسکہ اپنی زوجہ
سے تعشق رکہتا تہا اوس میوہ جان بخش کو اوسکے حوالے کیا وہ محبت اسطبل
کے داروغہ سے گرفتار تہی اوس تحفہ عدیم المثل کو اوسنے اوسے دے ڈالا وہ
لکہا بیسوا کی زنجیر عشق مین پا بستہ تہا اوسنے اوس ثمر نایاب کو لیجا کر بے تامل اوسے

اوسکے آگے لکھہ دیا اوسکی ترجمہ مین یہ آیا کہ زندگی جاودان پرہیزگارون اور نیک
کردارون کو چاہیے ہم سیہ کارون کے حق مین فانی ہی زیست وبال ہے بہتر
یہ ہے کہ اس امرت پہل کو راجا کی خدمت مین گذرانئے کیونکہ اوسکے فیض عام
سے ایک خلق نہال ہے اور ایک عالم خوشحال اسپر لیے تحفہ یہانتک کہ زندگانی
جاودانی ہو جائے تو خلق اللہ تا قیامت آرام پاوے غرض راجا کی خدمت مین آکر اوس
پہل کو گذرانا راجا اوسکو پہچان کر حیران رہگیا آخر اس ماجرے کو تحقیق کیا اور رانی کے
راز نہانی سے واقف ہوا جب اوس مکر پالی نے دیکھا کہ بات اپنے ہاتھ سے
جاتی رہی مارے ڈر کے ایک اونچے کوٹھے سے گر پڑی اور اسفل السافلین مین
جا پہونچی راجا اوس چھنال کی محبت سے نادم ہوا اور اپنی گذران مایہ کے رانیکا
جانے پر تاسف کیا بیت زن بدکارہ کا مرنا بہلا ہے ہو عقیجہ زیست کا اوسکی برا
لیکن اور کتابون مین رانی کی چاہت کو سرا خود سے اور مرنا اوسکا اس وضع سے
نہین لکہا بلکہ اوسکی عصمت ثابت ہے اور موت اوسکی یون لکہی ہے کہ ایکدن
راجا بہرتری شکار کہیلنے کو سوار ہوا تہا قریب شہر کے ایک وضع مین جو پہونچا کیا
دیکہتا ہے کہ ایک رنڈی اپنے خصم کی ارتہی کے ہمراہ آکر ہنسی خوشی اوسکے ساتھ
جلکر راکہہ ہو گئی راجا نے اوس سراپا عصمت کی دوستی وفاداری پر بہت سی
تحسین و آفرین کی بلکہ ماجرا اوسکا محل مین آکر رانی کے سامنے بیان کیا اوسنے
سنکر کہا کہ صاحب عصمت رنڈیون کی محبت سے یہ بات بعید ہے کہ اپنا کام جلنے
تک پہونچائین اور ایک آہ سرد کے ساتھ مر جائین راجا کے دل مین یہ بات نقش
ہو بیٹہ گئی تہی ایکدن آزمایش کے لیے شکارگاہ مین سے ایک آدمی زبانی لاکر بیان

کہتے ہیں کہ اس شہر میں جا کر سنا کہ راجا میں اور ایک دیو میں لڑائی ہوئی تھی آخر کو
ہوا اور راجا مارا گیا انہوں نے اسی حالت سے اس خبر کو سچ جانا تو جان بحق تسلیم کیا
رانی تک بھی پہنچایا بلکہ اسکی صدق کے لیے راجا کا لباس خاص خون آلودہ
دکھایا رانی کہ چاہت میں یکی اور محبت میں پوری تھی جھوٹ سچ کی امتیاز کی
فی الفور جی سے گذر گئی دعوا اپنی محبت کا اثبات کیا اور نام اپنا نیکنامون کے
دفتر میں لکھوا دیا بیت محبت ملین جنہوں نے جی گنوایا ؛ انہوں میں سے
قرا صنبی کا پایا ؛ اور بعضی کتابوں کی رو سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ راجا بہرتری
کے دو جورو تھیں اور دونو کو چاہتا تھا ایک تو سیر آخور کی محبت کے نتیجے
سے کوٹھی سے گر کر ہلاک ہوئی نام اوسکا سیتا تھا دوسری جو راجا کے مرنے
کی خبر سنکر بلا توقف مر گئی وہ پنگلا کر کے مشہور تھی قصہ کوتاہ راجا بہرتری اوس قاسم
کے مرنے کے بعد غیرت سے یا اوس صالحہ کی سوت کے غم سے سلطنت
کو چھوڑ صحرائی تجرد کا راہی ہوا آخر منزل مقصود کو پہنچا ریاضت و عبادت کی کثرت
سے نور ہدایت اوسکے باطن میں پیدا ہوا پردہ تاریکی کا دیدہ دل کے آگے
سے اٹھ گیا دوست کا جمال دمبدم دیکھنے لگا اجل کے صدمے سے بھی بحیات
جاودانی کے حوصلے میں مقیم ہوا سبب اسکا یا وہ امرت پہل ہے یا عبادات شاقہ
فرض ہنود کے نزدیک وہ اب تک جیتا ہے اور چھپے چھپے عالم سفلی کی سیر کرتا ہے
بیت ملی خضر حیات جاودانی ؛ حقیقت اونکی بار ہو گئی جانی ؛ جب یہ راجا
بہرتری نکل گیا ملک بے والی ہوا پھر ایسا کون تھا کہ دیوتا کے شہر سے خلق اللہ
کو بچاتا چنانچہ اطراف مملکت میں ہزاروں غارت ہو گئے اور آدمیوں کو

اذیت حد سے زیادہ ہونچنے لگی شہر اصبین مین بھی پرتھیپال نام ایک
دیو جسکے فرمان بردار بہتیرے دیو مردم آزار اور اکثر عفریت آدم خوار تھے وارد
ہوا اور وہان کے لوگون کو ستانے بلکہ کھانے لگا اکثر تو اوسکے کام و ناکام
کے لقمے ہوئے اور بہتیرے اپنی جان بچا کر وہان سے بھاگ نکلے وہ شہر
آباد کہ برابر ایک مملکت کے تھا تھوڑے دنون مین اوجاڑ ہو گیا آنچ
سے کہ ولایت بہوالی حکم تن سب سے سرکار کہتی ہے بیت جوانان سے
ہنگامہ جہان کا وقارغ نہو سے جوتن پر توجہ بہ خوار ہے جب اوس ملک کے
باشندے بہت سے وہ بیرحم کہا چکا تب وہان کے سردارون نے
آپس مین مشورت کر کے اوس سنگدل سے یہ التماس کیا کہ اپنی خورش
کی تعین کر دو تا ایک آدمی اپنی باری مین حاضر ہو دے اور باقی اشخاص اوس
زور آفت سے بچے رہین یہ بات اوسنے قبول کی اور فرمایا کہ اپنی باری کے
دن وہ شخص مسند حکومت پر حکمران ہو اور سارے ارکان دولت اوسکے
حکم سے اسی طرح ہو الی اوس روز تا شام جاری رکھین بلکہ ہر شخص ایک بات
کہا بھی اوسکے تکرار نکرے اور سر اطاعت اوسکے آگے دہرے جب رات دی کی
تب وہی شخص میرا لقمہ ہو دے سبھون نے بسبب ضرورت اس بات
کو قبول کیا اور اہل شہر پر اس نوبت کو قرار دیا چنانچہ ہر روز ایک شخص
اونمین سے اپنی باری کے دن تا شام سلطنت کرتا اور وقت شب
اوسکا لقمہ بنتا اور باقی باشندے شہر کے باورچی خانے کی بکریون کے مانند
مترصد یا کشتہ کے رہتے ایسے بار دو جو اپنے احوال پر نگاہ کرو تو بھی صورت

تمہاری عفریت اجل کے ہاتھ سے ہے چنانچہ نوبت بنوبت ہر ایک کوتن
سے اوسکا لقمہ ہوتا ہے پس اوقات اپنی غفلت مین کہوتا ہے جان لو کہ کوئی
متنفس اوسکے ہاتھہ سے نہ بچیگا اور سلامت ہمیشہ نہ رہیگا قطعہ جہان کس سے
کرتا ہے بہائی وفا تو خالق سے بس اپنے دلکو لگا ٭ جہان کی نہ عنا تو امید رکہ
رکہا ہے مین تجہہ سے بہت پال کر ٭ جب ایک مدت اس پر گذری اتفاقات
سے ایک جماعت بنجاروں کی گجرات سے آکر اجین کے قریب دریا کے کنارے
اوتری بیر بکرماجیت بہی بالعہدہ نوکری اوس سفر مین بنجاروں کا رفیق تہا جب رات
ہوئی بہت سے گیدر اپنی عادت پر بولنے لگے ایک گیدڑ اپنی زبان مین یون
کہنے لگا کہ بعد دو تین گہڑی کے ایک مردہ اس دریا مین بہتا ہوا آتا ہے چار لعل
بیش قیمت اوسکی کمر مین بندہے ہین اور ایک فیروزی کی انگوٹھی انگلی مین جو
کوئی اوس مردے کو نکال کر مجھے کہلا دے سلطنت ہفت اقلیم کی اوسکے ہاتھ
آوے بیر بکرماجیت چرند پرند کی بولی سمجہتا تھا اوسکا کلام سنکر دریا کے کنارے
آکر منتظر کہڑا رہا بعد دو ساعت کے کیا دیکہتا ہے ایک مردہ دریا مین بہتا
چلا آتا ہے وونہین اوسکو اوٹھا لیا انگوٹھی اوسکی انگلی مین دیکہی اور لعل کمر مین
پائے تب گیدڑ کے تئین سچا جان کر اوس جسم بیجان کو اوسکے آگے لا کر ڈال دیا
اور آپ امیدوار سلطنت کا ہوا دوسرے دن اجین کی سیر کو گیا بسبب اسکے
کہ وہ اوسکا مسکن مالوف تہا ہر کوچہ و بازار مین پہرنے لگا جب ایک کمہار کے
دروازے پر پہونچا کیا دیکہتا ہے کہ سواری مع تجملات شاہی وہان کہڑی ہے
اور سب لشکر اور دولت بہی اسباب سمیت حاضر ہین اور یہ چاہتے ہین کہ اوسکے

بیٹے کو ہاتھی پر سوار کر کے قتلگاہ کی طرف لیجاتے ہیں طرفہ تر یہ ہے کہ ماں باپ اوسکے
گریبان چاک کیے دو دلہنے پر کھڑے خاک اوڑاتے ہیں اور اشک خونیں
اپنی آنکھوں سے مسلسل بہاتے ہیں پیر کرامت یہ حالت دیکھ کر حیران ہو
کہ یہ تو سب اسباب شادی کے ہیں پھر گریہ وزاری کس باعث آخر [illegible]
ماجرے کو کسی سے دریافت کیا بعد اسکے کمہار کے گہر جاکے پیر اور اوسکے بیٹے
کی جوانی پر رحم کر کے مخاطب ہوا کہ اے پیر مرد تو ہرگز غم نہ کہا اور بالکل نڈر ہو کہ میں
تیرے بیٹے کے عوض اوس دیو کے آگے جاتا ہوں با مدد الہی سے اوسکو مار
خلق اللہ کو اوسکے پنجۂ ظلم سے چھوڑاتا ہوں یا مارے جاکر بہشت کی نعمتیں
مزے اوٹھاتا ہوں کیونکہ جو کوئی کسی کے بدلے مارا جاوے البتہ اوس عالم
میں راحت ابدی پاوے پھر سنا کمہار اور اکثر اشخاص بولے کہ ہم کیا انسان
ہے کہ ایک مسافر کو ناحق لقمۂ دیو مردم خوار کا بنائیں بالفرض اگر آج لون کیا
نوالہ بنا کر پہنچے بیٹے کس کو اوسکے عوض پہنچتے بہتر یہی ہے کہ اور دن کیطرح
پہنچا دیں تقدیر کا سکے دل آپ جا حاضر ہووے القصہ پیر کرامت فی الحال
[illegible] شہدہ کو کہدر کے اوس کمہار کے بیٹے کی نوبت
[illegible] پوشاک شاہانہ پہن کر عطر پاکیزہ سے پھر سلاح و یراق
[illegible] و تجمل سے شادیانے بجاتا قلعہ
[illegible] ارکان دولت لشکر [illegible]
[illegible] غزل ہو رہے اور سب
[illegible] کے اوس

دروازے پر کہ جو دیو کی گذرگاہ تہا مہیا کیے لیکن بیر بکرماجیت کی پیشانی
پر آثار سلطنت کے نمودار جو دیکھے تمام دن اوسکی سلامتی کے لیے دست
بدعا رہے جب رات ہوئی دیو نے بدستور وہان آکر بخواہش تمام وہی نفیس
نفیس طعام زہرمار کیے اور شربت بہی انواع و اقسام کے پیے بعد اسکے اندر
گیا دیکہا کہ ایک جوان نہایت وجیہ تخت پر بیٹہا ہے چاہتا تہا کہ آگے
بڑہے بیر بکرماجیت دیکہتے ہی اوس سے مستعد جنگ کا ہوکر اوٹہ کہڑا ہوا
اور دونون مین کشتی ہونے لگی کبہی دیو غالب ہوتا تہا کبہو وہ آخرکار
کشتی سے گذر گیا تب بیر بکرماجیت نے تلوار میان سے لی کہ کام اوس
نابکار کا تمام کرے دیو شامل ہوا کہ یہ جوان بہی بڑا زور آور قوی ہیکل ہے
اس سے صلح کیجیے اور راہ نجات کی ڈہونڈیے یہ سوچ کر لڑنے سے باز رہا
اور یون مخاطب ہوا کہ اے جوان تو نے میری ضیافت آئین شاہانہ
کی کہانے لذیذ لذیذ کہلائے اور شربت لطیف لطیف پلائے تہا مینے
بہی تیری جان بخشی کی بلکہ تیری خاطر سے تمام شہر کو امان دی اب ہمیشہ
ہمایون سلطنت اس ملک کی تجہکو مبارک ہو کسی اور کو قابل اس امر کے
نہ دیکہا تہا جب کوئی مہم تجہے درپیش ہووے یاد کیجیو بلاتوقف اوسکا انصرام
ہو جایا کریگا کیونکہ مین تیرا دل سے دوست اور ہواخواہ ہوا لیکن ہمیشہ
وقت تیرا شریک ہونگا بلکہ تیرے عوض آفت اپنے سر پر لونگا بیر بکرماجیت
[illegible] مین چاہتا تہا کہ تجہے جان سے مارون [illegible]
[illegible]
[illegible]

اور تجکو بہل کیا یس تقاضا محبت کا یہ ہے کہ تو یہان سے چلا جا جب
ضرورت پیش آئیگی تجکو بلا بہیجونگا عفریت بعد اس کلمہ کے کلام کے اجین سے
چلا گیا علی الصباح لوگ جو قلعے مین آے اوسکو جیتا دیکہکر حیران رہ گئے
یہ بہی تو انسان ہی تہا بہر کیونکر اوس دیو مردم خوار سے بچ رہا بلکہ اوس پر غالب
ہوا شکر ہے قادر لایزال کا جس نے ایسا زور اور تہا ور جوان یہان بہیجا کہ اوسکی قوت
بازو سے ایسا ظالم اس شہر سے نکلا بہر تو خشاش بشاش ہوکر تمام اہل شہر
کو جا خبر کی امرا وزرا نے وہان آکر جو اوسکو زندہ دیکہا جانا کہ دیو اوس سے
بہد دیر اہوا اور بہیا کا شامل ہوے کہ یہ شخص کوئی قدسی نزاد ہے یا صلب
کسی بادشاہ بلند اقبال کا یا بیر بکرماجیت راجا بہرتری کا بہائی ورنہ انسان
کی کیا قدرت کہ اوس سے اپنے تئین بچا وے اور یہ تو محال ہے کہ اوسکو
بہگا دے بعد ان پرسش احوال سے معلوم ہوا کہ بیر بکرماجیت ہے لیکن
اوس سے نکلے ایک مدت جو گذر گئی تہی پہچانا نجاتہا آخر کردار و آثار اوسکے
دیکہ بغور بہت شاد ہوے کہ خدا کا شکر ہے دیو کی تسلط اس نکبت سے گیا
اور حق حق دار پہونچا تہ بیہوش سے کہ کر خدمت باندہی اور اطاعت اوسکی اپنے
پر لازم کی امور مملکت بخوبی جاری ہوے تمام سرکش ظلم و سرکشی سے کنارے
ہوئی ہر ایک نے موافق اپنے حوصلے کے مجلس نشاط ترتیب دی مشغولات تعیش کا
مشغل چلنے لگی شہر میں کوئی گہر نہ تہا جہان مبارک سلامت نہ تہی اور کوئی
مجلس تہی جسمین ناچ راگ کی صحبت نہ تہی بیر جوان کا غنچہ خاطر وا ہوا اسکا
غنچہ لعد ... بلبل گرایا جنبند سے شہر کے ایک سخت شاد ہوے کا سا

بجے سرست آباد ہوے نغمہ پردازون کی صداسے گنبد فلک گونج اوٹھا
سازون کی نواسے فرش سے لیکے عرش تک بہر گیا رقاصون کی گتین دیکہ کے
زہرہ کو سوت چہا گئت آنے لگی اور اونکی چہک تمک کی ادا سے بجلی کی سرت
جانے لگی عجب طرح کا جشن اہل شہر نے کیا کہ اندر کی سبہا کا ہوش کہو دیا کوچہ
بکوچہ نوبتین بجنے لگین گہر بگہر شادیان مچ گئین آخر فوج نشاط و انبساط کی یہ کثرت
بڑہی کہ سپاہ درد و غم سب کی سب پایمال ہوئی ابیات لگے بجنے قانون و مینا
و رباب ☆ بہا ہر طرف جو سے عشرت کا آب ☆ لگی تہاپ طبلونکی مردنگ کی تا
صدا اونچی ہونے لگی جہانجہ کی ☆ گاجون کو ساز نگیون سے نسبا ☆ خوشی سے ہر ایک
اونکی سر مین ملا ☆ لگا سوم تارون پہ سنہہ جہانجہ کے ☆ تنبورون کے سر کہنچے یک
رنگ کے ☆ ستارون کے پردے بنا کر درست ☆ بجانے لگے سب وہ
چالاک و چست ☆ ہر ایک گہر مین تہا سطربون کا ہجوم ☆ پڑی ناچ اور راگ کی جگ
مین دہوم ☆ فلک پر بہی سازونکی پہونچی گمک ☆ اوٹہا گنبد چرخ سارا دہمک
اتفاقاً وے دن ہولی کے تہے چنانچہ ہر مجلس مین رنگ بہی پڑنے لگا اور گلال
عبیر اڑنے قمقمے جدہر تدہر لگے مارنے اور آپسے ہر طرف لگے پکارنے
رنگت ہر ایک کے منہہ کی ارغوانی ہوئی اور پوشاک زعفرانی لطف عبیر اسقدر
خاک اوپر گرا ☆ طبق ایک زمین کا عبیری ہوا ☆ پڑے ایسکہ ہو ڈل گہر جا
لگئے جیسے تارے زمین پر چمک ☆ القصہ راجا کے تخت سلطنت پر بیٹہنے
کے بعد قدر دانی اوسکی دیکہکر وزیر امیر سردار اہلکار سرور ہوے اور لطف
و کرم سے اوسکے اکثر مقدور صاحب مقدور ہوے طریقہ فریاد کا جہان سے

اوٹہہ گیا۔ الٹے کا ملک ازبسکہ رہتے انکا سبب تہا عدل کا اوسکے جابجا
یہ شہرہ مسافرون کی چوکی لگی رہتے چورونکو کوئی پتہ نہ تہی اور قفل کا بہیکو ہے نہ دیکر
مین دروازے اب یہ بیان سنکے رسید جتنی مسے بہی اوسکی سپاہ ورعیت کو
مرفہ حال کردیا اور اوسنے فقرا غربا کا گہر بار بہردیا پہر تو ہر متنفس اوسکے
حق مین صبح و شام دعا کرنے لگا اور ہر ایک شخص مدام اوسکی مدح و ثنا کرنے ایام
ریاست مین اوسکے ہمہ وقت پر برسا کیا کمال کہ یہ نوبت بافرا غلبہ ایک متنفس بہا
فاقہ کشی سے نہ کیا ہر آسمان ہر دست انداز کوئی نہوسکا ظلم و ستم کا رستہ مسدود
ہوگیا دزدی و رہزنی کا جانا مفقود ہوگیا بیت ہر ایک عہد مین اوسکے امن
تہا ہر دروازہ خانہ ہر کو دو نہ دن تہا کسی کا کسی راجا بہہ تہا نہ چورون کا ڈر نہ خوف لٹ جانے کا
کہلین رہتی تہین رات بہر ازبسکہ راجا کو سوا علم عمل ظاہری کے حقیقی
باطنی بہی تہا بسبب اوسکے ہر ایک کے دل کا بہید جان لیتا تہا اور غیب دانی بہی تہی چنانچہ
گذشتہ و آیندہ کی بہی اکثر خبر دیتا تہا ابیات ہر ایک راجہ و راجا کا سردار تہا وہ
وہ اپنے زمانے مین اوتار تہا شجاعت و ہمت بہی اوسکی ایسی تہی کہ دکہن
اور تلنگ بنگالہ و بہار گجرات سومنات تک لے لیا حکام کو وہان کے
اپنا محکوم کیا آخر راجا سکہوپت کو مار کر دلی بہی چہین لی تا کامل عمل کر لیا
احوال راجا سکہوپت کے مارے جانیکا سابق اس سے لکہنے مین آیا ہی
الغرض راجا کو ازبسکہ سعادت خلقی و قبیی تہی بسبب اوسکے حاجتمند ہر ایک
محتاج کی اور ہر اوسی صاحبان مراد کی بلا مہلت بر لاتا کوئی اوسکے در
سے محروم نہ جاتا بلکہ بعضے بعضے مطالب و مقاصد اہل غرض کے کرتوت

بشری سے خارج و احاطۂ عقلی سے باہر ہے اون سے بھی منہ نہ موڑتا تھا
اور بوجہ احسن سرانجام کردیتا چنانچہ اوسکی حاجت روائی کی نقلین عجیب عجیب
کتنی کتابون مین لکھی ہین لیکن سنگھاسن بتیسی مین بیشتر کیونکہ اس کتاب مین
فقط اوسی راجا عالی ہمت کا احوال ہے کسی اور کا نہین باوجود اسکے اکثر
اشخاص ہندیون کی مجلسون مین اونکو مجلس افروز سمجھکر بیان کرتے ہین اور وے
اون کے مضامین بخوبی دہیان کرتے ہین سچ ہے سنت بدل اہل سلف
کی واردات ایکدن کام آئیگی تیرے یہ بات جب راجا بکرماجیت دار فانی
سے سراپردے جاودانی کو گیا پانسو پچاس برس کے بعد راجا بھوج نام ایک راجا
بڑا نیک ذات خجستہ صفات صاحب عدل و داد عالی نژاد مالوے کا حاکم ہوا
اور سرسچ پنڈت اوسکا دیوان بھی نہایت خوش نیت و نیک دیانت
تھا اسی واسطے راجا نے اوسکو اپنا کلیۂ عقل و مدار المہام مقرر کیا تھا
الغرض حکایات و نقل عجیب و غریب اس راجا عالی مقدار اور اوسکے
وزیر با تدبیر کے بھی بعد راجا بکرماجیت کے زمانے مین تا ہنوز شہرت
رکھتی ہین اتفاقاً ایک دن راجا بھوج شکار کھیلنے ایک جنگل مین گیا تھا وہ دیکھتا
کیا ہے کہ بہت سے لڑکون نے ایک طفل خوردسال کو بادشاہ اور ایک کو
وزیر ایک کو کوتوال ٹھہرا کر تمام عملہ و فعلہ سلطنت کا اونکے سپرد کیا ہے اور
کھیل ہی مین بادشاہ بھی اونکا ایک نشستہ پر متانت و حکومت سے
بادشاہون کی مانند اجرائے امور سلطنت و احکام عدالت مین مشغول ہو رہا
ہے راجا کے آنے سے اصلا متردد نہوا اسیطرح سے بے پروا ہو بیٹھا رہا مشہور ہے

کہ اس بادشاہ بادی نے لعل کی چوریکا جھگڑا جو کسی بادشاہ دالاجاہ سے
انفصال ہوا تھا اوسکو اس خوبی سے چکایا تھا کہ عقلاے زمانہ حیران و سر
بتصویر نگران رہ گئے تھے راجا اس ماجرے کو سنکر اوسکی حکومت کو دیکھکر
متعجب ہوا اور بولا کہ اوسکو میرے پاس لے آو جب اوسنے پشتے سے نیچے اوتارا
راجا کی ہیبت اوسپر غالب آئی لڑکون کی طرح رونے لگا پھر راجا کے حکم سے پشتے
پر لیگئے بدستور سابق جسطرح حکمرانی کرتا تھا پھر کرنے لگا راجا نے یہ حالت اوسکی
دیکھکر فرمایا کہ یہہ تاثیر اس پشتی کی ہے اس لڑکے کا یہ حوصلہ نہین اسکو جلد کھودو
حسب الحکم اوسکو کھودا ایک تخت جواہر نگار نہایت اسلوب دار نکلا تب تو مہاراج
کو یقین ہوا کہ سبب حکمرانی کا اسکی فقط یہی تخت تھا والا یہ بیچارہ لڑکا اس عدالت
و حکومت کو کیا جانے آخر کمال خوش و خرم ہو کر اپنے دارالسلطنت مین لیگیا
چاہتا تھا کہ اوسپر پاؤن رکھے کہ بتیس پتلیون مین سے ایک پتلی خدا کے حکم
سے بول اٹھی کہ اے راجا بھوج یہ سنگھاسن راجا بکرماجیت کا ہے تو اوسکا
ساکا کرے جب اوسپر بیٹھے راجا اوس کے بولنے سے متحیر ہو کر کہنے لگا اے
پتلی وہ کونسا کام نادر راجا بکرماجیت نے کیا ہے بیان کر غرض بتیس پتلیون نے
بتیس کہانیان عجیب و غریب راجا بھوج کے سامنے کہین راجا اونکو سنکر ساکت
رہ گیا اور پنچ پنڈت نے اونکو سنسکرت کی بھاکھا مین سنجولی لکھا پھر اوس
مجموعہ کا نام سنگھاسن بتیسی رکھا چنانچہ وہ کتاب اسوقت الاان ممالک محروسہ
مین مشہور ہے بہت سے لوگ اوسکے کام زیر فلک بیٹھک دمن
سنگھاسن کو ملک پایا مین سے دانایان روزینہ تا ان کی تعداد نے مقرر کیا

جو بادشاہ و رئیس کہ بسبب کارہاے عمدہ شہرۂ آفاق ہوجاے اور اوسکا نظیر عدل و
انصاف مین کم ہاتھہ آسئے تاریخ اوسکے جلوس کی اطراف و اکناف مین شائع ہوا اغلب
کہ حاکمان عصر اوسکے رویے پر چلین اور امور خلق کو اوسی نہج سے انتظام دیوین چنانچہ
بہتیرے راو اور کتنے راجا عظیم الشان مملکت ہندوستان مین گذرے مین تاریخ
ہر ایک کی اونمین سے اونکی سلطنت ہی تک رہی جبکہ وہ صفحہ ہستی سے
اوٹھہ گئے وہ بہی نیست و نابود ہوگئی مگر تاریخ راجا جدہشٹر کی کہ جابجا مشہور ہوئی
تہی الحال بہی موجود ہے چنانچہ سابق احوال اوسکا کچھہ کچھہ لکھنے مین آیا ہے پہر راجا
بیر بکرماجیت بہی کہ صفات محمودہ سے موصوف اور ملک ستانی و حاجت روائی
مین معروف تہا تاریخ اوسکی بہی جلوس کی مالوے کی سلطنت سے یا جس وقت
کہ راجا سکہہ پت کو مار سلطنت دلی کی چہین لی تہی راجا جدہشٹر کے تین ہزار
چوالیس برس کے بعد اہل ہند کے دفترون مین ثبت ہوئی اور اتنا کہ
اٹہارہ سے کئی برس اوسکے عہد کو گذرے ہین نام اوسکا اور راجا بہرتری کا
صفحہ روزگار سے حک نہین ہوا اغلب کہ تا اقتضاے زمانہ باقی رہے
بیت جو ہوا اس دہر مین ہو سکتا ہم تا ابد زندہ رہیگا اوسکا نام پس ہر اہل
حشمت و صاحب ریاست کو لازم ہے کہ حاجت روائی خلق مین اوقات
بسر کیا جاے اور لالچ کو کام نہ فرماے کیونکہ دنیا کی جاہ و حشمت کا کچھہ اعتبار نہین
اور اوسکو مطلقاً و اصلاً قرار نہین ہستی اوسکی سراپا نیستی اور آبادی اوسکی
سر بخرابی گل اوسکے چمن کے خار دار اور نسیم بہار سموم گرد اجسکو اوسنے
دولت و نعمت سے کامران کیا آخر اوسیکو افلاس و آلام سے سرگردان کیا

بیت سمندپال اوسنے جسکے کام مین پہ زہر گہولا آخر اوسکے جام مین ٭ اکبرنامے
مین لکہتا ہے کہ راجا بکرماجیت نے اواخر عمر ارادہ ملک گیری کا کیا اور دکہن
مین جاکر سالباہن سے لڑا اتفاقاً اوسکے ہاتہہ گرفتار ہوگیا جب دیکہا کہ وہ قتل
کرتا ہے ملتجی ہوا کہ میرے سن اور تاریخ دفتر روزگار سے معدوم نہووین یہی سوال
ہے اور بس سالباہن نے اسکو قبول کیا اور بدستور سابق اونکو بحال رکہا مگر خیال کیجے
اب تک بھی زمانے مین رایج مین اور سن راجا سالباہن کے اسواسطے رہے
کہ ایسے راجا بے عالیشان رفیع المکان کو اسیر کرکے اوسنے قتل کیا پر راجا
اور راج ترنگنی مین یون نہین لکہا بلکہ اوسکا مرنا سمندپال جوگی کے ہاتہہ سے
ثابت کیا ہے تقریر اسکی یون ہے جب راجا بکرماجیت دولت و ریاست سے
کامیاب و کامران ہوچکا ایک مدت مدید سلطنت اوسنے کی اور راحت خلق
بخشی آخر گلشن جوانی کو صرصر پیری لگی اور قامت اوسکی سرو سی بڑہاپے کے
صدمے سے جہک گئی چہرے پر جہریان پڑین انکہون کی بینائی گہٹی دانت
ٹوٹ گئے کان سننے سے رہے دماغ ضعیف ہوگیا حواس مین خلل پڑا گوشت
بدن پر نرہا استخوانون پر پوست رہ گیا زندگی بر قرار مرگ ہوگئی حرکت غیر کی
موقوف رہی بیت نہیت شیرین ہے جگ مین زندگانی ٭ اگر دایم رہے
عہد جوانی ٭ اسی حالت مین سمندپال جوگی شراجا دوگر سنتر جنتر سیکڑون
اوسکو یاد طلسم کے فنون مین اوستاد جسکو چاہے بات کہتے مین ودہلے
آن مین دیوانہ کر دے ساتہہ اسکے علم خلع بدن مین بہی بڑی دستگاہ
رکہتا تہا بارے کسی ڈہب سے راجا کی صحبت مین دخل ہوا اور اپنے فسانہ و فسون

سے اوسکو فریفتہ کیا بلکہ وزرا امرا کو بھی مسخر کر لیا غرض اسقدر مسلط ہوا کہ راجا
اور ارکان دولت اوسکے کہنے سے سر مو تفاوت نکرتے تھے اور اوسکے
جادۂ اطاعت سے ایکقدم باہر نہ دہرتے تھے ایکدن مکر و فریب سے راجا کو کہنے لگا
کہ بدن عنصری تیرا بسبب پیری کے نہایت زار و ناتوان ہو گیا ہے طاقت
حرکت کی بھی نہین رہی صلاح یہ ہے کہ خلع بدن کا طریقہ مجھہ سے سیکھہ کر اس
جثۂ ضعیف کو چھوڑ اور کسی جوان کے پیکر قوی مین کہ روح اوس سے تازہ جدا
ہوئی ہو در آ تا دوبارہ دولت جوانی و لذت جسمانی سے بہرہ مند ہو راجا کے ایام
زندگانی تمام ہو چکی تھی فوراً جوگی کے دم مین آگیا اور اوس علم کو اوس سے
سیکھہ کر اپنی روح کی نقل ایک جوانمرگ کے جسم مین ڈال دیا جوگی تو اس
علم کا مشتاق تھا وہین اپنی روح اوسنے راجا کے جسم مین ڈال دی اور بلا توقف
اوسکو قتل کیا پھر تخت حکومت پر قایم مقام اوسکا ہوا بیت بہتیرے گرسے
خاک کے چڑھ گئے ہین فلک پر ۔ اور چرخ کے ساکن ہوئے ہین خاک
مین رل کر ۔ ہر چند کہ یہ حکایت مشہور ہے لیکن اہل خرد اور صاحبان
تمیز اسکے قائل نہین اسکو ٹھیک نہین جانتے کیونکہ روح ایک ماہیت
مجردہ و لطیف ہے بذات خود پیری و جوانی و ضعف ناتوانی سے مبرا
مگر بواسطہ بدن وے کیفیتین اسپے عارض ہوتی ہین ہرگاہ کہ راجا کا بدن
بسبب پیری کے ناتوان ہو چکا تھا اور حواس و قوی بھی جواب دے چکے
تھے پھر کیونکر جوگی کی روح نے اوسکے بدن مین آکر جوانی کی حالت بہم
پہونچائی اور مصدر افعال مطلوبہ کا بخوبی ہوئی اس لیے کہ قوت و لقاہت

اوسکی موقوف بدن پر ہے سواے اس بات کے تمدیت پر یہ بھی ایک
دلیل ہے کہ جب راجا کے جسم سے جوگی کی روح نے علاقہ پکڑا پہر سندپال اوسکو
کہتا کسواسطے تہا کیونکہ علاقہ نام کا تشخص خاص سے ہے وہ بدون جسم کے ہوتا
نہین اور روح کچہہ محسوس نہین کہ اوسکو زید یا عمر کہکے پکارے یہ بات اگر فی الحقیقت
ہوتی تو راجا بکرماجیت ہی اوسکو کہتے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکایت خلع بدن
کی صحت نہین رکہتی لیکن سندپال جو اوسکا انیس و جلیس جمیع اوقات تہا سوا
اسکے سحر و جادو کے سبب ہی راجا کو اوسنے بہوت کر دیا تہا ساتہہ اسکے
ارکان دولت بہی اوس سے گرویدہ تہے جب راجا اپنی موت مر چکا یا سالباہن
نے اوسے مارا اہلکارون نے متفق ہوکر اوسے تخت پر بیٹہا دیا غرض جیسے
کہ راجا بکرماجیت کی پیدائش مین اختلاف ہے ویسا ہی اوسکے مرنے مین
بہی چند در چند ہے بیت کیا فائدہ کو حشر تک اسے یار تو جیتا رہا ❊
ہوتا ہے آخر نصیب دشمن ایک روز لقمہ موت کا ❊ کہتے ہین کہ راجا کی عمر
گیارہ سو برس کی ہوئی اور دلی کی سلطنت نو برس کی پہر راجا سمندپال
کہ مملکت نمر چہوڑ کر پایہ سلطنت کا ہوا ابتدا مین بظاہر دن رات عبادت
مین لگا رہتا تہا پر باطن مین اپنے ساحت سے ہمیشہ جدا رہتا تہا لوگون سے
فقط کہانے کو نہ برگ سادہ تہا لیکن دل مین اوسکے کچہہ اور ارادہ تہا خاکساری
اوسنے پر واسطے خاکساری کے لیتی تہی بلکہ اپنے باطن کی کدورت ظاہر کی
سنی بصورت درویش تہا لیکن بمعنی دنیا کی کوفت سے دلریش تہا چنانچہ
اوسکو خدا سے لایزال کا تہا وہ جنبل مال ہندہ سر سال کا تہا اگرچہ زبان ظاہر کی

اوسکی بندہی تہی پریشان باطنی کیا کیا کچہہ کہتی تہی چہرے پر اوسکے بہبوت
لگا تہا لیکن دلکو اوسکے بہوت لگا تہا جبپہ اوسکی دہو کے ٹٹی تہی ریاضت
اوسکی خاک اوڑہنی تہی دست ظاہر اوسنے دنیا سے اوٹہایا تہا لیکن دل کا ہاتھ
اوسکی خواہش مین پڑا یا تہا چشم ظاہر بین اوسنے دنیا کی طرف سے موند لی
تہی پر آنکہہ دلکی اوسکے انتظار مین کہول رہی تہی ظاہر مین شیرون کی شکل بنا رہا تہا
لیکن باطن مین وہ دنیا کا کتا تہا ابیات حرص دنیا سے ہو باطن مین بری ٭
ورنہ لا حاصل ہے فقر ظاہری ٭ اے تپشی دل سے لے صاحب کا نام ٭
ورنہ توتا بہی سکہے ہے رام رام ٭ ہاتہ مت بہر ریاضت کر بلند ٭ اے مرائی
مکر کی ہے یہ کمند ٭ باطن اپنا صاف کر لے اولا ٭ جب بہبوت اپنی بدن
تو لگا ٭ سب کے مالا ہاتہ مین مت دے دغا ٭ اپنے داتا سے تو ولین لو لگا ٭ جگت
مین اوس سا کوئی بہی ہے بد نہاد ٭ دین کے بدلے لیکے دنیا جو ہو شاد ٭ اسکی
آرایش پہ اے غافل نہ بہول ٭ جز غم و حسرت نہین اوسکا حصول ٭ اسکی دولت
کو نہین ہرگز قیام ٭ صبح گر آئے تو پہر جاوے گی شام ٭ دولت عقبی کو دائم
ہے بقا اونکو اس فانی کے پیچہے مت گنوا ٭ غرض بہترے کم عقل فنون سازی
کے باعث اوسکے دام مین آگئے اور کتنے ناقص شعبدہ بازی کو اوسکی کرامت
سمجہکر سر جہکا گئے سیکڑون کیمیا کے لالچ سے اوسکی خاک پا ہوئی اور ہزارون
کشتے کی ہوس سے اوسکی صحبت مین ہو سے حاصل یہ ہے کہ ایک عالم اوس
مکار کا گرفتار و فرمان بردار ہوا ریاضت سے جو نتیجہ اوس سے مطلوب تہا
سو ملا یعنے حصیر گدائی چہوٹا اور تخت بادشاہی ہاتہ لگا لیکن فی الحقیقت گو گرد

عمر کو گنوایا اور آہن تنگ آلود کو کیا بلکہ آسمان کو چھوڑا اور زمین کو پکڑا اور واہ
تھوڑی سی زندگی پر اور چند روزے عیش کی خاطر سندر پال نے وہ بہت سی
دولت اور فقیر کی ملکیت گنوا کر کس کس محنت و مشقت سے سلطنت و دنیا حاصل
کی آخر حسرت و ندامت سمیت ملک عدم کی راہ لی بیت سد نہ جیکو صبح کی
نے شام کی ٭ بجز کی زندگی کس کام کی ٭ مدت اوسکی سلطنت کی چونتیس برس
دو مہینے پھر راجا چندر پال بیٹا راجا سندر پال کا پینتالیس برس اور پانچ
مہینے تخت حکومت پر مقیم رہا آخر مسافر راہ عدم کا ہوا راجا نتن پال بن راجا
چندر پال نے اکاون برس اور پانچ مہینے کوس حکومت بجایا آخر ملک عدم
کو کوچ کیا راجا دیس پال ولد راجا چندر پال سینتالیس برس دو مہینے
فرمان روائی کرتا رہا ندان دنیا سے گذر گیا راجا نرسنگ پال راجا دیس پال
کا بیٹا اڑتالیس برس تین مہینے سلطنت سے کامیاب رہا بعد اسکے حسرت
و ندامت ساتھ لیگیا راجا سوہن پال ولد راجا نرسنگ پال نے
سینتیس برس گیارہ مہینے راج کیا آخر سب کچھ چھوڑ گیا راجا لکھن پال ابن
راجا سوہن پال اڑتیس برس تین مہینے اپنے باپ کا قائم مقام رہا اور سلطنت
کو انتظام دیا گیا راجا امرت پال راجا لکھن پال کے بیٹے نے ستائیس
برس چھ مہینے حکومت کی اور عدل و انصاف سے خلق کو آسائش دی راجا
بلنی پال امرت پال کا بیٹا اٹھائیس برس دو مہینے حاکم رہا آخر الامر سکنہ
میں جا بسا راجا گوبند پال ولد راجا بلنی پال پچپن برس پانچ مہینے تک
کاروبار مملکت میں مشغول رہا اور رعیت کو داد و دہش سے نواز گیا

راجا ہر پال بن راجا گوبند پال نے چوبیس برس نو مہینے ریاست
کی اور خلق کو عدل و داد سے راحت بخشی راجا بھیم پال ہر پال کے
بیٹے نے اڑتالیس برس آٹھ مہینے امور مملکت کو انتظام دیا بعد اوسکے نیستی
مین جا بسا لیا راجا گوبند پال راجا بھیم پال کا بیٹا بعد اپنے باپ کے
اکیس برس دو مہینے قلعہ کشائی اور ملک آرائی کرتا رہا آخرکار ملک عدم کا
راہی ہوا راجا مدن پال ولد راجا گوبند پال ستائیس برس نو مہینے
ملک ستانی مین رہا ندان فانی ہو گیا راجا کرم پال بن راجا مدن پال
نے پینتالیس برس پانچ مہینے جہانداری مین اپنی اوقات گذاری آخر عدم
کی راہ لی راجا بکرم پال راجا کرم پال کا بیٹا جب باپ کے قایم
مقام ہوا ملک گیری پر اوسنے کمر باندہی اکثر حاکمون کو اپنا محکوم کیا اور خراج
اونسے لیا لیکن اسپر بہی حرص ملک گیری کی اوس سے نہ گئی چنانچہ فوج
کشی کرکے اکثر بلاد پر چڑھ جاتا اور اقبال کی یاوری اور بازو کی زورآوری
سے فتح پاتا اسیطرح سے ایک مدت ملک آرائی و قلعہ کشائی اوسنے کی اور
فرمان روائی کو رونق بخشی جب اوسکی زندگانی فانی کے دن تہوڑے
رہے اور ارادۂ الہی مین یہ ٹھہرا کہ سلطنت اس خاندان سے اور قوم مین
جائے راجا مذکور بسبب غرور و رعونت کے بموجب تلوک چند مہراج کی راجا
پر چڑھ گیا وہ بہی اپنے لشکر کو آراستہ کرکے مقابل ہوا بڑی لڑائی ہوئی
خوب تلوار چلی ہزارون جوان مارے گئے بیگڑون دلیرون بہادرون
کے سر اتارے گئے کشتون کے انبار ہاتہیون کی [illegible]

اور لاشون کے تودے رزمگاہ مین سنارے بن گئے آخر مشیت ایزد تعالیٰ
سے راجا بکرم پال شکست کہا کر مارا گیا اور راجا تلوک چند فتح یاب ہوا
القصہ راجا بکرم پال نے چوالیس برس تین مہینے راج کیا سلطنت
اوسکی خاندان مین سمندر پال سے لیکر اوس تلک سولہ شخصون نے تین سو
پینتالیس برس کے بعد اوسکے اوگہر اسنے مین منتقل ہوئی بیت دنیا
سے تحقیق دار فنا ہ نہین اسکی دولت کو ہرگز بقا ہ کہ سیر چمن زار اور تو
کہان ہ نہ بہول ایکدم کے لئے غنچہ سان ہ دیکھ راجا تلوک چند بہرائچ
کا حاکم تہوڑے سے ملک کا مالک تہا کبھی اندرپرست کے بادشاہ
کو خراج دیتا تہا طاقت اوسکی نہ تہی کہ بکرم پال سے بہادر عالیجاہ بادشاہ
کو جسکے ساتھہ یہ فوج کی بہتایت اور اسباب جنگی کی کثرت شکست دیوے
فقط اقبال اوسکا یاور ہوا کہ اندرپرست کی سلطنت اوسے نصیب ہوئی
اور وہان کا بادشاہ ہوا لیکن مرگ نے امان اوسکو نہ دی ہمہ جہت دو برس
حکومت کی پہر راجا کاتک چند اوسکا بیٹا راج پر بیٹھا چار برس اور تین مہینے
جیا بعد اوسکے راجا رام چندر اوسکا خلف چودہ برس اور گیارہ مہینے
تک سلطنت کی نوبت بجاتا رہا آخر اس جہان سے کوچ کر گیا اوسکے بعد
راجا ادہر چندر رام چند کا چشم و چراغ اٹھارہ برس دو مہینے تک سلطنت
کا ضیا بخش رہا ندان صرصر اجل سے آگے جہونکے سے بجھ گیا پہر راجا کلیان چند بعد
راجا ادہر چند کا فرزند تخت نشین ہوا پندرہ برس اور سات مہینے تک
عیش و آرام اوسنے کیا آخر الامر دین فنا کی اپنا آگ کو سونپا بعد اوسکے

راجا بہیم چند ولد راجا کلیان چند اٹہارہ برس تین مہینے ملک ستانی و شمشیر زنی مین رہا آخرکار کشتۂ تیغ اجل کا ہوا پہر راجا لوہ چند بہیم چند کا خلف پچیس برس پانچ مہینے باغ سلطنت مین ثمر بخش رہا آخر کو داغ حسرت سینے پر لے گیا بعد اوسکے راجا گوبند چند لوہ چند کا بیٹا بائیس برس دو مہینے شراب دولت و حکومت سے سرشار رہا ناداں اپنی عمر کا پیمانہ بہر گیا پہر رانی ہیم دیوی راجا گوبند چند کی بیٹی کو تخت نشین کیا اس لئے کہ راجا مذکور کے بیٹا نہ تہا اہل کار جو اوسکے نیت نیک نہاد تھے حق نمک کو نہ بہولے وفاداری کا شیوہ گم نہ کیا اپنی مخدومہ کو تخت پر بیٹہا دیا اطاعت و فرمان برداری اوسکی قبول کی اور کمر خدمت سب نے محکم باندہی اہل خادم حسب الارشاد اوسکے امور مالی و ملکی کو انتظام دینے لگے اور اپنے اپنے اہلکاروں سے بخوبی کام لینے لگے لیکن اوس عفیفہ کو مرگ نے امان ندی ایک برس کے بعد جہان سے پر ارمان گئی القصہ راجا تلوک چند سے ہیم دیوی تک دس شخصون نے ایک سو پچپن برس سلطنت کی بہت مہلت کسی بشر کے تئین ایک زمان ندی ٭ ہر چند چاہا مرگ نے لیکن امان ندی ٭ دولت کہین دوبارہ بہی بخشی ہے الفلک ٭ لیکن کسیکی لی ہوئی پہر تو نے جان ندی ٭ پہر راجا پرتہم کہ گدائی سے درجہ بادشاہی کو پہونچا تخت نشین ہوا ماجرا اوسکا یون ہے کہ جب کوئی راجا گوبند چند اور رانی ہیم دیوی کے وارثون مین نرہا اور ملکت کو بادشاہ سے خالی دیکہا ارکان دولت دہواخواہان سلطنت نے متفق ہو کر باہم مشورت کی کہ امور مملکت کے انتظام کے لیئے اور سلطنت کے کام کے لیئے

فرمان روا ضرور ہے پس ہر پریم درویش کہ سراپا اخلاق و خلاصۂ آفاق ہے
ایک خلق اوسکی خدمت مین ارادت رکہتی ہے بلکہ امیر بھی اوسکے معتقد ہین
کسیکو اوسکی اطاعت اور فرمان برداری ناگوار نہوگی ہر ایک اوسکی خدمت سے کام
جانیگا اور کہا اوسکا واسطے انکا بہتر یہ ہے کہ اوسکو تخت پر بٹھائے اور نظم و
نسق مملکت مین جو اوسکا حکم ہو اوسے بجا لائے کیونکہ وہ درویش خدا پرست
و دانا بندگان خدا کی برائی نچاہیگا رویۂ عدل و انصاف کا بخوبی بناہیگا قصہ مختصر
وزرا امرا نے جا کر منت اوسکو حصیر گدائی پر سے اوٹھایا اور تخت پادشاہی پر
بٹھایا سات برس اور پانچ مہینے اوسنے سلطنت کی آخر ملک عدم کی راہ لی
راجا گوبند پریم سنے اپنے باپ کے بعد تخت سلطنت پر جلوس فرمایا
اور بیس برس تین مہینے تک خلق کو آرام پہونچایا بعد ازان اپنے بدن خاکی کو آگ
مین جلایا پہر راجا گوپال پریم گوبند پریم کا بیٹا قایم مقام اپنے باپ کا
ہوا پندرہ ۱۵ برس تین مہینے تک کاروبار سلطنت مین مشغول رہا آخر الامر اوسنے
بہی ملک عدم کا رستا پکڑا راجا مہا پریم گوپال پریم کا خلف بعد اپنے
باپ کے تخت سلطنت پر بیٹہا بظاہر امور ملکی و مالی مین مشغول ہی رہتا لیکن
باطن مین اوسے دنیا و ما فیہا سے کمال نفرت و کراہت تہی اکثر اوقات درویشون
اور آزاد منشون سے ملا کرتا بلکہ بعض اہل معرفت و صاحبان ریاضت کی گوش
و لیسے سنا کرتا حاصل یہ ہے کہ سلطنت دنیوی سے دل اوسکا آلودہ نتہا
در دولت آراستگی سے باطن اوسکا کمال آسودہ تہا نہ ہوس دنیا ہر چند ایک نے
بہاؤ سے ہر روز اوسکے آگے آتے لیکن اوسکے چشم حق بین مین ایک ذرہ

نیاانی حقا کہ جسکی آنکہہ مین تصور یار کا سمایا ہے اوسکی نظرون مین غیر کب خوش
آیا ہے جسکا دل نور ہدایت سے روشن ہوا اوسکو شمع سلطنت کا اوجالا کب
بہلا لگا جسکو منزل بقا کا سیدہا رستہ ملا وہ اس سراے فنا کی تیرہی راہون مین
کب بہٹکا فی الواقع آراستگی و آزادگی دولت بے زوال اور نعمت عدیم المثال
ہے حشمت دنیا دولت عقبی سے نہین بہتر خرقہ گدائی خلعت بادشاہی سے
کہین بہتر جسنے گوشہ تنہائی قبول کیا وہی اس سراے فانی مین پاؤن پہیلا کر
سوا آخر اوس آزاد منش کو فقر کی کشش نے اپنی طرف کہینچا تاج سلطنت
اوسنے خاک پر پہینکا اور کلاہ قناعت کو سر پر رکہا سر تصحرا نکلا آفرین اوسکی عقل
دور اندیش پر کہ نعمت آیندہ آخرت کو جاودانی سمجہکر دنیا کی دولت بالفعل کو
چہوڑ دیا ابیات خوشا وہ بار دنیا جسنے پہینکا ❊ سبک دوشی کا لطف اوسنے
مین پایا ❊ بر رنگ کوہ ٹہہرا جو کہ ایک ٹہا لون ❊ نہ دامن سے نکالا اوسنے
پہر پالون ❊ جہان کے خوان سے جلدی اوٹہا جو ❊ رہیگا سیر دونون
جگ مین بس وو ❊ طمع کی آنکہہ رکہی جسنے نت سینکڑا وہ مر تے مرتے نشاد
خورسند ❊ بجز نام خدا کچہہ اور مت لے ❊ قناعت کو نہ ہرگز ہاتہ سے دے ❊
سلطنت اوس درویش طینت نے چہہ برس آٹہہ مہینے کی الغرض راجا پریچہ
سے لیکر مہاپریم تک چار شخصون نے تریپن برس اورنگ شاہی پر جلوس
فرمایا آخر آگ نے اونکو جلا کر راکہہ بنایا جب مشہور ہوا کہ اندرپست کے بادشاہ
نے دنیا کو ترک کیا اور گوشہ تنہائی لیا تخت شاہی خالی ہے اور مملکت وسیع
بے والی ہے ایک ملک کے حاکم نے ارادہ کیا کہ مملکت کو چہینے ناراسکے سب

نے لشکرکشی کی لیکن راجا ادہرسین بنگالے کا راجا سب سے پہلے ایک لشکر
عظیم ساتھ لیکر نہایت جلد اندرپرست مین آپہونچا جاکر تو وہان کوئی سپاہی پرندہ
نہ جو مقابلہ کرتا میدان جنگ وجدل مملکت پر قبضہ کرلیا اور تخت سلطنت پر جلوس
فرمایا امیر زیر الملکار جتنے تھے آحاضر ہوئے بیت یہی ہے جہانکی ریاست
کا طور ہے جو ایک اٹھ گیا آن بیٹھا ایک اور ہے القصہ اوسنے بھی اٹھارہ برس
پانچ مہینے سلطنت کی امور کو آراستہ کیا آخر اپنی موت مرا پہر راجا بلاو
ادہرسین کے بیٹے نے بارہ برس چار مہینے حکومت کی بعدازان بنگالہ مین
جا سکونت کی بعد اوسکے راجا کیسوسین بلاول سین کا فرزند باپ
قایمقام پندرہ برس آٹھ مہینے رہا آخرکار اس جہان سے گذر گیا اوسکے بعد
راجا مادہو سین کیسوسین کے بیٹے نے مملکت کو عدل وانصاف
سے گیارہ برس اور چار مہینے تک آباد رکھا ازان ملک فنا کا رستا پکڑا بعد اوسکے
راجا سور سین مادہو سین کا بیٹا تخت نشین ہوا اور بیس برس دو مہینے
تک اوسنے سلطنت کا بخوبی بندوبست کیا آخر الامر اپنا رخت ہستی باندہا
راجا بہیم سین سور سین کا بیٹا پانچ برس دو مہینے تک شراب دولت سے
مخمور رہا بعد ازان اوسکی بھی عمر کا پیمانہ لبریز ہوا بعد اوسکے راجا کاتک سین
بہیم سین کی جگہ بھی مسند حکومت پر قدم رکھا اور چار برس نو مہینے تک
عدم کا رستا پکڑا اوسکے بعد راجا ہری سین کاتک سین کا خلف
تخت پر بیٹھا بارہ برس دو مہینے تک امور مملکت مین مشغول رہا آخر خالی ہاتھ
جہان سے گیا پہر راجا لکھمن سین راجا ہری سین کے نور چشم نے آٹھ برس

گیارہ مہینے اپنے باپ داداکا نام مملکت مین روشن رکھا آخر اوسکا بھی چراغ
ہستی صرصر نیستی نے بجھا دیا بعد اوسکے راجا نراین سین لکھمن سین
کے بیٹے نے دو برس تین مہینے سلطنت کی ناگاہ جان اپنی جہان آفرین
کو سونپی اوسکے بعد راجا لکھمن سین نراین سین نور دیدہ بزم سلطنت
کا ضیا بخش ہوا چھہ برس گیارہ مہینے تک اوسنے شمع عدالت سے جہان کو
منور رکھا ناگاہ صرصر اجل سے چراغ حیات اوسکا بھی بجھہ گیا پھر راجا دامو سین
راجا لکھمن سین کا بیٹا اپنے باپ کے بعد تخت حکومت پر بیٹھا لیکن جوانی
کی جہالت اور نادانی کی غفلت اوسکی طبیعت پر آگئی سدہ بدہ اوسمین نام کو
نہتی صحبت مین ارذال و بداطوار در آئے قاعدے اور طریقے اگلون کی اوسنے
سراسر بھلائے عدل و انصاف سے مزاج اوسکا پھر گیا ظلم و ستم کا پلیتہ اوکسایا
گیا سچ ہے کہ ہمراہ صاحب شیطان مجسم کے اوٹھتے بیٹھتے ہر وقت نیکی و عقل
اور راہ راست نہین دکھانے کا بلکہ تمام و کمال بیچ گمراہ کریگا زنہار ایسے کو اپنے
پاس آنے نہ دیجو اور اوسکی صحبت سے حذر کیجو جیسے خزان گلشن کا آب و رنگ
خاک مین ملاتی ہے ویسی ہی بد اندیش کی صحبت دولت کے کمال پر زوال
لاتی ہے نظم صحبت اجلاف سے کر اجتناب ؛ ورنہ ہو دیگی تیری طینت
خراب ؛ دوستی بہوتون سے اسے غافل نکر ؛ لائینگے آفت یہ آخر جان
پر ؛ ست چراغ غول پر تو و بیان کر ؛ صرف اندھیرا ہے قدم اوسپر نہ دھر
مان کہنا اوسکا ہرگز تو نہ جا ؛ اپنے تئین اندھے کوئے مین مت گرا ؛
القصہ راجا نے اپنی طبیعت بد سے باندون کی ترغیب و کہنے سے ظلم شیوہ

وتنخواہ کو اور ہوا خواہان درگاہ کو رتبے سے گرا دیا خراج گذارون اور زیردستون
پر ظلم کرنا شروع کیا جب مفسدون اور فتنہ انگیزون نے اوسکے نئے اطوار
سیکھے مردم آزاری بیدہڑک کرنے لگے اہل خرد اور رعیت کا مال و متاع بے تحاشا
لوٹنے لگے چند روز کے عرصے مین مملکت کی رونق جاتی رہی اور آبادی
اوجاڑ ہونے لگی آمدنی ملکون کی گہٹ گئی سلطنت مین خرابی پڑی ارکان
دولت نے کنارا کیا راجا اپنے کئی کی سزا کو پہونچا گیارہ برس تین مہینے
وہ ظالم حاکم رہا غرض راجا دہرسین سے راجا دمودرسین تک بارہ اشخاص
نے ڈیڑہ سو برس راج کیا راجہ دیپ سنگہ کوہی کہ کوہستان سوالک کا
والی تہا سپاہ اوسکی بکثرت تہی اور عدالت کی نہایت شہرت راجا دمودرسین
کے اہلکار صوبہ دار ازبسکہ اوسکی بدسلوکی و ایذا دہندی سے تنگ آئے تہے
کوہستان مین جاکر تمام اپنی حقیقت اور رعیت کی حالت سپاہ کی بے رحمی اہل
خدم کی بے اتفاقی اوسکے حضور بیان کی اور اندر پرست کی سلطنت پر غیرت
دلائی سنتے ہی اس نوید کے اوسنے طبل شادی کا بجوایا اور فوج بیشمار سے
مملکت مذکور کیطرف کوچ کیا الغارون چلا چنانچہ عرصۂ قلیل مین آپہونچا اور
اوس شراب غفلت کے مدہوش کو قید کر لیا بعد اوسکے آپ ساعت نیک
دیکہکر تخت حکومت پر بیٹہا اور شمع عدالت سے تاریکی ظلم کو دور کرکے
جہان کو روشن کیا ستائیس برس دو مہینے تک کاروبار سلطنت مین لگا رہا
آخرالامر ملک عدم کا راہی ہوا بعد اوسکے راجا دون سنگہ راجا دیپ سنگہ
کا فرزند بائیس برس پانچ مہینے حاکم رہا آخر اپنے موت موا پہر راجا اج

سنگادرن سنگہ کے نور چشم نے مملکت کو عدل و انصاف سے فروغ
بخشا اور سپاہ کو نہایت راضی رکھا ندان نو برس اور آٹھ مہینے گذرے عدم
کا رستا پکڑا بعد اوسکے راجا پرسنگ بن راجا راج سنگ نے تخت
سلطنت کو رونق بخشی اور عدل و انصاف سے جہان مین کمال نیکنامی حاصل کی
آخر چہالیس برس اور ایک مہینے کے بعد منزل فنا کی راہ لی پہر راجا
نرمدرنگ ولد راجا پرسنگ قایم مقام اپنے باپ کا ہوا اور اوسی کی
طرح سپاہ و رعیت کو سخاوت و عدالت سے اسنے بھی شاد رکھا آخر پچیس برس
تین مہینے گذرے بیکنٹھ کا رستا لیا راجا جیون سنگ راجا نرمدرنگ
کا خلف جب تخت نشین ہوا اوسکی نوجوانی تہی چنانچہ اپنی زندگانی وہ عیش و عشرت
مین بسر کرنے لگا بے پروائی دلا ابالی سے امور مملکت کی طرف متوجہ نہوا
سچ ہے کہ آغاز شباب مین شہوت نفس نہایت غالب ہوتی ہے اور طبیعت
انسان کی عیاشی کی طالب ہوتی ہے ہر ایک کا کام نہین جو اپنے تئین
اوس ہنگام مین باوجود نشہ دولت کے اس مزے سے باز رکھے اور مزہ
بدکاری و شراب خواری کا نہووے وے بڑے مرد ہین کہ ایسے وقتون
مین نفس کشی کرتے ہین اور خدا سے ڈرتے ہین فی الواقع دنیا مین نیکنامی اور
عقبی مین شادمانی انہین کے واسطے ہے رباعی ہنگام جوانی مین جسے
دولت ہو اور عیش و نشاط سے اوسے نفرت ہو اوسا نہین کوئی نر
دنیا مین عقبی مین شہ ہے سو رد صد رحمت ہو قصہ کوتاہ سلطنت اسی مخفلت
دمایل عشرت کے ہاتھ نہین رہتی چنانچہ تہوڑے ہی دنون مین ریاست

ہاتھ سے جاتی رہی اور دشت غربت کی راہ اسنے لی پھر وہین رہ نورد بادیہ
عدم کا ہوا مدت اسکی سلطنت کی بیس برس پانچ مہینے راجا دیپ سنگھ سے
لیکر جیون سنگھ تک چھہ شخصون نے ایک سو انتالیس برس راج کیا احوال
راجا پرتھی راج مشہور بہ پتھورا جب بادشاہ حقیقی کا ارادہ یہ ہوا
کہ راے پتھورا بیراٹھہ کا والی کہ ہمیشہ جیون سنگھ سے امیدوار رہتا تھا مالک
اتنی بڑی سلطنت کا ہوجاوے اور ایک مملکت وسیع اوسکے قبضے مین
آوے راجا جیون سنگھ نے بسبب حماقت ذاتی کے یا کوئی مہم اوسے درپیش
ہوئی تمام سردارون کو فوج سمیت کوہستان کیطرف کہ اوسکے جد آبائی کا
مسکن تھا بھیجدیا اور آپ گنتے مصاحبون سے دار السلطنت مین رہا راے
پتھورا اسے تنہا و غافل جانکر ایک لشکر عظیم سے یکایک آن پہونچا راجا
جیون سنگھ نے جو دیکھا کہ سامان جنگ کا سلیقا نہین اوس جماعت قلیل
سمیت کوہستان دشوار گذار کیطرف بھاگا آخر وہین اوسکا پیمانہ عمر لبریز ہوا
اور راے پتھورا شادیانے فتح کے بجوا کر تخت سلطنت پر بیٹھا بیت اگر
سانپ سے ہوسے وہ بخیلد تو غافل چھوڑے کبھی گنج زر؛ جب پندرہ برس
اوسکی سلطنت پر گذرے سلطان شہاب الدین غوری غزنین سے کئی
مرتبے آیا اور کئی بار لڑا آخر مقام نرائن مین کہ تلاوڑی کر مشہور ہے راجا مذکور
کو اوسنے مار لیا اور آپ تخت سلطنت پر اجلاس فرمایا الغرض راجاؤن کا
احوال یہ جو لکھنے مین آیا مطابق راجاولی اور راج ترنگنی کے ہے لیکن انکے نامے
کے تغیر و فرق اور نسخے دو نسخون سے جو لون کرتے ہے کہ بکرماجیت

سے کے چار سو اونتیسوین سن مین راجا انگپال تونور نے بادشاہ ہوکر اندر پست
کے قریب شہر دہلی بسایا اور اوسکی اولاد سے بیس شخصون نے چار سو
انیس برس ایک مہینے ستائیس روز نقارہ سلطنت کا بجایا آخر الامر بیسوین
پورا اوسکا کہ پرتھی راج کر اشتہار رکھتا تھا یا لوبلدیو چوہان سے لڑا اور کام آیا
غرض بکرماجیت کے آٹھہ سو اڑتالیس سن مین سلطنت تونور کی قوم سے
نکلکر چوہانون کے قبضے مین گئی لیکن راجا بلدیو نے اور اوسکی اولاد سے
سات شخصون نے تین سو پچاسی برس سات مہینے بادشاہت کی جب بلدیو
کے ساتوین پوتے کو کہ جسکا نام پتہورا تھا نوبت حکومت کی پہونچی سلطان
شہاب الدین غوری نے سات مرتبے یورش کی اور لڑا لیکن ہر مرتبہ شکست
کہاکر پھر گیا باوجود اسکے بھی مملکت ہند کے لینے کی تدبیر مین اکثر اوقات
رہتا تھا پر کچھہ بن نہ پڑتی تھی اس اثنا مین راجا جی چند راٹھور قنوج کا راجا اکثر راجاؤن
پر غالب ہوا اور بنا بر اسکے جگ راجسو کے بجا لانیکا اوسنے قصد کیا شرح اس
جگ کی سابق لکھی گئی ہے غرض راجا مذکور نے سامان و سر انجام کو اوسکے
ارشاد فرمایا ساتھہ اسکے یہ بھی ارادہ کیا کہ اوس مجلس مین اپنی بیٹی کو کسی بڑے
راجا کے ساتھہ بیاہے اسواسطے ہر ایک ملک کے راجا بلوائے پتہورا نے
بھی بموجب اوسکی طلب کے ارادہ اوس سمت کا کیا کہ ناگہان اوسکی سپاہیون
مین سے کسی کے منہہ سے نکلا کہ مہاراج کے ہوتے ہوئے اس جگ کا
قصد جی چند کرے یہ بات تعجب سے ہے اور آپکا تشریف لیجانا اوسمین اس سے زیادہ
عجیب ہے سنتے ہی اسکو راجا آگ ہو گیا اور اوسکے ہلاک پر ارادہ جنگ کا

دوا راجا جی چند بہی اس خبر کو سنکر مار سیاہ کی مانند پیچ کہانے لگا لیکن سبب شدت
جنگ کی قریب پہونچی تہی بسبب اُسکے مصلحتاً توقف کیا اور ایک سونیکی مورت
پتہورا کی شکل بنوا کر دربانون کی طرح اوسکو دروازے پر بٹہا دیا اور اسے پتہورا اس
حالت کو سنکر مارے غصہ کے انگارون جلا اور تہوڑے دنون مین وہان
پہونچکر اپنی تصویر کو اوٹہا لیا اور پہر اپنے ملک کیطرف پہرا لوگ بہت کام آسکے
لیکن راجا جے چند نے بہر صورت جنگ سے فراغت کی پر اوسکی بیٹی نے
کسی راجا کو پسند نہ کیا مگر پتہورا کی شجاعت و جوانمردی دریافت کر کے کمال
مشتاق ہوئی اسیواسطے اوسکے باپ نے اپنے محل سے اوسکو نکال دیا
اور ایک جدی حویلی مین رکہا اور سے پتہورا اس حالت سے واقف ہو کر نہایت
خواہشمند اوسکا ہوا اور چاندا باد فروش کو کمال مہربانی سے راجا جے چند کے
پاس بہیجا اور آپ چیدہ چیدہ لوگ ساتہہ لیکر نوکرون کی مانند اوسکے ہمراہ ہوا
جب وہان قنوج مین پہونچا اسے پتہورا نے دختر مذکور کو جوانمردی سے لیا
اور دہلی کیطرف کوچ کیا راجا جے چند اس ماجرے کو سنتے ہی معہ فوج چڑہ دوڑا
ندان آپسمین جنگ عظیم ہوئی سات ہزار آدمی طرفین سے مارے گئے پر راے
مذکور نے اوس نازنین کو نہ چہوڑا اور لڑائی سے منہہ موڑا آخر اپنی دولت سرا مین
جا اوتارا اور یہانتک اوسکے دام محبت مین گرفتار ہوا کہ ملکی مالی کاروبار سے
دست بردار ہوا جب ایک برس اسیطرح گذرا سلطان شہاب الدین غوری کو
بہی یہ خبر پہونچی اوسنے راجا جے چند کے ساتہہ دوستی کی بنا دالی اور بیہ لکہا تا جیت
کے بارہ سے تین سو تیس سن ہن مین بہی اوسوقت پانسو اٹہاسی تہی سلطان مذکور

آٹھوین مرتبہ ایک لشکر عظیم جمع کرکے ملک گیری کے ارادے دہلی کی
طرف متوجہہ ہوا بلکہ بہت سے محال لے لئے اوسوقت کسیکو اتنی جرأت
نہوی کہ راجا سے اس امر کی اطلاع کرے آخر ارکان دولت نے مشورت کرکے
چاندا بہاٹ کو حرم سرا لئے مین بہجا کہ اوس پری پیکر سے یہ حقیقت کہی تا
وہ راجا تک پہونچائے چنانچہ راجا مطلع ہوا لیکن کئی مرتبہ سلطان پر جو فتح یاب ہوا
تہا اوسکو کچھہ چیز نہ سمجہا اور بسبب غرور و نخوت کے خاطر مین نہ لایا چنانچہ تہوڑی
سی فوج ساتہہ لیکر نکلا اور راجا جے چند نے بہی اوسکا ساتھہ ندیا بلکہ سلطان کا
شریک ہوا القصہ شعلہ جدال و قتال نہایت بہڑکا راجا کا دل بجھہ گیا ندان
سلطان کے رفقا نے اوسکو پکڑ لیا اور سلطان اوسکو قید کرکے غزنین لیگیا
جب چاندا یاد فروش نے حقیقت حال سے اطلاع پائی غزنین کی راہ لی آخر
وہ سلطان کی ملازمت حاصل کرکے مورد الطاف کا ہوا بعد اوسکے پتہورا
کی بہی خدمت مین پہونچا اور زندان مین دمسازی اوسکی کرنے لگا ایکدن بمشورت
پتہورا کے تیر لگانے کی تعریف بادشاہ کے روبرو یہان تک کی کہ وہ بمرتبہ
مشتاق ہوا اور اوسکو بلوا بہیجا بلکہ اوسی وقت اجازت تیر اندازی کی بہی دی
راے مذکور نے تیر و کمان وہین اوٹہا لیا اور ایک تیر اوس نشانہ ناوک
تقدیر کے ایسا ہی مارا کہ کام اوسکا تمام ہوا اوسیوقت بادشاہی نوکرون نے
بہی راجا کو چاندا بہاٹ سمیت مار لیا لیکن فارسی تاریخون مین پتہورا کا مارا
جانا تلاوری کے بیدامین لکہا ہی اور سلطان شہاب الدین کا قتل ہونا ایک
مدت کے بعد فدائی کہوکر کے ہاتہہ حاصل ہوئے ہے کہ اس ماجرے مین اتفاق

بہت ہے العلم عند اللہ غرض راجا پتھورا کے مارے جانے کے لیے ہندوستان
کی حکومت ہنود سے گئی اور سلاطین مسلمین کے ہاتھ جا پڑی الغرض راجا
جدہشٹر سے لیکر پتھورا تک ایک سو بیس اشخاص نے چار سو اٹھہتر برس
سلطنت کی پھر ہر ایک نے منزل عدم کی راہ لی منجملہ اسکے پتھورا کی ایام
سلطنت انچاس برس ہیں حسب بیے خلاق کون ومکان فی عالم کون وفساد کو
جلوہ گر کیا کسی ذی حیات کو خلعت حیات ابدی کا نہیں بخشا اور ریاست کو
بھی ایک قوم سے مخصوص نہیں کیا ہر ایک شخص کو موت آتی ہے اور
سلطنت وریاست بھی ایک خاندان سے خاندان دیگر میں جاتی ہے
پس ہر عاقل کو لازم ہے کہ مال و دولت کو اپنا نہ سمجھے اور اس حیات مستعار
پر نہ بھولے اور دولت ناپایدار پر نہ بھولے **ابیات** بادن جیتے تخت شاہی پر
دہرا۔ آخر بس تختے پہ وہ ساکن ہوا۔ قسم کھائے جو لاکہ سیکڑون رہو ہر سے کے
وے گئے آخر کو کاندے چار کے۔ اینڈتے ہیں سر پہ رکہہ جو تاج زر
خاک اکدن کہا گئی اونکا بھی سر۔ خلق جو اس دار فانی میں ہوا۔ اکدن
راہی عدم کا ہوگیا۔ واقعی دنیا برا دھوکا ہے۔ جاہ و حشمت یہ سراسر ہیچ ہے
شیب تاب اس فاحشہ کی دیکھکر۔ محو مت ہو یہ دغا ہے سربسر۔ قلب
اسکے نہیں ہو سکے وفا۔ آنکھ میں اسکی نہیں شرم وحیا۔ بھول کر بھی اسکی
تو خواہش نہ کر۔ داغ حسرت سے نہ بھر اپنا جگر۔ دام حرص وآز میں نادان
نہ پھنس۔ جگ میں ہے اللہ بس باقی ہوس۔ تمام شد